صوبائی کونسل پنجاب
مباحثات

24 اگست 1981ء
(23 شوال 1401ھ)

جلد 3 - شمارہ 3

سرکاری رپورٹ

صوبائی کونسل

مندرجات

(سوموار 24 اگست 1981ء)

	صفحہ
1 - تلاوت قرآن حکیم اور اس کا اردو ترجمہ - - -	439
2 - وقفہ برائے سوالات و جوابات - - -	440
3 - اجلاس کے پروگرام میں تبدیلی اور گورنر صاحب سے وفود کی ملاقات کے بارے میں اعلان - -	599
4 - محکمہ مال کی کارکردگی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا -	602
5 - محکمہ مال کی کارکردگی کی رپورٹ کے بارے میں بحث -	612

صوبائی کونسل پنجاب

صوبائی کونسل پنجاب کا تیسرا اجلاس

پیر ۔ 24 اگست 1981ء

(دو شنبہ ۔ 23 شوال 1401ھ)

صوبائی کونسل پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 8-30 بجے صبح منعقد ہوا ۔ جناب لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

اناؤنسر ۔ جناب گورنر تشریف لا چکے ہیں ان کی اجازت سے آج کے اجلاس کی کارروائی تلاوت کلام پاک سے شروع کی جاتی ہے ۔ میں قاری علی حسین صدیقی سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تلاوت کلام پاک فرمائیں ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۔ (س انفال آیت ۲۷-۲۸-۲۹ - س انفال آیت ۴۶ - س نحل آیت ۹۷ - س ابراہیم آیت ۳۴)

اے ایمان والو! نہ تو تم اللہ اور اسکے رسول کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی آپس کی امانتوں میں خیانت کرنا حالانکہ تم جانتے ہو اور تم یہ بھی جان رکھو کہ تمہارا مال اور اولاد ایک آزمائش ہے اور بلاشبہ اللہ ہی کے پاس اجر عظیم ہے ۔

اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو گے تو وہ تمہارے لئے حق و باطل میں فرق کرنے والی ایک طاقت پیدا کر دیگا اور تم سے تمہاری برائیاں دور کر دے گا اور تم کو معاف کر دے گا اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے ۔

تم اللہ اور اسکے رسول کے حکم پر چلتے رہو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی تم صبر و استقامت سے کام لیا کرو بلاشبہ اللہ صبر و استقامت سے کام لینے والوں کو دوست رکھتا ہے جس نے اچھے کام کیے خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ ایمان پر ہو تو ہم اسکو دنیا میں عیش و طرب کی زندگی بسر کرائیں گے اور آخرت میں جن کی کارکردگی کا اس سے بھی بہتر اجر عطا کریں گے اور اس نے تم کو ہر چیز میں عطا کیا جس کا تم نے سوال کیا اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو تم گن کر شمار نہ کر سکو گے بلاشبہ انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے ۔

وما علینا الا البلاغ

(وقفہ برائے سوالات و جوابات)

اراکین کے سوالات اور وزراء/معتمدین کی طرف سے ان کے جوابات

اناؤنسر - اب ساڑھے دس بجے تک سوالات و جوابات کا وقفہ ہوگا جس کے دوران مختلف محکموں سے متعلق ان سوالات کے جوابات دیے جائیں گے جو ارکان نے تحریری طور پر پہلے سے بھیجے ہیں - ضمنی سوالات چیئرمین کونسل کی اجازت سے پوچھے جا سکیں گے - جن محکموں کے متعلق سوالات آج پوچھے جائیں گے ان کے وزراء یا سیکرٹری صاحبان جوابات دیں گے ان کی ترتیب یہ ہے -

(۱) ٹرانسپورٹ (۲) زراعت (۳) سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (۴) صحت (۵) صنعت و معدنی ترقی (۶) لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (۷) مال (۸) مواصلات و تعمیرات (۹) محنت (۱۰) نگران کمیشن (۱۱) ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ -

38 - نجی ٹرانسپورٹروں کو روٹ پرمٹ کا ٹھیکے یا کمشن پر اجراء

شیخ محمد اقبال (چیئرمین میونسپل کمیٹی - جھنگ) کیا سیکرٹری ٹرانسپورٹ از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ کیا نجی ٹرانسپورٹروں کو روٹ پرمٹ ، ٹھیکے یا کمیشن پر دیے جا سکتے ہیں ، اگر جواب اثبات میں ہے تو کس قاعدہ اور قانون کے تحت ایسا کیا جا سکتا ہے -

وزیر ٹرانسپورٹ : (بریگیڈیر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان) - موٹر وھیکل آرڈیننس 1965ء کے سیکشن 47 ، 48 اور 51 کے تحت کسی گاڑی کا مالک سٹیج کیرج یا کنٹریکٹ کیرج کا روٹ پرمٹ ، قواعد و ضوابط کی پابندی کرنے کی شرائط پر ، کسی وقت متعلقہ ریجنل ٹرانسپورٹ

اتھارٹی یا پروونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی سے حاصل کر سکتا ہے ۔ اس ضمن میں حکومت کی آزاد پالیسی ، کسی گاڑی کے مالک کو اس رعایت سے محروم کرنے کی اجازت نہیں دیتی ۔ اس سے یہ بات عیاں طور پر واضح ہوتی ہے کہ کسی مالک کو اپنی گاڑی کے لیے روٹ پرمٹ حاصل کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی لہذا روٹ پرمٹ ٹھیکے یا کمیشن پر دینے یا لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

میرے خیال میں مزید اس بحث میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اگر مفید تجاویز موجود ہوں تو سبجیکٹ کمیٹی میں پیش کر کے اس کا حل تلاش کر لیا جائے ۔ جہاں تک بڑی کمپنیوں اور پرائیویٹ کمپنیوں کا بسیں چلانے کا تعلق ہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ اس قسم کی تجویز پہلے بھی موجود ہے ۔ اس پر عمل درآمد کیا جائے ۔ اس کو کسی نے روکا نہیں ۔ قانون میں پوری گنجائش ہے ۔ اب اس کا جائزہ لیا جا سکتا ہے ۔ جو تجویز آپ نے پیش کی ہے کہ نجی مالکان اونرز کو منع کیا جائے ۔ انہیں روکا جائے ۔ اس کی سٹڈی کر کے کوئی فیصلہ کیا جائے گا ۔ اس کے علاوہ اگر کوئی تجویز ہو تو وہ بھی پیش کی جائے اس کا بھی جائزہ لیا جا سکتا ہے ۔

جہاں تک اس نظام کا تعلق ہے مجھے بڑا احساس ہے ۔ گورنر صاحب کو پتا ہے ۔ پوری کیبنٹ کو پتا ہے کہ کیا حالات ہیں اس کیلیے ایک ہائی پاورڈ کمیٹی بیٹھ چکی ہے جس نے اپنی سفارشات مرتب کر لی ہیں ۔ کونسل کے اجلاس کے بعد کیبنٹ اور گورنر صاحب کے سامنے مسئلہ آ جائیگا اور کچھ نہ کچھ روڈ ٹرانسپورٹ کے متعلق فیصلہ ہو جائے گا ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ انتظامیہ ٹھیک نہیں اور حالات بہت ہی خراب ہیں لیکن اس کی اصلاح کے لیے ضروری اقدام اٹھائے جا رہے ہیں ۔ اگر اصلاح نہ ہو سکی تو شاید کوئی اور سخت اقدامات (drastic step) لینا پڑے ۔ اگر کوئی معقول تجویز ہے تو اس کو سبجیکٹ کمیٹی میں پیش کیا جائے ۔

محترمہ سیدہ ساجدہ نیئر عابدی (خاتون ممبر ضلع کونسل ، سیالکوٹ) ۔ جناب چیئرمین میں ٹرانسپورٹ کے بارے میں عرض کرونگی کہ جو ٹرانسپورٹ ، روڈ پر چل رہی ہے اس کی کوئی abnormal life (غیر معمولی زندگی) ہے ۔ اس کے بارے میں کوئی قانون آپ فرما سکتے ہیں ۔ ڈرائیونگ کے لیے abnormal life لمبے روٹ پر بہت تکلیف دیتی ہے ۔

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ اس کے لیے موٹر وہیکل آرڈیننس موجود ہے ۔ مکینیکل وہیکل ایگزامینر یا ایم ۔ وی ۔ آئی کی ڈیوٹی ہے کہ ہر ششماہی پر یہ پوائنٹ بھی چیک کریں ۔ ٹریفک پولیس کے عملے کا بھی یہ کام ہے ۔

محترمہ سیدہ ساجدہ نیئر عابدی ۔ یہ چیز دن بدن بڑھ رہی ہے جس کی وجہ سے ڈرائیونگ میں بہت سخت تکلیف ہوتی ہے ۔

جناب صالح محمد نیازی (صدر لیبر یونین سرگودھا) ۔ جناب چیئرمین ۔ میں پاکستان روڈ ٹرانسپورٹ ورکرز کا صدر ہوں ۔ ٹرانسپورٹ کے سلسلے میں کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ حادثات آئے دن بڑھ رہے ہیں ، رک نہیں رہے ہیں ۔ بہت سی قیمتی جانیں ضائع ہو رہی ہیں ۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ انفرادی طور پر پرمٹ جاری ہوتے ہیں اور ہر انفرادی آدمی ٹریفک پولیس ۔ تھانہ پولیس، ایم ۔ وی ۔ آئی اور موٹر وہیکل ایگزامینر وغیرہ بلکہ جتنی بھی متعلقہ اتھارٹیز ہیں ان کو ماہانہ ادا کرتے ہیں ۔ کم و بیش دو ہزار فی بس ماہوار رشوت جاتی ہے اور وہ ڈرائیور کو کہتے ہیں کہ سڑک کو مقتل گاہ بنا دو ۔ جتنا تیز چلنا ہے چلو ۔ ٹریفک والے اپنے ہیں ۔ مجسٹریٹ اپنا ہے ۔ کوئی فکر مت کرو ۔ یہی وجہ ہے کہ اوور ٹیکنگ ہوتی ہے ۔ ڈرائیور کمیشن کے لالچ میں مجبور ہے ۔ مالک کا کہنا ہے کہ مجھے زیادہ کما کر دو ۔ وہ تیز رفتاری اختیار کرتا ہے ۔

جناب والا ۔ اگر کمپنیاں بن جائیں گی تو کنٹرول ہو سکیگا ۔ اب کنٹرول نہیں ہو سکتا اسی وجہ سے رشوت بڑھ رہی ہے ۔ حادثات بھی بڑھ رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ اسی طرح منی بسوں کا مسئلہ ہے ۔ منی بسوں کے متعلق

عرض کروں گا کہ لاہور میں آج کل روٹ کھول دیے ہیں ۔ مثلاً یتیم خانے تک آٹھ روٹ پرمٹ ہیں ۔ دلال چھوڑے ہوئے ہیں وہ متعلقہ حکام سے ساز باز کر کے لاکھوں روپیہ کما رہے ہیں ۔ حالانکہ ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ جعلی یونین کے نمائندے بن کر افسران پر رعب ڈالتے ہیں کہ میں فلاں یونین کا صدر ہوں ۔ میں سیکرٹری ہوں ۔ مجھے جعلی پرمٹ دے دو۔ دس دس ہزار ، پندرہ پندرہ ہزار روپیہ منی بسوں کے روٹ پرمٹ کا جا رہا ہے ۔ میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ جو تسلیم شدہ تنظیمیں ہیں ان کو تسلیم کیا جائے ۔ کمشنر صاحبان یا سیکرٹری ٹرانسپورٹ صاحب روٹ پرمٹ دیتے وقت ، ڈرائیوروں کے نمائندوں سے ، اور مالکان کی بڑی ایسوسی ایشن بنی ہوئی ہے ، ان کے نمائندوں کے مشورے سے روٹ پرمٹ جاری کریں ۔ انفرادی لالچ دے کر یا کسی اپنے آدمی کو روٹ پرمٹ دے کر رشوت ستانی پیدا نہ کریں ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد ایک اور عرض کروں گا کہ بسوں کے لیے روٹ کمیٹیاں بنائی جائیں یہ کافی عرصہ سے مطالبہ چلا آ رہا ہے ۔ یہاں پچھلی دفعہ بھی میں نے اس کو پیش کیا تھا یعنی کوئی چار ماہ پہلے لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا ۔

جناب چیئرمین ! جناب نے کم از کم اجرتوں کے بورڈ کو لکھا ہوا ہے کہ کمشن ختم کریں ۔ کم از کم اجرتوں کے بورڈ نے اس پر تین سال لگا دیے ہیں ۔ اب تک وہ چکر دے رہا ہے ۔ ڈرائیور اور کنڈیکٹر کا کمشن سسٹم ختم ہو جائے ۔ بس کمپنیاں بن جائیں ۔ ٹائم ٹیبل کے مطابق گاڑیاں چلائی جائیں تو اس سے کافی رشوت بھی ختم ہوگی اور پچاس ساٹھ فیصد حادثات بھی ختم ہوں گے ۔

مسٹر خاقان بابر (صدر آل پاکستان فری لیگل ایڈ ایسوسی ایشن لاہور) ۔ جناب والا ۔ میری اطلاع کے مطابق روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ نے بنکوں سے قرض لے کر اس کو float کیا ہے ۔ میں یہ جاننا چاہوں گا

کہ کتنا قرض لیا گیا ہے اور کتنا ابھی تک بنکوں کو ادا ہو چکا ہے ۔ کیونکہ میری اطلاع کے مطابق روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کا جو نقصان دکھایا جاتا ہے اس کے نقصان کی دیگر وجوہات کے علاوہ سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس کا جتنا منافع ہوتا ہے وہ سود کی شکل میں بنکوں کو چلا جاتا ہے ۔ کیا کوئی ایسا طریق کار ہے کہ ہم بنکوں سے جان چھڑا سکیں اور اس کو کسی طریقے سے write off کیا جا سکے تاکہ یہ ادارہ کامیابی کے ساتھ چل سکے ۔

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ اطلاعاً عرض ہے کہ یہ کوئی خفیہ بات نہیں ہے ۔ میں اخباروں میں بھی کہہ چکا ہوں کہ اس وقت پنجاب ٹرانسپورٹ بورڈ ۹۰ کروڑ روپے کے ہیر پھیر میں ہے ۔ اس نے مختلف بنکوں سے قرضے لیے ہوئے ہیں اور سود کی ادائیگی کا تو سوال ھی پیدا نہیں ہوتا ۔ وہ اس قابل نہیں ہے ۔ آپ اطمینان رکھیں ۔ ۳٦ لاکھ روپیہ ماہوار پنجاب گورنمنٹ ان کو تنخواہوں کے لیے دے رہی ہے ۔ میں نے پہلے بھی عرض کی ہے کہ ایک ہائی پاورڈ کمیٹی اس کو دیکھ چکی ہے ۔ اس پر کیبنٹ اور گورنر صاحب نے اس کی تنظیم نو کے سلسلہ میں کچھ احکامات دیے تھے کہ ان پوائنٹس پر غور کیا جائے وہ کمیٹی پھر بیٹھی ہے اور اس نے اپنی سفارشات مرتب کر لی ہیں ۔ جیسے میں نے پہلے عرض کی ہے کہ یہ مسئلہ اتنا آسان نہیں ہے ۔ یہ ۹۰ کروڑ روپے کا معاملہ ہے ۔ بنکوں کے قرضے بھی ہیں ۔ ریلوے کی انوسٹمینٹ بھی ہے ۔ جیسے میں نے عرض کی ہے کہ ۳٦ لاکھ ۷۲ ہزار روپیہ ماہوار پنجاب گورنمنٹ فی الحال ان کو تنخواہوں کے لیے دے رہی ہے تو اس کا کوئی فوری حل نہیں ہے ۔ جب تک کمیٹی کی سفارشات پر کیبنٹ اور گورنر صاحب کوئی فیصلہ نہ دے دیں اس کا فی الحال کوئی حل سامنے نظر نہیں آتا کیونکہ ۹۰ کروڑ کا سرمایہ اس میں involve ہے ۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے ۔ میں نے اخبارات میں بھی کہہ دیا ہے اب آپ کے سامنے بھی کہہ رہا ہوں ۔

مسٹر خاقان بابر - جناب والا میں تو یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کتنا قرضہ لیا ہے اور کتنا بنکوں کو ابھی تک ادا کر چکے ہیں۔ اگر آپ ۲۵ کروڑ روپے لیتے ہیں تو آپ دو یا چار ارب روپیہ بنکوں کو دے چکے ہیں تو کہیں تو آپ کو کھڑا ہونا چاہیے ۔ اگر گورنمنٹ ۳۶ لاکھ روپیہ دے رہی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ روپیہ عوام کی جیب سے جا رہا ہے تو یہ یہ کیوں جا رہا ہے اس کا سد باب کیا گیا ہے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ - جیسا کہ میں نے آپکی خدمت میں عرض کی ہے کہ اس کا فیصلہ اس مہینے کے آخر میں یا اگلے مہینے کے شروع تک ہو جائے گا کہ کیا اقدامات کیے جا سکتے ہیں یا کیا اقدامات کرنے چاھئیں ۔ کس طرح حالات کو بہتر بنایا جا سکتا ہے جب تک اس کا فیصلہ نہیں ہوگا ۔ میں اس کا جواب دینے سے قاصر ہوں کہ کس طریقے سے اصلاح احوال کی جا سکتی ہے ۔

جہاں تک سود کا تعلق ہے جیسے میں نے عرض کی ہے کہ جس آرگنائزیشن کے پاس تنخواہ دینے کو کچھ نہ ہو وہ سود کی پوری ادائیگی کہاں سے کرے گی ۔ آپ کے سامنے پورے حقائق آ جائیں گے ۔ یہ کوئی بات چھپانے کی نہیں ہے ۔

مسٹر خاقان بابر - میں آپ سے گذارش کرنی چاھتا ہوں کہ آپ جو کمیٹی بنا رہے ہیں کیا اس میں عوام کے نمائندوں کو شامل کرنے کی کوئی تجویز ہے تاکہ عوام کو بھی پتہ چلے کہ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے ۔

وزیر ٹرانسپورٹ - جناب والا ! یہ گورنمنٹ کی کمیٹی ہے ۔ اس میں مناسب وقت آنے پر عوام کے نمائندوں کو شامل کر لیا جائے گا ۔ پہلے گورنمنٹ خود ھی اپنے محکمے کی جانچ پڑتال کر رہی ہے کہ اس میں کیا کیا غلطیاں ہیں ۔ کس طریقے سے حالات بہتر کیے جا سکتے ہیں ۔ جب گورنمنٹ اپنا نظریہ قائم کر لے گی اس کے بعد عوام کے نمائندوں کو بھی

شامل کر لیا جائے گا مجھے یقین ہے کہ جناب گورنر صاحب کو بھی عوام کے نمائندے شامل کرنے میں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

چوہدری محمد صدیق سالار۔ (ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن، فیصل آباد) جناب والا اس طرح سود در سود چڑھتا چلا جائے گا جب ۳۶ لاکھ روپیہ گورنمنٹ تنخواہوں کے لیے دے رہی ہے اور اگر یہ ڈرائیور کام نہیں کر رہے تو پنجاب کے مختلف شعبوں میں ان کو کھپا دیا جائے اور ان سے جان چھڑا لی جائے۔ یا اس محکمہ کو نفع میں لایا جائے یا اسے برابر کیا جائے۔ یہ جو سود کی بات ہے یہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ جب ان کے پاس اصل ہی نہیں ہے تو وہ سود کہاں سے دینگے۔ سود تو دینا پڑیگا۔

(ضمنی سوالات بابت سوال نمبر 38)

شیخ محمد اقبال (چیئرمین، میونسپل کمیٹی، جھنگ) جناب صدر میں آپ کی اجازت سے جناب وزیر ٹرانسپورٹ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے جو سوال کیا ہے وہ یہ ہے کہ کیا گورنمنٹ ٹرانسپورٹ نے روٹ پرمٹ ٹھیکے پر یا کمیشن پر دینے شروع کر دیے ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ۔ جناب آپ نے جو سوال کیا ہے وہ یہ ہے کہ کیا سیکرٹری ٹرانسپورٹ از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ کیا نجی ٹرانسپورٹروں کو روٹ پرمٹ ٹھیکے یا کمیشن پر دئے جا سکتے ہیں اگر جواب اثبات میں ہے تو کس قاعدے اور قانون کے تحت ایسا کیا جا سکتا ہے وہ جو سوال ہے وہ دوسرا سوال ہے اور آگے آ رہا ہے اور وہ سوال بھی موجود ہے اس کا جواب بھی آپ کو مل جائے گا۔ یہ ایک الگ سوال ہے۔

شیخ محمد اقبال (جھنگ)۔ جناب والا میرے پہلے سوال کا یہ مضمون نہیں ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ۔ یہ سوال نمبر ۳۹ ہے جس میں یہ ہے کہ کیا حقیقت ہے کہ پرائیویٹ کمپنیوں کے جو اڈہ جات شہروں میں واقع ہیں . . . . .

شیخ محمد اقبال - نہیں جناب والا میرا سوال نمبر ۳۸ ہی ہے اور اس کا مضمون اور ہے -

جناب گورنر - کیا آپ کا سوال نمبر ۳۸ ہے -

شیخ محمد اقبال - جی جناب والا -

جناب گورنر - آپ سوال نمبر ۳۸ پڑھیں -

وزیر ٹرانسپورٹ ، جی میں نے سوال نمبر ۳۸ پڑھ دیا ہے -

جناب گورنر - آپ کے پاس بھی ہے اور ان کے پاس بھی ہے -

وزیر ٹرانسپورٹ - جی جناب والا -

جناب گورنر - آپ کے پاس کچھ ہے اور ان کے پاس کچھ ہے آپ سوال نمبر ۳۸ پڑھیں پھر یہ پڑھ لیں گے - ابھی تصفیہ ہو جائے گا -

وزیر ٹرانسپورٹ - سوال نمبر ۳۸-کیا سیکرٹری ٹرانسپورٹ از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ کیا نجی ٹرانسپورٹروں کو روٹ پرمٹ ٹھیکے پر یا کمیشن پر دئے جا سکتے ہیں - اگر جواب اثبات میں ہے تو کس قاعدے اور قانون کے تحت ایسا کیا جا سکتا ہے - یہی سوال نمبر 38 ہے اور اس میں آپ نے گورنمنٹ ٹرانسپورٹ لکھا ہے اور یہاں لکھا ہے کہ کیا نجی ٹرانسپورٹروں کو روٹ پرمٹ ٹھیکے یا کمیشن پر دئے جا سکتے ہیں -

شیخ محمد اقبال - جناب والا میں نے یہ سوال دو دفعہ پوچھا ہے ایک دفعہ پہلے اجلاس میں بھیجا تھا مگر یہ اجلاس نہیں ہوا تھا اور اب پھر یہ سوال پوچھا ہے - جناب صدر ! اس سلسلے میں میری عرض یہ ہے کہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ اپنے پرمٹ نجی ٹرانسپورٹروں کو ٹھیکے پر دے رہی ہے ، ٹھیکہ پہ چلا رہی ہے - اور کمیشن پر چلا رہی ہے - اب وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ کوئی کمپنی یا نجی ٹرانسپورٹ روٹ پرمٹ وغیرہ ٹھیکے پر نہیں دے سکتا - یا کمیشن پر نہیں دے سکتا ، ان کا یہ جواب ہے - لیکن میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ گورنمنٹ اپنے روٹ پرمٹ

ٹھیکے پر اور کمیشن پر چلا رہی ہے -

وزیر ٹرانسپورٹ - دیکھئے جناب میں نے یہ جواب دیا ہے کہ موٹر و ھیکل آرڈیننس 1965 کے سیکشن 47 - 48 اور 51 کے تحت کسی گاڑی کا مالک stage carrier یا contract carriage کا روٹ پرمٹ ، قواعد و ضوابط کی پابندی کرنے کی شرائط پر ، کسی وقت متعلقہ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی یا پرووِنشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی سے حاصل کر سکتا ہے اس ضمن میں حکومت کی آزاد پالیسی کسی گاڑی کے مالک کو اس رعایت سے محروم کرنے کی اجازت نہیں دیتی - اس سے یہ بات عیاں طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ کسی مالک کو اپنی گاڑی کے لیے روٹ پرمٹ حاصل کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی - لہذا روٹ پرمٹ ٹھیکے یا کمیشن پر دینے کا یا لینے کا سوال ھی پیدا نہیں ھوتا ، یہاں جو سوال کونسل نے بھیجا تھا وہ یہ تھا - اب آپ سوال کیجیے میں آپ کو اس کا جواب دے دیتا ھوں - اور جو میرے پاس اطلاع ہے اور جو میں نے ضمنی سوال کے لئے رکھی تھی کہ روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ ، پرائیویٹ کمپنیوں سے 58 بسیں کرایہ پر لے کر چلا رہا ہے اور اس کے 29 مالک ہیں اور ان بسوں سے 2, 68,634 روپے کی آمدنی ھوتی ہے جس میں سے 25 فیصد حصہ روڈ ٹرانسپورٹ کا ھوتا ہے - جو 67, 159 روپے بنتا ہے اور اس پر خرچ 81,950 روپے آتا ہے اور اس کا مالک عام طور پر خود ڈرائیور ھوتا ہے - یا وہ خود ڈرائیور کے ساتھ ھوتا ہے - اب اگر آپ اطلاع دینا چاھتے ہیں کہ روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ نے کچھ روٹ ٹھیکے پر دے رکھے ہیں تو اس کی نشاندھی کیجیے - (investigation) تحقیقات کر کے ایکشن لیں گے -

شیخ محمد اقبال - جناب والا ! جواب تو اسی بات میں آ گیا ہے کہ انہوں نے دے رکھے ہیں -

وزیر ٹرانسپورٹ - انہوں نے لے رکھے ہیں - دے نہیں رکھے اور وہ پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کرایہ پر لے کر چلا رہے ہیں -

شیخ محمد اقبال - جناب اسی پر وہ 25 فیصد منافع لے رہے ہیں - کرائے پر وہ کیسے چلا رہے ہیں -

وزیر ٹرانسپورٹ - اس لیے کہ ان سے لے کر چلا رہے ہیں -

شیخ محمد اقبال - نہیں جناب ان کو کچھ نہیں دے رہے ہیں ان سے 25 فیصد لے رہے ہیں آپ کا جواب یہ ہے کہ 25 فیصد آمدنی کا ان سے لے رہے ہیں -

وزیر ٹرانسپورٹ - روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ نے 58 گاڑیاں مالکان کی اجازت سے لے لی ہیں اور روٹوں پر چل رہی ہیں - اور اس کا حساب میں نے آپ کو بتا دیا ہے -

شیخ محمد اقبال - تو جناب والا ان کا وہ معاهده جو روڈ ٹرانسپورٹ سے اور مالکوں سے ہوا ہے دکھایا جائے تو پتا چل جائے گا کہ آیا انہوں نے لے رکھی ہیں یا دے رکھی ہیں -

وزیر ٹرانسپورٹ - جناب یہ لے رکھی ہیں -

شیخ محمد اقبال - یہ عجیب بات ہے کہ انہوں نے لے رکھی ہیں - بسیں لے رکھی ہیں اور کمیشن دے رکھی ہے -

وزیر ٹرانسپورٹ - جی نہیں ان کی بسیں کرایہ پر چلانے کے لیے لے رکھی ہیں - کیونکہ روٹ پرمٹ ٹرانسپورٹ بورڈ کے پاس ہیں لیکن بسوں کی کمی ہے -

شیخ محمد اقبال - جناب میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ انہوں نے بسیں ٹھیکے پر لے نہیں رکھیں - روٹ پرمٹ دے رکھے ہیں - ڈرائیور اسی بس کو چلاتا ہے وہی مالک ہوتا ہے اس کے پاس اس کا انتظام ہوتا ہے - روڈ ٹرانسپورٹ کے پاس اس کا کوئی حساب نہیں ہوتا - شام کو حساب کرتے ہیں تو ۲۵ فیصد روڈ ٹرانسپورٹ والے لے لیتے ہیں اور ۷۵ فیصد وہ لے جاتے ہیں -

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ میں بھی وہی عرض کرتا ہوں کہ ۲۵ فیصد روڈ ٹرانسپورٹ لے لیتا ہے ۔

شیخ محمد اقبال ۔ تو کیا یہ قانون میں ہے ؟

الحاج چوہدری محمد حیات ۔ (نائب چیرمین پنجاب ٹرانسپورٹرز ایسوسی ایشن) جناب والا اس سلسلے میں میری عرض یہ ہے کہ جو پریکٹس جاری ہے وہ یہ ہے کہ پرائیویٹ بس مالکان کی بسیں گورنمنٹ ٹرانسپورٹ اپنی تحویل میں لے لیتی ہے اور اس میں ایگریمنٹ یہ ہوتا ہے کہ آمدنی کا 3/4 حصہ بس مالک کو دے دیں گے ۔ اور 1/4 حصہ خود رکھ لیں گے ۔ تو میرے فاضل ممبر کے کہنے کا مقصد یہ تھا ۔ کہ اس لعنت کو ختم کیا جائے ۔ وہ پرائیویٹ بس کا مالک یا کمپنی اس کے اڈہ جات استعمال کرتی ہے اس کے روٹ مثلاً لاہور ٹو فیصل آباد یا لاہور ٹو راولپنڈی استعمال کرتی ہے ۔ جناب اس ضمن میں میری گزارش یہ ہے میں بھی ٹرانسپورٹر ہوں اور مجھے بھی شکایت ہے اور اس پریکٹس کو ، اس لعنت کو ختم ہونا چاہئیے ۔

چوہدری محمد صدیق سالار ۔ (ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) جناب والا میں اس ایوان میں ایک بات کہوں گا کہ پرائیویٹ ٹرانسپورٹر اگر اڈے پر گاڑی کو کھڑا کرنے کا کمیشن وصول کرے تو وہ حلال ہے ۔ اگر گورنمنٹ کے خزانے میں کوئی پیسہ آئے تو اس کو لعنت کہا جائے ۔ چونکہ گورنمنٹ کے اڈوں کی جگہ استعمال ہوتی ہے اس کی وجہ سے ان کو 25 فیصد ملتا ہے کیونکہ گورنمنٹ اپنے احاطہ جات میں سے گاڑیاں نکالتی ہے ۔

الحاج چوہدری محمد حیات ۔ جناب والا میں فاضل ممبر کی وضاحت کے لیے عرض کر دوں کہ اس وقت گورنمنٹ کی طرف سے (liberalization) آزادی ہے کسی کو روٹ پرمٹ دینے کی کوئی ممانعت نہیں جو شخص آج گاڑی خریدتا ہے وہ اسی وقت آر ٹی اے سے روٹ پرمٹ

لے سکتا ہے میرے خیال میں میرے فاضل دوست کو کچھ غلط فہمی ہوئی ہے موجودہ تین چار سال سے یہ پریکٹس چلی آ رہی ہے کہ روٹ پرمٹ کی کوئی پابندی نہیں اور پرائیویٹ آدمی کو کمیشن حاصل کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ جناب فاضل ممبر نے کہا تھا کہ ایگریمنٹ دکھایا جائے تو ایگریمنٹ کی کاپی موجود ہے اور ابھی یہ بعد میں سیکریٹری ٹرانسپورٹ کے پاس دیکھی جا سکتی ہے ۔ لا ڈیپارٹمنٹ کی رولنگز اس پر لے لی گئی تھیں ۔ یہ 1979 کی بات ہے ۔ سیکشن نمبر 72 :

Motor Vehicle Ordinance is not applicable to this proposal because it visualizes acquisition between which means absolute ownership. The intention of A D. does not seem to acquire private buses absolutely but, acquire them temporarily for business purposes on partnership basis. This is not permissible under the law. However, the Corporation can obtain private buses on lease.

ان بسوں کو لیز پر حاصل کر کے گورنمنٹ چلا رہی ہے اور یہ لیز ایگریمنٹ موجود ہے آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں ۔

میاں مجید اکبر فاروقی ۔ (چیئرمین میونسپل کمیٹی گجرات) جناب صدر میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو پرائیویٹ مالکوں سے کمیشن پر بسیں لی گئی ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ اور جس چیز کو وہ ثابت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ والے اتنے efficient نہیں کہ وہ اپنے fleet کو صحیح طور پر کنٹرول کر سکیں اور اس (inefficiency) نااہلیت کی بنا پر ہی ان کو یہ ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ باہر سے بسیں لیں جن کے ڈرائیور بھی اور مالکان بھی خود ان کو ply کریں (چلائیں) اور ان کو look-after (نگہداشت) کریں ۔ اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ اپنے (affairs) معاملات کو خود manage نہیں کر سکتی اس میں maintenance side پر بہت زیادہ

(bungling) بدنظمی ہوتی ہے تو میرے خیال میں بہتر یہ ہے کہ جس طرح آج سے چالیس سال پہلے گورنمنٹ نے پابند کیا تھا کہ کوئی بھی بس ply نہیں کی جا سکتی جب تک وہ کسی Incorporated Company کے ساتھ attach نہ ہو اس سے ایک فائدہ یہ ہوگا کہ جو انفرادی طور پر لوگوں نے بسیں رکھی ہوئی ہیں اور ہائی ویز پر بہت زیادہ ٹریفک کا رش ہوتا ہے اورسپیڈنگ ہوتی ہے تو گورنمنٹ اسے کنٹرول کر سکتی ہے لیکن یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے اگر اسے کمپنی ply کر رہی ہو اگر افراد (individuals) کر رہے ہوں تو اس میں تھوڑی سی مشکل پیدا ہوتی ہے چنانچہ میرا خیال ہے کہ اگر محکمہ اس انداز سے سوچے کہ (individuals) افراد کی بسوں کو discourage کیا جائے اور regular incorporated companies کو ہی ان بسوں کو چلانے کی اجازت ہو۔

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ (مسٹر غضنفر محمد خان) میں نے آپ کو عرض کر دی ہے کہ یہ مسئلہ ہے . . . . .

نواب زادہ مظفر علی خان ۔ (چیئرمین ضلع کونسل گجرات) جناب والا میں ایک تجویز پیش کرنی چاہتا ہوں ۔ جب گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کا محکمہ اتنا خسارے میں جا رہا ہے ۔ جیسا کہ بریگیڈیئر صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم 25 فیصد لے کر لجی بسیں چلا رہے ہیں ۔ خسارے سے یہ تجویز بہتر ہے کہ پرائیویٹ بسیں محکمہ لے لے اور 25 فیصد کما لیا کرے ۔ محکمے کو خسارے کے بجائے آمدنی ہو جائے ۔

جناب گورنر ۔ اس کی بھی چیزیں دیکھ رہے ہیں ۔ یہ اتنا آسان نہیں ، پیچیدہ مسئلہ ہے ۔ یہ ہے یوٹیلیٹی سروس ، ویلفیئر سروس ۔ اس میں اتنی بدانتظامی ہے جس کی کوئی انتہا نہیں ۔ اسی چیز کو اب ہم دیکھ رہے ہیں ۔ اگر سفارشات پر سیدھے جائیں تو اس کو کبھی کا بند ہو جانا چاہیے تھا لیکن یہ ویلفیئر سروس ہے ۔ دنیا میں کوئی گورنمنٹ ٹرانسپورٹ فائدے میں نہیں جاتی ۔ کوئی نہ کوئی نقصان ہوتا ہے ۔ لیکن یہاں

بدانتظامی ان سے زیادہ ، رشوت ان سے زیادہ ، تو اس کی ذرا اصلاح کرنی ہے ۔ اس کو درست کرنا ہے ۔ اس میں دیکھیں گے کہ کتنے فیصد اس کو چلانا چاہیے اور کتنا اس کو بند کرنا چاہیے ۔ کمیٹی بیٹھ رہی ہے ۔ اس کمیٹی کی سفارشات ہوں گی ۔ اس کے بعد میں انھیں یہ مشورہ دوں گا ، جیسے آپ لوگوں نے بھی دیا ہے کہ نمائندوں کو بھی اس میں شامل کیا جائے ۔ ان کی رائے بھی لے لی جائے ۔ کوئی نہ کوئی ہمیں حل ڈھونڈنا چاہیے ۔ یہ بات کہ یہ بالکل فائدے میں چلے ، یہ بالکل ناممکن ہے ۔ ہم ایسے ایسے روٹس پر گاڑیاں چلاتے ہیں ۔ کل میرے پاس یونین کونسل کے لوگ آئے کہ جناب فلاں جگہ ہماری گاڑیاں نہیں چل رہیں ۔ بند کیوں کی ہیں ؟ وہ چاہتے ہیں کہ ان روٹوں پر گاڑیاں چلائیں ۔ کیونکہ وہاں پرائیویٹ کمپنی والے بس نہیں چلائیں گے ، کیونکہ انہیں وہاں پر فائدہ نہیں ۔ وہاں یوٹلیٹی سروس ، ویلفیر سروس کو چلانا ہوتا ہے ۔ ایک تو یہ ہو گیا ۔ دوسرے اس میں کوئی شک نہیں ، کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ اتنی بے ایمانی ہے کہ میں آپ کو کیا بتاؤں ۔ میرا خیال ہے ، اب اگلا پوائنٹ لے لیتے ہیں ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان - (چیرمین ضلع کونسل اٹک) : جناب والا ، ویگنوں اور ٹرکوں کی رفتار کو کنٹرول کرنا یا ان کا جو بندوبست ہے . . . .

جناب گورنر - وہ بھی ایک مسئلہ ہے ۔ اس کو کل پاکستان بنیادوں پر کر رہے ہیں ۔ اس پر فیڈرل کنٹرول یا ہمارا کنٹرول آئے گا ۔ اس کے لیے ایک خاص ھائی وے پولیس بنے گی وغیرہ ۔ تو یہ اتنی پیچیدہ چیزیں ہیں ۔ آپ بھی اس کمیٹی میں شامل ہوں گے ، نیازی صاحب بھی شامل ہوں گے ۔

الحاج چوہدری محمد حیات : جناب والا ۔ آپ کو یاد ہو گا کہ اس ایوان کے پچھلے اجلاس میں جب سعید قریشی صاحب نے پی اینڈ ڈی کی سالانہ رپورٹ پڑھی تھی تو اس میں ٹرانسپورٹ کا کہیں ذکر نہ آیا تھا ۔

اس وقت بھی میں نے عرض کیا تھا کہ جب پی اینڈ ڈی کا سالانہ پروگرام بنتا ہے تو اس میں ٹرانسپورٹ کو بھی کسی شق میں رکھا جائے اور اس کی ڈویلپمنٹ کے لیے بھی حکومت غور کرے۔ اس وقت یا تو گورنمنٹ ٹرانسپورٹ چل رہی ہے ، جس کا کردار آپ کے سامنے ہے۔ اس کو تقریباً 35 ہزار روپے ماہوار خسارہ ہو رہا ہے۔ دوسری طرف پرائیویٹ ٹرانسپورٹ ہے۔ حکومت کی طرف سے اس وقت پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کو کسی قسم کی سہولتیں مہیا نہیں کی گئیں۔ وہ سود خوروں کے رحم و کرم پر ہے۔ تین لاکھ کی گاڑی وہ ساڑھے چار لاکھ پر لیتا ہے اور پھر اسے قسطوں کی ادائیگی کا فکر ہوتا ہے۔ مختصر عرض یہ ہے کہ آپ کوئی بھی کاروبار دیکھ لیں۔ کوئی بھی انڈسٹری لگتی ہے ، کوئی چھوٹی فیکٹری لگتی ہے ، کوئی زمیندار ٹریکٹر لیتا ہے تو اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ مگر پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کے لئے . . . . .

جناب گورنر۔ جب آپ اس کمیٹی میں آئیں گے ، جب اس کی رپورٹ فائنلائز ہو جائے ، میرے پاس آئے۔ کیونکہ سیدھی سیدھی ان کی سفارشات یہی ہیں کہ ان کو آپ بند کریں۔ سب چیز کو بند کر دینا چاہیے میں نے عرض کیا تھا کہ آپ اس کو ایک دم بند نہیں کر سکتے۔ آپ ذرا رک جائیے۔

جناب صالح محمد نیازی۔ جناب والا ، باہر سے مکمل گاڑی منگوائی جاتی ہے ، اس میں پورے پرزے ہوتے ہیں لیکن یہاں آ کر ورکشاپ میں گاڑی کی گاڑی تبدیل ہو جاتی ہے۔ سارے افسران مل کر گاڑی تبدیل کر دیتے ہیں۔ تو وہ نقصان کہاں سے پورا کریں گے۔ صرف سود ادا کرنے کا معاملہ اس قدر سنگین نہیں ہے۔

جناب گورنر۔ اسی ہاتھ کی صفائی کا تو میں ذکر کر رہا ہوں۔

جناب صالح محمد نیازی۔ ہر پرزہ بدل جاتا ہے اور افسران اس میں شامل ہیں۔ تو وہ نقصان کبھی بھی پورا نہیں ہوگا۔ سود تو معمولی بات

ہے ، گاڑی کہاں سے پیدا ہوگی - اس کے پرزے مارکیٹ میں بک جاتے ہیں - جی ٹی ایس میں اس قدر وسیع پیمانہ پر دھاندلی ہو رہی ہے کہ کسی اور ادارے میں شاید ہی ہوگی -

جناب گورنر - نیازی صاحب ، میں اسی ہاتھ کی صفائی کا ذکر کر رہا تھا - اب اگلا سوال لے لیجیے -

39 - گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے اڈہ جات کی شہروں سے باہر منتقلی

شیخ محمد اقبال (چیئرمین میونسپل کمیٹی جھنگ) -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کمپنیوں کے جو اڈہ جات شہروں میں واقع ہیں ان کو شہروں سے باہر میونسپل کمیٹیوں / امپروومنٹ ٹرسٹ کے قائم شدہ اڈوں میں منتقل کیا جا چکا ہے -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے اڈہ جات ابھی تک شہروں کے اندر موجود ہیں جس کی وجہ سے ٹریفک میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے -

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے اڈوں کو کب تک شہروں سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (بریگیڈیر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان)

(الف) جہاں تک پرائیویٹ بس کمپنیوں کے اڈوں کا تعلق ہے یہ شہر سے باہر متعلقہ میونسپل کمیٹیوں / ترقیاتی اداروں / امپروومنٹ ٹرسٹوں کے قائم کردہ اڈوں میں منتقل ہو چکے ہیں اور ان اڈوں میں متعلقہ لوکل باڈی قانون کے تحت جملہ سہولتیں فراہم کرنے کی پابند ہے - تاہم بین الاضلاعی روٹوں پر چلنے والی منی بسوں (ویگنوں) کو ہر ضلع میں دو تین چکموں پر منتقل

کرنے کے بارے میں ھدایات جاری کر دی گئی ہیں ۔ متعلقہ محکمہ جات ویگنوں کے اڈہ جات تعمیر کرنے کے اقدامات کر رہے ہیں ۔

(ب) یہ ٹھیک ہے کہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے اڈہ جات ابھی تک شہروں کے اندر موجود ہیں ۔ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے اڈوں میں نہ صرف مسافروں کے لئے زنانہ و مردانہ انتظار گاہیں ، عملہ کے لئے رننگ روم ، کنٹین ، یوٹیلیٹی سٹور اور جائے حاجت (لیٹرین) وغیرہ جیسی سہولتیں مہیا ہیں بلکہ یہ اپنی چار دیواری ہونے کے باعث ٹریفک کا کوئی مسئلہ پیدا نہیں کرتے ۔ اس کے علاوہ اس چار دیواری کے اندر بسوں کی مرمت وغیرہ کے لئے ورکشاپیں قائم ہیں اور ان تمام سہولتوں پر بشمول عمارت اڈہ ، حکومت کی کثیر رقم خرچ ہوتی ہے ۔ اس کے برعکس جہاں کہیں پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کے اڈے مثلاً بین الاضلاعی روٹوں پر چلنے والی ویگنوں کے اڈے شہر میں واقع ہیں وہ نہ صرف مسافروں کو جملہ سہولیات فراہم کرنے میں ناکام رہے ہیں بلکہ ان کا غیر قانونی وجود ٹریفک کے لئے ایک مستقل مسئلہ بن چکا ہے ۔ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ کروڑوں روپے خرچ کرنے کے بعد گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے اڈوں کو شہر سے باہر منتقل کرنا کسی طرح بھی دانشمندانہ اقدام نہ ہوگا ۔ جب کہ ان کے شہروں میں موجود ہونے سے ایک طرف عوام کو بہتر سہولت میسر ہے ۔ دوسری طرف پرائیویٹ اڈوں سے دوری ، غیر صحت مندانہ مقابلے اور دنگے فساد کے امکان کو یکسر ختم کر دیا گیا ہے ۔

علاوہ ازیں گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کو شہر سے باہر منتقل کرنا سرکاری املاک کے نقصان اور چوری ہونے کے خطرہ کو دعوت

دینے کے مترادف ہوگا۔

(ج) (الف) و (ب) بالا میں پیش کردہ وضاحت کے پیش نظر حکومت گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے اڈوں کو شہروں سے باہر منتقل کرنے کا فی الحال کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

(ضمنی سوالات)

شیخ محمد اقبال ۔ جناب والا ، اس سلسلے میں میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ جو میں نے پہلا سوال کیا تھا ، اس کی حقیقت یہ ہے کہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے اڈے شہر کے درمیان ہونے کی وجہ سے وہ نجی ٹرانسپورٹ جو 25 فی صد منافع گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کو دے رہی ہے اسی وجہ سے انہیں گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے اڈے استعمال کرنے کی سہولت حاصل ہے ۔ جس سے آن کو سواری عام مل جاتی ہے اس کے برعکس جو آدمی جنرل بس سٹینڈ پر جانا چاہے ، اس کا فاصلہ شہر سے چھ سات میل دور ہونے کی وجہ سے ٹیکسی رکشہ والا چھ سات روپے کرایہ مانگتا ہے اور پھر سواری اس اڈے پر پہنچ سکتی ہے ۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ آپ جنرل بس سٹینڈ پر جائیں تو کیا وجہ ہے کہ ہمارے ساتھ سوتیلی ماں والا سلوک کیا جاتا ہے ۔ نجی ٹرانسپورٹ کے لیے جنرل بس سٹینڈ اور گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے لیے شہر میں اڈے اور جو سہولتیں وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ وہاں ویٹنگ روم ہے ، وہاں پانی کا انتظام ہے اور ساری سہولتیں ہیں ۔ اس سے پہلے جب پرائیویٹ اڈے شہر میں تھے تو وہاں اس سے زیادہ سہولتیں تھیں ۔ یہ اڈے اس لیے باہر منتقل کئے گئے کہ شہر میں ٹریفک زیادہ تھی ۔ اس کی اصل وجہ یہ تھی ۔ آج اگر آپ اڈے باہر نکال دیں تو 25 فی صد والی لعنت بھی ختم ہو جاتی ہے ۔ کوئی آدمی گورنمنٹ ٹرانسپورٹ میں پیسہ ڈالنے کے لیے تیار نہیں ۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ اڈے شہر میں ہیں اور نجی ٹرانسپورٹ کے اڈے باہر ہیں ۔ جب تک گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے اڈے میں بس کھڑی ہو گی تو نجی ٹرانسپورٹ کے اڈے پر کوئی سواری جانے کے لیے تیار نہیں

ہوگی ، کیونکہ سواری کو جانے آنے میں چھ ، سات روپے کرائے میں فرق پڑتا ہے ، اگر یہی بات ہے کہ عوام کو سہولت دینی ہے تو نجی ٹرانسپورٹ کو بھی حکم دیجئے - وہ بہترین اڈے بنائے گی ، ان کی چار دیواری بھی ہوگی ، پانی کا انتظام بھی ہوگا ، ہوا کا انتظام بھی ہوگا ، ہر چیز ان کے اندر ہوگی اور وہ واپس شہر میں آ جائیں گے - اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے اڈے بھی جنرل بس سٹینڈ پر جانے چاہئیں -

جناب گورنر - بہر حال یہ کمیٹی کا کام ہے - آپ اپنا پوائنٹ دیں -

وزیر ٹرانسپورٹ - کمیٹی میں یہ تجویز دیجئے - اس پر غور کر لیں گے - حکومت نے جواب دینا تھا ، وہ دے دیا - کروڑوں روپے کی انویسٹمنٹ ہے - اس کو ہم فی الحال چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہیں -

جناب گورنر - کمیٹی میں شیخ صاحب کو بھی شامل کر لیں - اگلا سوال لیں -

60 - ساہی وال - ڈیرہ رحیم روٹ پر سرکاری ٹرانسپورٹ کا اجراء

مس بلقیس خانم - (خاتون رکن ضلع کونسل ساہی وال) :

کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ساہیوال ڈیرہ رحیم ایک اہم علاقائی سڑک ہے جس پر محکمہ خوراک کے گودام - گرلز مڈل سکول - ڈاکخانہ - شفاخانہ حیوانات واقع ہیں - اس کے باوجود سڑک پر ذرائع آمد و رفت کی کوئی سہولت نہیں -

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس پورے علاقے کے عوام کی سہولت اور علاقائی سڑک کی اہمیت

کے پیش نظر سرکاری بس سروس جاری کرنے کے لئے تیار ہے اگر
نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ۔

(الف) ساھیوال ڈیرہ رحیم سڑک پر لوگوں کو ذرائع آمد و رفت کی باقاعدہ سہولت میسر ہے۔ یہ سڑک بی کلاس روٹ کی درجہ بندی میں شامل ہے ۔ اس سڑک کی کل لمبائی 24 کلو میٹر یا پندرہ میل ہے ۔ اس میں سے 4 کلو میٹر کا حصہ جی ٹی روڈ میں شامل ہے جب کہ بقایا 18 کلو میٹر کا حصہ برانچ روڈ کی صورت میں ہے ۔ اس سڑک پر تین پرائیویٹ بسیں چل رھی ہیں ۔ جن کے لئے ٹرانسپورٹر حضرات نے ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی ملتان سے روٹ پرمٹ حاصل کر رکھے ہیں ۔ ان بسوں کے نمبر 4112 / ایس ایل ۔ 1733 / وی آر اور 2972 / ایل ای جے ہیں ۔ اس کے علاوہ 4 کلو میٹر کے حصہ پر سے بے شمار پرائیویٹ بسیں گزر کر چیچا وطنی کی جانب جاتی ہیں ۔ ٹرانسپورٹ اتھارٹی کی جانب سے روٹ پرمٹوں کے اجرا پر کوئی پابندی نہ ہے اور نہ ھی روٹ پرمٹوں کی تعداد محدود ہے بلکہ ھر گاڑی کا مالک بغیر کسی حیل و حجت کے مجوزہ فارم پر درخواست گزار کر حسب ضابطہ روٹ پرمٹ حاصل کر سکتا ہے۔

(ب) جی ٹی ایس کے پاس بسوں کی شدید قلت ہے ۔ جب تک گورنمنٹ کی طرف سے نئی بسیں فراہم نہیں کی جاتیں ، جی ٹی ایس کوئی نیا روٹ چلانے سے قاصر ہے ۔

مس بلقیس خانم ۔ (خاتون ممبر ضلع کونسل ساھیوال) ۔ جناب صدر ھمارے علاقے میں جو بسیں چل رھی ہیں وہ اس قدر ناکارہ ہیں، اور گرلز مڈل سکول کی استانیوں کو آنے جانے میں بہت مشکلات کا سامنا ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ جاتی ہیں تو ان بسوں کا وہ ٹائم نہیں ھوتا اور کافی دیر

انتظار کرنا پڑتا ہے ۔ اسی طرح آنے میں بھی ان اسٹاپوں کو کافی انتظار کرنا پڑتا ہے ۔ اس لئے براہ کرم اس طرف توجہ فرمائیں ۔

وزیر تعلیم ۔ (چوہدری حامد ناصر چٹھہ) یہ مسئلہ آپ اب ہمارے سامنے لائی ہیں ۔ اس کے متعلق ہدایات جاری کر دی جائینگی کہ اوقات کار آپ کے مشورہ سے طے کئے جائیں ۔ یہ شکایت نوٹ کر لی گئی ہے اور کمشنر ملتان ڈویژن کو بھی ہدایات جاری کر دی جائینگی اور اس طرح ایم-آئی-ٹی کو بھی ہدایات جاری کر دی جائینگی ۔

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ ہم ان کو Direct حکم نہیں دے سکتے ۔ یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے اگر قانون میں تبدیلی کر دی جائے ۔ یہ صوبائی حکومت کی بات ہے ۔ اگر اس کا Operational دے دیا جائے تو پھر احکامات دے سکتے ہیں ۔ ابھی تک ہمارے ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات ہیں ۔

جناب گورنر ۔ اس میں کوئی دوستانہ تعلقات کی بات نہیں ہے ۔ ان کو Institutionalize کرنا چاہیئے ۔ Timing, Service & Operational جو بھی ہے ان کو اتنا آزاد نہیں چھوڑنا چاہیئے ۔

44 ۔ لاہور کے شہریوں کے لئے سرکاری بسوں کی تعداد میں اضافہ

الحاج چوہدری محمد حیات ۔ (نائب چیئرمین پنجاب ٹرانسپورٹرز ایسوسی ایشن) ۔

(الف) کارپوریشن اور ایل ڈی اے کی حدود میں لاہور کے شہریوں کے لئے کتنی سرکاری بسوں کی ضرورت ہے ۔

(ب) اس وقت کل کتنی سرکاری بسیں چل رہی ہیں اور اگر ان کی تعداد کم ہے تو محکمہ ٹرانسپورٹ نے لاہور کے شہریوں کے لیے متبادل ٹرانسپورٹ کا کیا انتظام کر رکھا ہے ۔

(الف) **وزیر ٹرنسپورٹ** ۔ لاہور شہر کے لئے پنجاب اربن ٹرانسپورٹ

کارپوریشن کے جائزے کے مطابق 1280 سرکاری بسوں کی ضرورت لاہور کے شہریوں کے لئے محسوس کی گئی ہے ۔

(ب) اس وقت لاہور شہر میں پنجاب اربن ٹرانسپورٹ کارپوریشن کی 271 بسیں چل رہی ہیں جو مذکورہ ضرورت سے کہیں کم ہیں ۔ قانون کی رو سے پنجاب کے شہری آبادیوں میں پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کو اس وقت تک چلنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی جب تک پنجاب اربن ٹرانسپورٹ کارپوریشن عدم اعتراض کا تصدیق نامہ (این و سی) جاری نہ کرے لہذا لاہور شہر کے شمال مشرقی علاقہ میں اس عدم اعتراض کے تصدیق نامہ سے اجرا کے بعد پرائیویٹ مالکان کی بسیں جن کی تعداد 198 ہے چل رہی ہیں ۔ اس کے علاوہ حال ہی میں ایک فیصلہ کیا گیا ہے کہ ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت شمال مشرقی علاقہ میں چلنے والی پنجاب اربن ٹرانسپورٹ کارپوریشن کی 60 بسوں کو واپس کر کے شہر کے دوسرے روٹوں پر لائی جائیں گی اور ان کی جگہ اتنی ہی تعداد میں پرائیوٹ بسیں لائی جائیں گی ۔

پنجاب اربن ٹرانسپورٹ کارپوریشن نے بتایا ہے کہ دسمبر 1981ء تک والوو کی 90 بسیں شہر کے مختلف روٹوں پر چلنے لگیں گی جب کہ ہر ایک والوو بس میں 104 مسافروں کے سفر کرنے کی گنجائش ہے ۔

لاہور کے شہریوں کی مشکلات کے پیش نظر مختلف شہری روٹوں پر منی بسیں اور سوزوکی وین کو روٹ پرمٹ جاری کئے گئے ہیں جن کی تعداد علی الترتیب 935 اور 130 ہے ۔ ان میں مزید اضافہ اس لئے نہیں کیا جا رہا کہ اس وجہ سے ٹریفک کے بہت سے مسائل اٹھ کھڑے ہونے کا خدشہ ہے ۔

ضمنی سوالات

الحاج چوھدری محمد حیات۔ جناب صدر! میری مودبانہ گذارش ہے یہ میرا سوال نہیں تھا ۔ لاھور سٹی کی Demand 1280 بسوں کی ہے ۔ گذشتہ روز انہوں نے جو رپورٹ پڑھی تھی اس میں بھی یہی تھا کہ لاھور سٹی کو 1280 بسیں چاھیں ۔ اس کے برعکس 272 بسیں جی ٹی ایس کی چل رہی ہیں اور 272 میں سے بھی 150 کے قریب چل رہی ہیں ۔ باقی ورکشاپ کی زینت بنی ہوئی ہیں ۔ اس کے ساتھ پرائیوٹ ٹرانسپورٹروں کی 290 بسوں کو اجازت ہے اور وہ چل رہی ہیں اور ان روٹوں پر چل رہی ہیں جو چھاؤنی ھڈیارہ کے روٹس ہیں ۔ شہر لاہور کی ضروریات کے مطابق روٹ پرمٹ دیئے جائیں جو آج تک نہیں دیئے گئے۔ سبجیکٹ کمیٹی کی میٹنگ مورخہ 31 مارچ 1981ء میں ، آئیٹم نمبر 4 کے متعلق فیصلہ ہوا تھا کہ شہری روٹوں پر جو پابندی ہے اس کو ختم کر دیا جائے ۔ کیونکہ بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر اور آمد و رفت کے مسائل کو حل کرنے کے لئے روٹ پرمٹوں کو کھلا کر دیا جائے ، لیکن اس پر آج تک عمل نہیں ہوا ہے ۔

جناب گورنر ۔ یہ finalize ہو گیا ہے اور اس میں آپ کو Co-op کر لیا جائے گا ۔ آپ کو بھی ، نیازی صاحب کو اور شیخ صاحب کو بھی ، اس میں شامل کر لیا جائیگا ۔

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ موٹر وھیکلز آرڈیننس میں ترمیم ہو رہی ہے اور یہ مسئلہ طے ہو گیا ہے ۔ یہ پوائنٹ Incorporate ہو گیا ہے اور اربن ٹرانسپورٹ کے این۔او۔سی (N O.C.) کے بغیر اجازت دی جا سکے گی ۔ یہ قوانین تقریباً تیار ہیں ۔ دسمبر میں وہ ایڈیشن آ جائیگا ۔

الحاج چوھدری محمد حیات ۔ لاھور شہر کی بات ہو رہی ہے ۔ لیکن وہ دیکھنا چاھتے ہیں کہ اسلام آباد میں کیا ہو رہا ہے ۔ لاھور کے شہریوں کو سستی سفری سہولتیں نہیں مل رہیں ۔ یہاں اس بے قاعدگی سے ٹریفک چلتی ہے کہ شاید ھی کوئی شریف آدمی اس میں سفر کرنا پسند کرے ۔

چھوٹے چھوٹے سفر پر بھی 10 ، 15 روپے خرچ کرنا پڑتے ہیں ۔ اگر کہیں ائرپورٹ پر جانا پڑ جائے تو مسافر سے ٹیکسی والا 50،100 روپے لے لیتا ہے ۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ جس طرح اسلام آباد میں بطور خاص اجازت دی گئی تھی اسی طرح لاہور کے لئے بھی ضروری پرائیویٹ ٹرانسپورٹ چلنے کی اجازت دی جائے اور لاہور کے شہریوں کو اس سہولت سے محروم نہ کیا جائے اس میں مجھے انتظامیہ سے یہ گلہ ہے ۔ مثال کے طور پر لاہور سے قصور تک مزدا بس سروس چل رہی ہے اور لاہور میں ٹویوٹا ویگن اور فورڈ ویگن چل رہی ہیں ، جن میں 12 نشستوں کی جگہ ہے ۔ وہ تو مسافر کی شکل بدل دیتی ہیں ۔ اس لئے شہر لاہور میں ان بسوں کو چلنے کی اجازت دی جائے ۔ کم از کم اس میں انسان کھڑا تو ہو سکتا ہے ۔

آپ دیکھیں کہ دو دو سواریاں رکشہ میں بیٹھی ہیں ۔ مزدہ میں کم از کم چھبیس ، ستائیس سیٹوں کی اجازت ہے ۔ اگر وہ لاہور میں چلنا شروع ہو گئیں تو بہتر ہو گا ۔ وہ لاہور سے قصور via لوئر مال چل رہی ہیں۔ ان کے لوئر مال کے راستہ ، چلنے پر انتظامیہ نے واویلا شروع کر دیا ۔ حالانکہ دوسری سائڈ پر غور کریں تو لاہور شہر کو تو 1280 بسوں کی ضرورت ہے ۔ Demand is there. Necessity is there. لیکن ٹریفک والے مزدہ والوں کو کہہ رہے ہیں کہ وہ شہر سے باہر نکل جائیں ۔ اگر تھوڑا بہت پرائیویٹ بسوں والے کمی کو Cover کرتے بھی ہیں تو ان کو بھی ذلیل کیا جاتا ہے پچھلے دنوں ان کی تیس گاڑیاں ایک دن میں بند کر دی گیئں ۔ اس لیے کہ ان کے پاس اجازت نہیں ہے ۔ حالانکہ پچھلے ایک سال سے وہ گاڑیاں اس روٹ پر چل رہی تھیں ۔ ہمارے ٹریفک کے ایک سربراہ ہیں جنھوں نے تیس گاڑیاں یکدم بند کر دی ہیں۔ بادامی باغ سے نکلتے ہی انھوں نےکہا کہ آپ اس روٹ پر نہیں آ سکتے ۔ آپ اس روٹ پر نہیں ہیں ۔ اگر روٹ کی diversion ممکن بھی تھی تو وہ Next Crossing ہے ۔ وہاں لیڈی ولنگٹن ہسپتال سے ایک بس جاتی ہے ۔

جناب گورنر - دیکھیے matter of details ہو گئے ہیں - ان کی کمیٹی کی رپورٹ ختم ہو گئی ہے - قبل اس کے کہ میرے پاس بھیجیں آپ لوگوں کو اس میں شامل کرلینگے اور جو آپ کی تجاویز ہیں ان کو بھی منظور کرینگے -

الحاج چوہدری محمد حیات - جناب والا - میں جناب میئر کارپوریشن لاہور کی خدمت میں عرض کرونگا (انہوں نے خاموشی کا روزہ رکھا ہوا ہے) کہ وہ اس ضمن میں تھوڑی سی روشنی ڈالیں - کہ لاہور کے شہریوں کو کتنی تکالیف ہیں -

جناب خورشید احمد (سیکریٹری جنرل آل پاکستان فیڈریشن آف ٹریڈ یونینز لاہور) - جناب والا - میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ٹرانسپورٹ کے سلسلے میں جو کچھ شہریوں کے ساتھ ہو رہا ہے وہ بھی پیش نظر رکھا جائے - کیونکہ پرائیویٹ ٹرانسپورٹ میں جہاں اچھے لوگ بھی کام کرتے ہیں وہاں یہ بھی ہو رہا ہے کہ منی بسوں اور پرائیویٹ بسوں میں جس طرح لوڈنگ کی جا رہی ہے ، وہاں جس طرح آدمیوں کو جانوروں کی طرح دھکیلا جاتا ہے اور اپنی مرضی سے بسیں چلائی جاتی ہیں اور خواتین کو جو حشر ہوتا ہے وہ بیان سے باہر ہے - تو میں پرائیویٹ حضرات سے درخواست کروں گا کہ وہ یہ ضرور دیکھیں کیونکہ شہریوں کی یہ بنیادی ضرورت ہے - حکومت نے جو یہ اربن ٹرانسپورٹ یا جی ٹی ایس بنائی ہے اس کا بنیادی مقصد شہریوں کے لئے سفر کی آسائش ہے اور حکومت as a state یہ سہولت مہیا کرتی ہے - جن کے پاس مرسڈیز یا ٹیوٹا نہیں ہے ان کو حکومت سستے داموں پر ٹرانسپورٹ مہیا کرے - اس سلسلے میں جو جی ٹی ایس ہے اور دوسرے جو اڈے ہیں ان کے متعلق میں یہ کہوں گا کہ شہری اس لئے پبلک ٹرانسپورٹ میں سفر کرتے ہیں کہ پرائیویٹ بسوں کی نسبت وہ آرام دہ ہوتی ہیں اس لئے شہریوں کے نکتہ نظر کو پیش نظر رکھا جائے اور جو جی ٹی ایس میں دھاندلیاں ہو رہی ہیں وہ انتظامیہ کی

خامیوں کی وجہ سے ہو رہی ہیں لہذا management کو improve کیا جائے ۔ آپ جہاں بھی جائیں آپ دیکھیں کہ بڑے بڑے لوگ اور وزراء کرام پبلک ٹرانسپورٹ میں سفر کرنا باعث افتخار سمجھتے ہیں ۔ یہ نہیں کہ وہ کاروں میں سفر کریں کیونکہ پبلک ٹرانسپورٹ اتنی بہتر اور آرام دہ ہوتی ہے کہ کار میں سفر کرنا وقت کا ضیاع سمجھا جاتا ہے ۔ شہریوں کی طرف سے میں عرض کروں گا کہ ہماری پبلک ٹرانسپورٹ کو گورنمنٹ جس طرح invest کر رہی ہے اسی طرح اس کی management کو improve کیا جائے اور یہ جو نئی بسوں کے والوو اور دوسری بسیں آئی ہیں ان کی maintenance کو ٹھیک کیا جائے ۔

جناب گورنر ۔ آپ اس میں آ جائیں ۔ میرا خیال ہے کہ اب ہم اگلے پوائنٹ پر آئیں extra points جنرل ڈیبیٹ میں لے لیں گے ۔

نواب زادہ مظفر علی خان (چیئرمین ضلع کونسل ، گجرات) ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ کئی علاقوں میں پرائیویٹ بسوں والے لوگ اپنی من مانی کر رہے ہیں ۔ اور اوور لوڈنگ کے علاوہ بہت زیادہ کرایہ جات وصول کرتے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں خاص طور پر اپنے ضلع کی بات کرتا ہوں کہ وہاں دیہی روٹ پر وہ اپنی مرضی کے مطابق بہت زیادہ کرایہ جات وصول کر رہے ہیں۔ گورنمنٹ نے جو ریٹ مقرر کئے ہیں ان کے مطابق وہ ہرگز کرایہ جات وصول نہیں کر رہے ۔ جناب والا ۔ یہ مسئلہ فوری توجہ طلب ہے ۔

جناب گورنر ۔ اگلا سوال ۔

خان امیر عبد اللہ خان روکڑی (نائب چیئرمین پنجاب رورل کواپریٹو کارپوریشن ۔ لاہور) ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ وقفہ سوالات میں تقاریر نہیں ہوا کرتیں ۔

جناب گورنر ۔ میں وہی کر رہا ہوں ۔ اور آگے چل رہا ہوں ۔

خان امیر عبداللہ خاں روکڑی ۔ جناب والا ۔ یہ وقفہ سوالات تو نہ ہوا یہ تو ڈیبیٹ ہوئی ۔ میں کہتا ہوں کہ ٹرانسپورٹ کے لئے کوئی علیحدہ ڈیبیٹ رکھی جائے یا یہ کہ اس سوال کا جواب ہو اور ضمنی سوال کوئی اور کرے جیسے میئر صاحب کو کہا گیا تو یہاں جواب دینا میئر کا کام نہیں ہے ۔ یہاں تو منسٹر صاحب نے جواب دینا ہے ۔ لیکن ہم نے ان کو کہا ہے کہ تم بھی جواب دو ۔ تو میں گزارش کروں گا کہ ان کو سوالات تک محدود کیا جائے اور صرف ضمنی سوالات کئے جائیں اور تقاریر نہ کی جائیں ۔ اس طرح سے وقت ضائع ہو گا ۔

جناب گورنر ۔ شکریہ ۔ آپ دو دن کہاں تھے ۔ آپ کے تجربہ سے ہم فائدہ اٹھائیں گے ۔

(سوال نمبر 55 کا تحریری جواب جناب وزیر زراعت نے دیا) ۔

55 - سنگل رولر جننگ مشینز کے لائسنسوں کے حصول میں درپیش مشکلات

چوہدری محمد شفیع گِل (سیکرٹری جنرل پاکستان شوگر ملز ایسوسی ایشن فیصل آباد) ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ سنگل رولرجننگ مشین کے لائسنس کے حصول کیلئے دس مربع اراضی کی ملکیت کا تصدیق نامہ پیش کرنا ضروری ہے ؟

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ زرعی اصلاحات کے نفاذ کے بعد پنجاب میں قریباً پچاس فیصد سے زائد کسانوں کے پاس بارہ ایکڑ سے زیادہ اراضی نہیں رہی اور نتیجتاً سنگل رولر جننگ مشین کے لائسنس کے حصول میں مشکلات در پیش ہیں ؟

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت

سنگل رولر جننگ مشین کے حصول میں آسانی پیدا کرنے کیلئے متعلقہ قواعد پر نظر ثانی کر کے حد ملکیت دس مربع اراضی کی بجائے نصف تا ایک مربع مقرر کرنے کو تیار ہے تاکہ دیہی علاقوں میں جننگ رولر مشین زیادہ تعداد میں لگ سکیں ۔

وزیر زراعت (بریگیڈیر ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان) :

(الف) جی ہاں ۔ اگرچہ کاٹن کنٹرول ایکٹ اور رولز میں اس قسم کی شرط نہیں لگائی گئی مگر ڈائریکٹر زراعت مغربی پاکستان نے 1971ء میں ایسی ہدایات جاری کی تھیں جن کی رو سے سنگل رولر جننگ مشین کی منظوری کیلئے درخواست دھندہ کو دس مربع اراضی کی ملکیت کے کاغذات بطور ثبوت پیش کرنے لازمی تھے ۔ مغربی پاکستان کاٹن کنٹرول رولز مجریہ 1966ء کی دفعہ 9 (4) (ii) ب کی رو سے نئی جننگ فیکٹری لگانے کی درخواست کی منظوری کیلئے کم از کم حد تین سا جن یا بیس ڈبل رولر جن یا تیس سنگل رولر جن مشین مقرر کی گئی ہے ۔ البتہ مندرجہ بالا حدود کا اطلاق کپاس کے اس کاشتکار پر نہیں ہوتا جو اپنی ملکیت اراضی پر پیدا کی گئی کپاس کی جننگ کرنے کے لئے مشین لگانا چاہتا ہے ۔ رولز میں کاشتکاروں کیلئے جو گنجائش رکھی گئی ہے اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ زمیندار اپنی زمین پر پیدا کی گئی کپاس سے اگلی فصل کیلئے اچھا اور خالص بیج علیحدہ کر کے رکھ سکیں ۔ اب جبکہ پنجاب سیڈ کارپوریشن کام کر رہی ہے اور سیڈ پراسیسنگ پلانٹ بھی لگائے جا رہے ہیں ۔ زمینداروں کو اچھا تصدیق شدہ اور خالص بیج بآسانی دستیاب ہو سکتا ہے ۔ جننگ مشین لگانے کی چنداں ضرورت نہیں رہی ۔

(ب) جواب اثبات میں ہے ۔

اعداد و شمار کے مطابق* پنجاب میں ایسے پرائیویٹ فارموں کی تعداد جن کے پاس $12\frac{1}{2}$ ایکڑ رقبہ تک ملکیت ہے ۔ 15, 45, 134 ہے ۔ یہ کل پرائیویٹ فارم جن کی تعداد 23, 75, 369 ہے کا 65 فیصد بنتے ہیں ۔

(ج) زرعی اصلاحات کے نفاذ کے بعد ایک شخص کی زیادہ سے زیادہ حد ملکیت 100 ایکڑ (نہری علاقوں میں) مقرر کی گئی ہے یا 8000 پروڈیوس انڈیکس یونٹ جبکہ سنگل رولر جننگ مشین کیلئے رقبہ کی حد مقرر کرنا اس لئے موزوں ہے کہ ایک ایسی مشین ایک سیزن میں کم از کم ایک ہزار من کپاس بیلنے کی صلاحیت رکھتی ہے ۔ اتنی مقدار میں کپاس حاصل کرنے کے لئے تقریباً 100 ایکڑ رقبہ درکار ہے جبکہ 100 ایکڑ پر کپاس بونے کیلئے فصلوں کے ہیر پھیر کے مطابق اندازاً 250 ایکڑ کی ملکیت مناسب معلوم ہوتی ہے ۔

مندرجہ بالا وضاحت کو مد نظر رکھتے ہوئے سنگل رولر جننگ مشین لگانے کی منظوری اب بھی دی جاتی ہے ۔ مگر زمین کی ملکیت اور خسرہ گرداوری وغیرہ سے ملکیت اور رقبہ کاشت کپاس کی تصدیق لازمی کی جاتی ہے ۔

یہ امر بھی حکومت کے علم میں ہے کہ زیادہ تر لوگ سنگل رولر جننگ مشین محض تجارتی اغراض کیلئے لگانا چاہتے ہیں ۔ جس کی کاٹن کنٹرول رولز میں گنجائش نہیں ہے ۔ اس لئے ہر ایسی درخواست کی اچھی طرح جانچ پڑتال اور چھان بین کرنا ضروری ہے ۔

---

*Source :—Development statistics of Punjab 1979 by Bureau of Statistics, Government of the Punjab, Lahore.

59 ـ مارکیٹ کمیٹی کی بہتر کارکردگی کے لئے گرانٹ کی فراہمی

مس بلقیس خانم ـ (خاتون ممبر ضلع کونسل ساہی وال) ـ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت مارکیٹ کمیٹی کے بجٹ میں سے (10) دس فیصد رقم کا مطالبہ کرتی ہے اور اس کے برعکس بلدیاتی اداروں از قسم یونین کونسلوں کو گرانٹ دیتی ہے ـ

(ب) اگر مندرجہ بالا (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مارکیٹ کمیٹی کی موثر کارکردگی کے لئے دس فیصد رقم کا مطالبہ ختم کرکے انہیں بھی گرانٹ دینے کے لئے تیار ہے ـ

وزیر زراعت ـ (بریگیڈئر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خاں) ـ

(الف) یہ درست ہے کہ نئے زرعی اجناس مارکیٹ آرڈیننس مجریہ 1978ء اور اس کے تحت جو جنرل رولز 1979ء بنائے گئے ہیں ان کی رو سے مارکیٹ کمیٹیوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی سالانہ کل آمدنی کا (10) فیصد مارکیٹ کمیٹیوں کے صوبائی فنڈ میں جمع کرائیں ـ یہ رقم مارکیٹ کمیٹیوں کے باہمی مفاد اور دیگر مشترکہ منصوبوں پر خرچ ہوگی ـ

حکومت نے صوبائی سطح پر ایک مارکیٹ فنڈ بورڈ تشکیل دیا ہوا ہے ـ جس کے فرائض میں یہ شامل ہے کہ وہ منافع بخش منصوبے بنائے اور مناسب ترقیاتی سکیمیں چلائے ـ

مارکیٹ کمیٹیوں کا صوبائی فنڈ مندرجہ ذیل مدوں پر خرچ کیا جا سکتا ہے ـ

1 ـ ایسی سکیموں کا مرتب کرنا اور چلانا جن سے منڈیوں اور زرعی اجناس کی تجارت کو فروغ ملے اور ان کو بہتر بنایا جائے ـ

2 ۔ زرعی اجناس کے کاروبار کے متعلقہ اعداد و شمار و دیگر معلومات کو فراہم کرنا اور اس کی مناسب تشہیر کرنا ۔

3 ۔ مارکیٹ کمیٹیوں کے فنڈ کو منافع بخش کاروبار میں لگانا ۔

4 ۔ منڈیوں کی تنظیم اور ان کی جدید لائنوں پر اصلاح کرنا ۔

5 ۔ زرعی اجناس کی درجہ بندی ، مصنوعات کی تیاری اور خرید و فروخت کرنا ۔

6 ۔ فنی اور تربیتی ادارہ قائم کرنا جس میں اس شعبہ کے متعلقہ افراد تربیت حاصل کر سکیں ۔

7 ۔ مارکیٹ کمیٹیوں کو قرضہ جات مہیا کرنا ۔

8 ۔ کولڈ سٹوریج اور دوسرے گودام بنانا ۔

9 ۔ علاوہ ازیں ایسے دیگر مسودہ اور منصوبہ جات کا چلانا ۔ جو زرعی اجناس کی تجارت اور اس کی بہتری میں ممد و معاون ثابت ہوں ۔

(ب) حکومت (10) فیصد کا مطالبہ ختم کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی کیونکہ یہ رقم مارکیٹ کمیٹیوں کی اجتماعی بہبود پر ہی خرچ کی جائیگی ۔

مارکیٹ کمیٹیوں کو گرانٹ دینے کے لئے اس لئے ضرورت محسوس نہیں ہوتی کیونکہ ایک طرف تو صوبائی مارکیٹ فنڈ سے ان کو آسان قرضہ جات حاصل کرنے کی سہولت ہو گی اور دوسری طرف ان کے اپنے فنڈز بھی ہونگے ۔ جس سے وہ اپنے اخراجات اور بہتر کارکردگی کے لئے منصوبے چلا سکیں گے ۔

مس بلقیس خانم - سوال نمبر ۵۹ -

وزیر زراعت - جواب پڑھا گیا -

ضمنی سوالات

ملک حبیب خان (چیئرمین ضلع کونسل جہلم) - ضلع جہلم میں مارکیٹ کمیٹیاں پورے علاقہ میں ٹیکس عائد کر رہی ہیں - اس طرح سے ڈبل ٹیکسیشن ہو جاتی ہے -

وزیر زراعت - جناب والا - سبجیکٹ کمیٹیوں میں یہ معاملہ زیر غور ہے -

میاں شجاع الرحمان (میئر میونسپل کارپوریشن - لاہور) - اس سلسلہ میں میں یہ کہوں گا کہ لاہور میں بھی مارکیٹ کمیٹیاں یہی حال کر رہی ہیں -

سیکرٹری زراعت - جناب والا - یہ تجویز تھی کہ مارکیٹ کمیٹی کے ٹیکس کو cess میں شامل نہ کیا جائے - چونکہ ان کا کہنا یہ تھا کہ produce ایسی نہ ہے جس کو مارکیٹ کمیٹی میں لایا جائے - لیکن قانون میں یہ گنجائش ہے کہ جو فصل اس علاقہ میں آئے اس کو regulate کرنا ہے - انہیں کے مفاد میں وہ آمدن خرچ ہوتی ہے - اس طرح سے جہلم میں بھی یہ کیا گیا ہے ، وہاں پر پہلے مارکیٹ کمیٹیاں نہیں تھیں - اور پچھلے سال سے جب سے یہ قانون بنا ہے تو مارکیٹ کمیٹیاں بھی بنائی گئی ہیں -

ملک حبیب خان - (جہلم) - جناب والا میری گزارش ہے کہ مثلاً کاشتکار دیہات میں بھی وہ ٹیکس ادا کرتا ہے - مارکیٹ کمیٹی کے سیکرٹری بھی ان سے ٹیکس وصول کرتے ہیں - جب وہ شہر میں اپنی فصل بیچنے کے لئے آتا ہے تو شہر میں بھی مارکیٹ کمیٹی فیس لے لیتی ہے - جناب والا - ہونا یہ چاہیئے تھا کہ جہاں جہاں مارکیٹ کمیٹی کی فیس

غلہ منڈی سے وصول ہوتی ہے ۔ وہاں وہ وصول نہ کریں ۔ اور جہاں جہاں غلہ منڈیاں بنائیں وہاں پر مارکیٹ کمیٹیاں ان سے فیس وصول کریں تاکہ اس طرح سے دوہری فیس زمیندار کو نہ دینا پڑے ۔

جناب محمد ریاض شاہد (میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد)۔ جناب والا ۔ جو چھوٹے چھوٹے دوکاندار ہیں ان سے مارکیٹ کمیٹیاں فیس وصول کرتی ہیں اور ان دوکانداروں سے یونین کونسل پہلے فیس وصول کر چکی ہوتی ہے - ان کے خلاف مقدمات ہوتے ہیں - کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم چھوٹے دوکاندار ہیں - ہم سے پہلے یونین کونسل بھی وصول کر چکی ہے - ہم مارکیٹ کمیٹیوں کو دوبارہ فیس نہیں دیتے -

میاں شجاع الرحمن - جناب والا - اس میں اصل چیز یہ ہے کہ ایک نیا قانون بنایا گیا ہے - جس کے ذریعہ سے تمام منڈیاں محکمہ زراعت کو دے دی گئیں- جیسے لاہور کی دونوں منڈیاں جو کہ لاہور میونسپل کارپوریشن کے پاس تھیں ۔ ان کو مارکیٹ کمیٹی کے حوالے کر دیا گیا - ۔ اور ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ نے ان کو take over کر لیا ۔ قانون میں نقص یہ رہا ۔ اور اس سلسلہ میں سیکرٹری محکمہ لوکل گورنمنٹ کے ساتھ بھی ہماری بات ہوئی - وہ یہ ہے کہ لاہور شہر میں ہم لائسنس فیس وصول کرتے ہیں - وہی فیس یہ بھی لوگوں سے وصول کرتے ہیں - یعنی وہی فیس ہم نے بھی وصول کی - مارکیٹ کمیٹی والوں نے بھی وصول کی ۔ لوگوں نے شور مچایا ۔ پھر انہوں نے وعدہ کیا ۔ کہ لاہور شہر والے وصول نہ کریں گے ۔ مارکیٹ کمیٹی کے اندر ہی کریں گے ۔ مگر ہو یہ رہا ہے کہ ابھی تک دونوں وصول کر رہے ہیں ۔ لوگ شور مچا رہے ہیں کہ اس قانون میں ترمیم کریں ۔ کہ وہ مارکیٹ کمیٹی کے اندر سے وصول کریں ۔ لاہور میونسپل کارپوریشن کے علاقوں سے وصول نہ کریں ۔ ہم نے ان کو کئی بار کہا ہے کہ اگر وہ انتظام نہیں کر سکتے ہیں تو وہ منڈیاں ہمیں واپس کر دیں ہم ان کو لینے کے لئے تیار ہیں ۔ ہم ان کا انتظام کریں گے ۔ ہم ہر چیز درست کر دیں گے ۔

جناب گورنر - Discuss it with the Subject Committee, Legal Subject Committee and come back to me for discussion.

78 - محکمہ زراعت کے نام کی تبدیلی

خان غلام حیدر خان کچھی (سابق وائس چیرمین ضلع کونسل وہاڑی) - کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبائی کونسل پنجاب کے گزشتہ اجلاس منعقدہ 30 ستمبر 1980ء کی نشست میں یہ تجویز پیش کی گئی تھی کہ علماء کرام کے مشورہ سے محکمہ زراعت کا نام تبدیل کر دیا جائے جو کہ معنویت کے لحاظ سے اسلام سے مطابقت رکھتا ہو ۔

(ب) اگر محولا بالا (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو اس ضمن میں کیا پیش رفت ہوئی ہے ۔

وزیر زراعت (بریگیڈیر ریٹائرڈ غضنفر ہد خان) ۔

(الف) جی ہاں ۔

(ب) اس سلسلہ میں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ۔ مولانا خلیل احمد حامدی صاحب ۔ مولانا حمید فضلی صاحب اور حاجی فضل احمد صاحب جیسے جید علماء کرام سے رابطہ قائم کیا گیا ہے ۔ ان کی رائے کے مطابق لفظ زراعت عربی لفظ زرع سے اخذ کیا گیا ہے جس کا ذکر کئی جگہ پر قرآن پاک میں موجود ہے ۔ اس لئے لفظ زراعت اسلام کے منافی نہیں ۔ تاہم اگر فاضل ممبر کوئی متبادل تجویز پیش کریں تو اس پر غور کیا جائے گا ۔

جناب والا - زراعت کے سوالات ختم ہیں -

جناب گورنر - اچھا جی - اب سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ -

2 - سابق ریاست بہاولپور کے سرکاری ملازمین کی ون یونٹ سے پہلے اور موجودہ تعداد

سیٹھ محمد عبیدالرحمن (چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاولپور) کیا سیکرٹری ایس اینڈ جی - اے - ڈی اینڈ انفارمیشن از راہ کرم بیان فرمائیں گے :-

که سابق ون یونٹ میں سابقہ ریاست بہاولپور کے ادغام کے وقت کتنے گزٹیڈ افسران اور کتنے نان گزٹیڈ اہلکاران معہ ادنیٰ ملازمین بالخصوص نائب قاصد کی خدمات ون یونٹ حکومت کے سپرد کی گئیں اور اب ان میں سے کتنے یا کسقدر سرکاری ملازمت سے وابستہ ہیں -

چیف سیکرٹری (چوہدری محمد صدیق) - یہ سوال محکمہ میں صرف 5 یوم قبل موصول ہوا ہے - مطلوبہ کوائف جمع کئے جا رہے ہیں جس کے لئے مزید وقت درکار ہے - جونہی وہ کوائف مکمل ہو گئے ، جواب مہیا کر دیا جائے گا -

ضمنی سوالات بابت سوال نمبر 2

جناب چیف سیکرٹری - (چوہدری محمد صدیق صاحب) جناب والا - سوال نمبر 2 سیٹھ محمد عبیدالرحمان صاحب نے پوچھا ہے - اس سوال کی دریافت سے غالباً ان کا مطلب یہ ہے کہ ون یونٹ کے وقت ریاست بہاولپور کے کتنے ملازمین ، جن میں نائب قاصد سے لے کر اعلیٰ ترین گریڈ کے ملازم شامل ہیں - حکومت مغربی پاکستان کے سپرد تھے - ان

میں سے کتنے ملازمت کر رہے ہیں - جناب والا - یہ سوال چار پانچ روز ہوئے ہیں موصول ہوا ہے - اس کے متعلق کوائف جمع کئے جا رہے ہیں - اور جولہی وہ مکمل ہو گئے - آپ کو جواب مل جائے گا -

جناب گورنر - ظاہر ہے کہ اس میں نمبر کم ہو جائیں گے - کچھ ریٹائر ہو گئے ہوں گے -

جناب چیف سیکرٹری - آپ کا سوال اسمبلی سیکرٹریٹ میں آٹھ ماہ پہلے موصول ہوا مگر مجھے یہ چار پانچ روز قبل موصول ہوا ہے - تاخیر کی جانچ پڑتال اور انکوائری کی جا رہی ہے اگر کوئی خطا کار پایا جائے گا تو اس کے خلاف کارروائی ہو گی - اور آپ کو آگاہ کر دیا جائے گا -

سیٹھ محمد عبید الرحمان - جناب والا اتنے اہم ادارے میں آٹھ ماہ کے بعد سوالات متعلقہ محکمے تک نہ جائیں اس پر توجہ کریں سوالات کا یہ حشر نہ ہو -

جناب گورنر - نہیں اس سوال سے آپ کا منشاء کیا ہے - وہ تو یقیناً کم ہو چکے ہوں گے کچھ ریٹائر ہو گئے ہوں گے ، کچھ superannuation پر چلے گئے ہوں گے =

آخر آپ کا مقصد کیا ہے - آپ اس سوال سے کیا دریافت کرنا چاہتے ہیں -

سیٹھ محمد عبیدالرحمان - جناب والا ! میں صرف یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جب بہاولپور کا ادغام ہوا - اس وقت بہاولپور ایک علیحدہ یونٹ تھا - یہ کہ اس وقت کتنے ملازم تھے جو اس وقت بہاولپور سے ون یونٹ گورنمنٹ میں لگائے گئے - ان میں سے کتنے اہلکار تھے اور کتنے آفسر تھے - اور یہ کہ اس وقت ان کی تعداد کس قدر رہ گئی ہے -

اور اگلا سوال اس کی تکمیل کرے گا - کہ اس کا تناسب کتنا ہے - یہ کہ جناب والا- ہماری حق تلفی ہوئی ہے -

3 - سابق بہاولپور سروس سے تعلق رکھنے والے سینئر افسران کی تعداد

سیٹھ محمد عبدالرحمٰن - (چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاولپور) کیا سیکرٹری ایس اینڈ جی-اے-ڈی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اس وقت سابق بہاولپور سروس سے تعلق رکھنے والے کتنے افسران سینئر گریڈز میں موجود ہیں اور ان میں سے کتنے سیکرٹری ، کمشنر اور ڈپٹی کمشنر کے عہدوں پر تعینات ہیں ؟

چیف سیکرٹری - جناب عالی-جہاں تک سروسز ونگ-ایس اینڈ جی-اے-ڈی - حکومت پنجاب کا تعلق ہے وہ حسب ذیل ہے -

سیکرٹری -

(1) آل پاکستان یونفائیڈ گریڈ کا کوئی افسر اس وقت سیکرٹری کے عہدہ پر فائز نہیں ہے - جو کہ بہاولپور ڈویژن سے تعلق رکھتا ہو -

(2) سابقہ پی - سی - ایس کا کوئی آفیسر اس وقت سیکرٹری کے عہدہ پر فائز نہیں ہے - جو کہ بہاولپور ڈویژن سے تعلق رکھتا ہو -

(3) سابقہ سول سیکرٹریٹ سروس کا کوئی آفیسر اس وقت سیکرٹری کے عہدہ پر فائز نہیں ہے - جو کہ بہاولپور ڈویژن سے تعلق رکھتا ہو -

(4) جناب عبدالحمید چوھدری (گریڈ بیس) جو کہ بہاولپور ڈویژن سے تعلق رکھتے ہیں اس وقت واحد آفیسر ہیں جو کہ محکمہ زراعت - حکومت پنجاب کے سیکرٹری ہیں -

کمشنر -

اس وقت کوئی آفیسر جو کہ بہاولپور ڈویژن سے تعلق رکھتا ہو کمشنر کے عہدہ پر فائز نہیں ہے -

ڈپٹی کمشنر -

اس وقت کوئی آفیسر جو کہ بہاولپور ڈویژن سے تعلق رکھتا ہو ڈپٹی کمشنر کے عہدہ پر فائز نہیں ہے -

بہاولپور (پی سی - ایس) سے تعلق رکھنے والے افسران جو حکومت پنجاب کے زیر سایہ خدمات سر انجام دے رہے ہیں ، ان کے نام حسب ذیل ہیں -

(1) جناب غلام محمد درانی گریڈ 20	سیکرٹری پروونشل اسمبلی آف پنجاب لاہور -
(2) جناب محمد محبوب عباسی گریڈ 19	مینیجنگ ڈائریکٹر چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی -
(3) جناب ظہور احمد خان ترین گریڈ 19	ممبر - گورنر انسپکشن ٹیم ، لاہور -
(4) جناب سردار محمد اسلم سکھیرا گریڈ 19	ڈائریکٹر ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں تعینات تھے اور اجکل چار ماہ کی رخصت پر ہیں -
(5) جناب محمد عطاءاللہ قریشی گریڈ 18	اس وقت ایل پی آر پر ہیں -
(6) جناب محمد اختر خان گریڈ 18	ایڈیشنل کمشنر (کنسولی ڈیشن) ملتان ڈویژن - ملتان -
(7) جناب سرفراز علی خان گریڈ 18	سیکرٹری - پنجاب پبلک سروس کمشن لاہور -
(8) جناب محمد عامر گریڈ 18	ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر (جنرل) ملتان -

افسران جو کہ سابق سیکرٹریٹ سروس سے تعلق رکھتے ہیں

(1) جناب چوہدری فیروز دین گریڈ 19	ڈپٹی سیکرٹری ہاوسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب ۔ لاہور ۔
(2) جناب سعید الدین گریڈ 18	ڈپٹی سیکرٹری ۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب ۔ لاہور ۔
(3) جناب شیخ محمد مسعود گریڈ 18	ڈپٹی سیکرٹری محکمہ خوراک حکومت پنجاب ۔
(4) جناب فرخ زمان گریڈ 18	ڈپٹی سیکرٹری ۔ اری گیشن اینڈ پاور ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب ۔ لاہور ۔
(5) جناب محمد اکبر قریشی گریڈ 18	ڈپٹی سیکرٹری ۔ (شکایات) ۔ سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب ۔ لاہور ۔

مختلف محکمہ جات کے افسران

(1) جناب عبدالحمید چوہدری گریڈ 20	سیکرٹری محکمہ زراعت حکومت پنجاب ۔ لاہور ۔
(2) جناب ایس اے قریشی گریڈ 20	چیف انجینئر آبپاشی ۔ ملتان
(3) راجہ سعادت مند خان گریڈ 20	چیف انجینئر محکمہ آبپاشی ۔ (واپڈا کو مستعار الخدمتی اور بطور چیف انجینئر (آپ) رحیم یار خان میں متعین کئے گئے ہیں) ۔

(4) جناب مظہرالحق گریڈ 20	چیف انجنیئر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ ، محکمہ ھاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ حکومت پنجاب لاہور۔ لاھور ترقیاتی ادارہ ، کو مستعارالخدمتی اور بطور مینجنگ ڈائریکٹر ، واسا لاہور ترقیاتی ادارہ میں متعین ہیں)

سوال نمبر ۳

ضمنی سوالات

سیٹھ محمد عبیدالرحمن - جناب والا ھماری بڑی حق تلفی ہو رہی ہے - اس وقت پنجاب میں محکمے کافی بڑھ گئے ہیں اور ھماری جو پانچویں ڈویژن کی حیثیت تھی اس کو تو برقرار رکھا جائے ھمارا جو استحصال ہو رہا ہے اس کا مداوا کیا جائے ۔

جناب گورنر - ھاں اس کے اعداد و شمار آپ کو دیں گے -

سیٹھ محمد عبیدالرحمن - جناب والا مجھے ضمنی سوال کی تو اجازت ہوگی ؟

جناب گورنر - جی ھاں -

سیٹھ محمد عبید الرحمن - جناب والا ! کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ وہ دو آفیسر جن کا ذکر آیا ہے وہ کون کون ہیں ؟

چیف سیکرٹری - ایک تو جناب عبدالحمید صاحب جو محکمہ زراعت میں سیکرٹری ہیں اور دوسرے جناب غلام درانی صاحب ہیں جو اس فاضل کونسل کے سیکرٹری ہیں -

سیٹھ محمد عبید الرحمن - جناب والا - جناب عبدالحمید صاحب بہاولپور اسٹیٹ سروس سے تو تعلق نہیں رکھتے -

چیف سیکرٹری - ہمیں فاضل ممبر کی رائے سے کوئی تعلق نہیں ہے - ہم نے تو ریکارڈ دیکھ کر بات بتائی ہے - ان کا ڈومی سائل بہاولپور کا ہے -

سیٹھ محمد عبید الرحمن - دیا ہوگا ڈومی سائل -

12 - جبری ریٹائرڈ ملازمین کی بحالی -

محترمہ نجمہ حمید - (خاتون ممبر میونسپل کارپوریشن- راولپنڈی) - کیا سیکرٹری سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن و اطلاعات از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ سرکاری ملازمین (سویلین) میں سخت عدم تحفظ کا احساس ہے کہ سابقہ حکومت کے دور میں ریٹائرڈ ہونے کے بعد جو لوگ عدالتوں یا سروس ٹریبونل سے بھی باعزت طور پر بحال ہوئے ہیں انہیں بھی مناسب

ترقی نہیں دی جا رہی حالانکہ وہ بے قصور پائے گئے کیا حکومت ایسے حالات میں اپنے ملازموں سے دیانت داری اور وفاداری کی توقع رکھ سکتی ہے ۔ اس سلسلے میں حکومت کے زیر غور کوئی اصلاحات ہیں ؟

چیف سیکرٹری ۔ (1) مذکورہ بالا اعتراض درست نہیں ۔

(2) سرکاری ملازمین جنہیں سابقہ یا موجودہ حکومت نے جبری ریٹائرڈ یا ملازمت سے سبکدوش کیا ہو ، اپیل دائر کرنے پر اگر سروس ٹریبونل یا عدالت ، سرکاری فیصلے کو کالعدم قرار دے تو سولیسٹر پنجاب سے مشورہ کرنے کے بعد انہیں عدالت کے فیصلے کے مطابق ملازمت پر دوبارہ بحال کر دیا جاتا ہے اور ایسے سرکاری ملازمین کو قواعد کے مطابق ترقیاں اور دیگر مراعات دی جاتی ہیں ۔

20 - سرکاری محکموں میں اردو ٹائپسٹوں کے پیمانہ تنخواہ پر نظرثانی

حکیم آفتاب احمد قریشی ۔ (صدر قومی طبی ایسوسی ایشن پنجاب برانچ لاہور) ۔ کیا سیکرٹری ایس اینڈ جی اے ڈی از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے :۔

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت ہر سطح پر قومی زبان اردو کی ترویج کے لئے متعدد اقدامات کر رہی ہے ۔ اور اس غرض سے محکمہ زبان دفتری بہتر خدمات انجام دے رہا ہے ۔

(ب) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ سرکاری دفاتر میں اردو ٹائپ نویسوں کی تعداد بہت کم ہے اور انہیں گریڈ نمبر 5 دیا جا رہا ہے ۔

(ج) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ اردو ٹائپ نویسوں کی آسامیاں

فنی نوعیت کی ہیں اور وہ تکنیکی کام سر انجام دے رہے ہیں ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت مختلف سرکاری محکموں میں متعین اردو ٹائپ نویسوں کے پیمانہ تنخواہ پر نظر ثانی کرنے کو تیار ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ۔

چیف سیکرٹری - (الف) جی ہاں ۔

(ب) 1 ۔ جی ہاں ۔

2 ۔ یہ درست ہے کہ اس وقت سرکاری دفاتر میں اردو ٹائپ نویسوں کی تعداد بہت کم ہے اور انہیں گریڈ نمبر 5 دیا جا رہا ہے ۔

(ج) جی ہاں مگر موجودہ کلرک صاحبان کو اردو ٹائپ نویسی سرکاری خرچ پر سکھائی جا رہی ہے ۔

(د) فی الحال اردو ٹائپ نویسوں کی تنخواہ پر نظر ثانی کرنے کی کوئی تجویز غور نہیں ہے ۔ کیونکہ خزانہ عامرہ پر مزید بوجھ نہیں ڈالا جا سکتا ۔

24 - طبی شفا خانوں سے استفادہ

چوہدری ہارون الرشید تھہیم ۔ (چیف آرگنائزر انجمن کاشتکاران پنجاب حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ) ۔

کیا سیکرٹری صحت از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ :-

(الف) صدر پاکستان کی پالیسی کے مطابق حکومت پنجاب نے کتنے طبی شفا خانے قائم کیے ہیں اور سرکاری و نیم سرکاری اداروں کے ملازمین کو ان سے کہاں تک فائدہ ہوا ہے ۔

(ب) کیا سوشل سیکورٹی کے تحت بھی مذکورہ طبی شفا خانے قائم ہو گئے ہیں اور محکمہ صحت نے دیہاتی علاقوں کی سہولت کے لئے رورل ہیلتھ ، ڈسپنسریز اور بنیادی صحتی مراکز میں اطباء کو بھی مقرر کر دیا ہے ۔

وزیر صحت ۔ (الف) محکمہ صحت چار عدد طبی شفا خانے ضلع شیخوپورہ و ضلع قصور میں تجرباتی طور پر کھولنے کی سکیم تیار کر رہا ہے ۔ جو زیر عمل ہے سکیم کی تکمیل پر لوگ ان شفا خانوں کی افادیت کے متعلق جان سکیں گے ۔

(ب) سوشل سیکورٹی کے تحت ایسے شفاخانے قائم کرنے کی تجویز محکمہ صحت کے علم میں نہیں ہے ۔ کیونکہ یہ ادارہ حکومت پنجاب کے محکمہ محنت کے تحت ہے ۔ سیکرٹری محکمہ محنت کو بذریعہ چٹھی نمبری ایس ۔ او (پی ایچ) 20-13/79ء مورخہ 4 فروری 81 لکھ دیا گیا ہے ۔ کہ وہ اس کے متعلق صوبائی کونسل کو مطلع کریں ۔

جہاں تک محکمہ صحت کی جانب سے دیہاتی علاقوں کی سہولت کے لیے رورل ہیلتھ ڈسپنسریوں اور بنیادی صحتی مراکز میں اطباء کو مقرر کرنے کا سوال ہے تو اس ضمن میں ایسی کوئی سکیم سردست محکمہ صحت کے زیر غور نہیں - جیسا کہ مذکورہ بالا سوال (الف) میں کہا گیا ہے کہ محکمہ صحت ابھی تجرباتی طور پر چار طبی شفاخانے کھولنے کی سکیم پر عمل کر رہا ہے -

محکمہ لوکل گورنمنٹ کو پہلے ہی آگاہ کیا جا چکا ہے کہ اطباء کو دیہی ترقیاتی مراکز میں تعینات کرے - کیونکہ یہ مراکز محکمہ ھذا کے تحت کام کر رہے ہیں -

وزیر صحت - (سوال نمبر 24)

جواب پڑھا گیا)

ضمنی سوالات

چوہدری ہارون الرشید تہیم - جناب والا اس کے متعلق میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دور دراز علاقوں میں جہاں نہ کوئی ڈسپنسری ہے نہ کوئی ڈاکٹر ہے وہاں رجسٹرڈ طبیبوں کو مقرر کیا جائے تاکہ وہ انسانیت کی خدمت کر سکیں -

وزیر صحت - جناب والا یہ سٹینڈنگ کمیٹی میں تجویز پیش کریں -

چوہدری ہارون الرشد تھہیم - جناب والا ! مشکل یہ ہے کہ تمام سٹینڈنگ کمیٹیوں کی میٹنگ اکٹھی ہوتی ہے - ہم زراعت والے نہ باہر جا سکتے ہیں اور نہ وہ ادھر آ سکتے ہیں -

جناب گورنر - میرے خیال میں میڈیکل ڈائریکٹوریٹ میں ایک سیل کھولا گیا ہے ؟

سیکرٹری صحت - جناب والا ! کھل گیا ہے - ان کا اپنا ایک سیکشن آفیسر موجود ہے جو بذات خود حکیم ہے -

چوہدری ہارون الرشید تھہیم - جناب والا میرا مقصد یہ بھی تھا کہ جہاں ڈاکٹر میسر نہیں ہیں وہاں پر حکیموں کو مقرر کیا جائے ؟

جناب گورنر - ہاں یہ سہولت بھی میسر ہونی چاہیے -

چوہدری ہارون الرشید تھہیم - جناب والا میرا مقصد یہی ہے -

32 - طبی ہسپتالوں کا قیام

جناب حافظ محمد یونس - (ممبر میونسپل کارپوریشن سرگودھا)

کیا سیکرٹری صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

ا - صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے یہ ہدایات جاری کی ہیں

کہ طبی ہسپتال اور شفاخانے قائم کئے جائیں ۔ کیا محکمہ صحت وضاحت کرے گا کہ صدر پاکستان کی ہدایات کے مطابق حکومت پنجاب نے کتنے ہسپتال جاری کئے ہیں ۔

2 ۔ صحت کمیٹی میں حکیم آفتاب احمد قریشی نے صحت کا منصوبہ پیش کیا تھا ۔ اسے محکمہ صحت نے اپنے پروگرام میں شامل کیا ہے ۔

3 ۔ کیا حکومت پنجاب صدر پاکستان کی ہدایات کے مطابق اطباء کو تین ماہ کی تربیت دے کر شفاخانوں میں متعین کرنے پر غور کر رہی ہے ۔

4 ۔ کیا حکومت پنجاب سرکاری ملازمین کو اطباء کے ذریعے امداد مہیا کرنے پر غور کر رہی ہے ۔

5 ۔ کیا صدر پاکستان کی واضح ہدایات کے مطابق محکمہ صحت کو طب کے بارے میں پالیسی مرتب کرنے کا اختیار ہے ۔

وزیر صحت (1) حکومت پنجاب نے چار عدد طبی شفاخانے ضلع شیخوپورہ و قصور میں کھولنے کی تجرباتی سکیم تیار کی ہے ۔ جو زیر عمل ہے ۔

(2) محکمہ صحت پنجاب نے ایک منصوبہ کے تحت سیکرٹریٹ میں ایک سیکشن برائے طب یونانی کھولا ہے جس میں ایک سیکشن

آفیسر اور اس کا عملہ ہو گا ۔ دوسرے ہیلتھ ڈائریکٹوریٹ پنجاب میں بھی ایک طبی سیل کھولنے کا منصوبہ تیار کیا ہے ۔ جس میں ایک آفیسر (طبیب) اور اس کا عملہ ہو گا ، دونوں منصوبہ جات زیر عمل ہیں ۔ جو محکمہ فنانس پنجاب کو منظوری کے لیے بھیج دیئے جائیں گے ۔

(3) اس ضمن میں ایک میٹنگ زیر صدارت مشیر صحت پنجاب مورخہ 10-4-80 کو ہوئی جس میں سیکرٹری محکمہ صحت اور سیکرٹری محکمہ لوکل باڈیز نے شرکت کی ۔ فیصلہ یہ ہوا کہ اطباء کو تین ماہ کی ٹریننگ سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا ۔ بلکہ طب سے متعلق ان کا علم متزلزل ہو گا ۔ لہذا تجویز یہ ہوا کہ ان اطبا کو تین چار ماہ کا ریفریشر کورس طبی کالجوں میں کرایا جائے اور بعد میں انہیں بھی ڈسپنسریوں میں متعین کر دیا جائے ۔ جس کا انتظام والصرام محکمہ لوکل گورنمنٹ کرے اور یہ کہ محکمہ صحت صرف ایلوپیتھی طریقہ علاج کی نگرانی کرے گا ۔ اور طبی شفاخانے کھولنے اور چلانے کا کام لوکل گورنمنٹ کے ذمہ ہو گا ۔ اس فیصلے سے وفاقی حکومت , گورنر پنجاب صاحب ، مارشل لا حکام و سیکرٹری لوکل گورنمنٹ پنجاب کو باضابطہ اطلاع بذریعہ چھٹی نمبر 20-13/79 (PH) 80 مورخہ 2-7-80 دے دی گئی تھی ۔ مزید تفصیلات کے لیے سیکرٹری لوکل گورنمنٹ سے رجوع کیا جا سکتا ہے ۔

(4) سر دست حکومت کے زیر غور ایسی کوئی سکیم نہیں ہے ۔

(5) صدر پاکستان کی هدایات پر وفاقی حکومت کا متعلقہ محکمہ ھی طب کے بارے میں کوئی حتمی پالیسی تیار کرے گا ۔ اس ضمن میں محکمہ صحت پنجاب نے وفاقی حکومت سے بذریعہ

چھٹی نمبری 80 (PH) 20-13/79 مورخہ 22-2-81 استفسار کیا ہے کہ وہ طب پالیسی کے متعلق بتائیں کہ آیا وہ تیار ہو چکی ہے ۔

نوابزدہ غلام قاسم خان خاکوانی (ملتان) ۔ جناب والا ۔ میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ جس وقت سوال بولا جاتا ہے اس وقت فاضل ممبران کو جن کا وہ سوال ہو کھڑے ہو جانا چاہیئے بیٹھ کر ہی جواب نہیں دینا چاہیئے ۔ اور جب ممبر کھڑا ہو جائے تو پھر سوال شروع ہونا چاہیئے تاکہ وزیر صاحب کو پوچھنے کی ضرورت ہی نہ رہے ۔ اور جب سوال پوچھا جائے تو فاضل ممبر کو پتا ہونا چاہیئے کہ اب میری باری آ رہی ہے ۔

جناب گورنر ۔ اگر آپ کے یہی آداب ہیں تو ٹھیک ہے ۔

(ضمنی سوالات)

بیگم سیدہ عابدہ حسین (جھنگ) ۔ جناب والا ۔ میں ایک ضمنی سوال کروں گی اور وہ یہ ہے کہ چند ضلع کونسلوں میں طب کی ڈسپنسریاں پہلے ہی موجود ہیں ۔میری تجویز ہے کہ اس سے قبل کہ آپ طب کے اس سلسلے کو اور مزید بڑھائیں اور قومی سرمایہ اس پر خرچ کریں ، آپ ایک سروے کروا لیں کہ موجودہ طب کی ڈسپنسریاں کس حد تک استعمال میں آتی ہیں ۔ ہمارے ضلع کا یہ تجربہ ہے کہ جو ضلع کونسل جھنگ کے زیر اہتمام طب کی ڈسپنسریاں ہیں وہاں پر الو بولتے ہیں اور وہاں پر جو مریض جاتا ہے اسکو ایلوپیتھی کی دوا بغیر مطلوبہ علم اور ٹریننگ کے دے دیتے ہیں ۔ تو جناب یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے ۔ تو میں یہ عرض کروں گی کہ اس سے قبل کہ ہم ان existing facililies (پہلے سے موجود مراعات) کو آگے بڑھائیں اس سلسلے میں اور تھوڑا سا تجربہ کر لیا جائے ۔

جناب گورنر ۔ اس لئے ہم نے (ہیلتھ ڈاریکٹوریٹ) میں وہ سیل create کیا ہے اور اس کا تمام جائزہ لینے کے بعد ہی یہ کام ہو گا ۔

چوھدری انور علی چیمہ (وائس چیئرمین ضلع کونسل سرگودھا) ۔ جناب والا ! میں بھی اس سلسلہ میں عرض کرتا ہوں کہ ھمارے ضلع سرگودھا میں بھی اسی طرح ڈسپنسریاں ہیں ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان (چیئرمین ضلع کونسل اٹک) جناب والا ! میں عرض کرتا ھوں کہ جو بڑے شہر ہیں مثلاً راولپنڈی ۔ ملتان اور لاھور وغیرہ وھاں تو میڈیکل کالجز بھی ہیں اور سپیشلسٹ (specialist) ڈاکٹر بھی لیکن پنجاب کے باقی سولہ سترہ اضلاع میں کسی Specialist Doctor یا لیبارٹری کا انتظام نہیں ہے ۔ جب ضلع کے صدر مقام پر کوئی انتظام نہیں ہے تو تحصیلوں میں تو خدا ھی حافظ ہے ۔ وھاں نہ ھی ڈاکٹر ہیں اور نہ ھی لیڈی ڈاکٹر ۔

جناب گورنر ۔ ان کی shortage ہے اور یہ physical چیز ہے ۔ مگر اس سال سے یا اگلے سال سے جب پندرہ سو مزید ڈاکٹر بن جائیں گے تو وہ خود بخود ان علاقوں میں پھیل جائیں گے ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان ۔ جناب والا ! میں سپیشلسٹ ڈاکٹروں کے بارے میں عرض کر رھا ھوں ۔

جناب گورنر ۔ جی سپیشلسٹ کی shortages (کمی) ہیں ۔ یہ لوگ نوکریاں چھوڑ دیں گے مگر جائینگے نہیں ۔

جناب صالح محمد نیازی ۔ (صدر لیبر یونینز سرگودھا) جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ کراچی میں اور ادھر ادھر بہت سی ایسی فارمیسیاں ہیں جو ناقص دوائیں تیار کر رھی ہیں اور جن سے بعض سرکاری ہسپتال یا ڈاکٹر دوائیاں خریدتے ہیں ۔ وہ ان ڈاکٹروں کو روپیہ پیسہ دیتی ہیں اور ان دوائیوں سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ۔ ایک تو اس معاملے پر ذرا غور کیا جائے ۔

دوسرے جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ لاکھوں روپے کی

دوائی سرکاری ادارے مختلف دوائی خانوں سے خریدتے ہیں اور تیس فیصد کمیشن ان سے لیتے ہیں اور یہ کمیشن بھی لاکھوں روپے بن جاتا ہے۔ تو نتیجہ یہ ہے کہ سوشل سیکورٹی جو کہ مزدوروں کا ادارہ ہے وہ بھی کمیشن لیتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ جب سرکاری ملازمین لیتے ہیں تو ہم کیوں نہ لیں۔ اس طرح سے اتنا روپیہ جو قوم کا قطرہ قطرہ کر کے اکٹھا ہوتا ہے وہ بھی اسی کمیشن سسٹم میں ضائع ہو جاتا ہے۔

تیسری چیز جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ بڑے بڑے ڈاکٹر جو کراچی، لاہور فیصل آباد یا اور بڑے بڑے شہروں میں رہتے ہیں اور سرکاری اداروں میں کام کرتے ہیں۔ وہ ان اداروں میں کام تو گھنٹہ، دو گھنٹہ ہی کرتے ہیں اور بات بھی ان سے کرتے ہیں جن سے ان کو کوئی فائدہ ہوتا ہے۔ اور انہوں نے اپنے پرائیویٹ ہسپتال بنائے ہوئے ہیں اور اگر وہاں فیس دی جائے تو علاج ہوتا ہے ورنہ غریب عوام اپنا علاج ان ڈاکٹروں سے نہیں کروا سکتے۔ حالانکہ وہ سرکاری ملازم ہوتے ہیں اور ڈیوٹی پر ہوتے ہیں لیکن بات کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پرائیویٹ کلینک پر آؤ ہم آپ سے بات کریں گے تو جناب والا! اس پر بھی غور کیا جائے۔ جناب غریب عوام کو جہاں دوائی بھی ناقص ملے اور ڈاکٹروں کا مشورہ بھی ناقص ملے اکثریت بھی عوام کی ہو اور عوام پریشان ہوں تو جناب والا۔ اس کا کچھ سد باب کیا جائے۔

جناب گورنر - جی - ٹھیک ہے - دوسرا سوال -

کرنل (ریٹائرڈ) عبدالق مغل (وائس چیئرمین ضلع کونسل۔ راولپنڈی) جناب والا۔ میں نے طب کے بارے میں ایک بات عرض کرنی ہے اور وہ یہ ہے کہ Orthopaedic Department, Mayo Hospital کے بارے میں میرے علم میں ایک بات آئی ہے وہ یہ ہے کہ 1979ء میں تین کروڑ روپے خرچ کر کے ایک بلاک تیار کیا گیا۔

جناب گورنر - طب کی -

(قہقہہ)

کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل - Orthopaedic Deptt. جو ہڈیوں کی تکلیف دور کرنے کا شعبہ ہے -

چونکہ جناب والا - روڈ ایکسیڈنٹ بہت زیادہ ہوتے ہیں اور ہڈیوں کے مریض ہڈیوں کے علاج کی ایمرجنسی محسوس کرتے ہیں اس لئے یہ بلاک کھولا گیا تھا اس میں ۰۰ ؛ بستر ہیں اور وہاں 150 مریضوں کو treat کیا جا سکتا ہے -

جناب گورنر - آپ کہاں پہنچ گئے ہیں ابھی تو ہم نے طب کا محکمہ کھولنا ہے -

(قہقہہ)

کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل - جناب والا - یہ 1979ء میں کھلا ہے - اور اس میں صرف ایک ہی سرجن ہے اور وہ کافی نہیں ہے اور ہفتہ میں ایک ہی مرتبہ اپریشن ہوتا ہے اور عرض یہ تھی کہ اس میں تین سرجن اور لگا دیئے جائیں -

جناب گورنر - حکیم یا سرجن -

کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل - جناب والا - حکیم ہوں یا سرجن ہوں -

(قہقہہ)

33 - ضلع اٹک میں نئی صنعتوں کے لئے ٹیکس کی چھوٹ

خان محمد واثق خان (وائس چیئرمین ضلع کونسل اٹک) - کیا سیکرٹری صنعت و معدنی ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ضلع اٹک میں صنعتیں لگانے کا رجحان بہت کم ہے - صنعتوں میں سرمایہ کاری کو فروغ دینے کی غرض سے ضروری ہے کہ ضلع اٹک میں صنعتیں لگانے

والوں کے لئے خصوصی مراعات دی جائیں - جن میں سرفہرست نئی صنعتیں لگانے والوں کے لئے پانچ سال تک ٹیکس سے چھوٹ یعنی Tax Holiday کی رعائت دینا شامل ہے -

وزیر صنعت و ترقی معدنیات (ملک اللہ یار خان) - حکومت نے پنجاب کے پسماندہ اضلاع میں صنعتی سرمایہ کاری کو فروغ دینے کے لئے ضلع اٹک سمیت مزید تین اضلاع جہلم ، جھنگ اور مظفر گڑھ میں ٹیکس اور کسٹم ڈیوٹی کی چھوٹ کے بارے میں وفاقی حکومت کو سفارشات بھجوائی تھیں کہ ان اضلاع میں لگائی جانے والی صنعتوں کو پانچ سال کے لئے مکمل طور پر ٹیکس اور کسٹم ڈیوٹی سے مستثنیٰ قرار دیا جائے - وفاقی حکومت نے وعدہ کیا تھا کہ 1981-82ء کے بجٹ کے موقع پر ہماری درخواست پر غور کیا جائے گا - 1981-82 کے بجٹ اعلان میں ہماری متذکرہ درخواست کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا - جس سے ظاہر ہے کہ اسے فی الحال منظور نہیں کیا گیا تاہم ہمارا مطالبہ اب بھی قائم ہے اور وفاقی حکومت سے اس سلسلے میں مسلسل رابطہ قائم کئے ہوئے ہیں -

ضمنی سوالات

الحاج شیخ امر الہی (چیئرمین میونسپل کمیٹی ، اٹک) - جناب گورنر صاحب سے درخواست ہے کہ آپ ایک ایسے شخص ہیں جو مرکزی حکومت سے بات کر سکتے ہیں۔ ہم تو اسلام آباد کے نزدیک بیٹھے ہوئے بھی وہاں کے بیوروکریٹس سے نہیں مل سکتے - گو آپ کے نمائندے تو ہمارے پاس بیٹھے ہیں لیکن ہم ان نمائندوں یعنی ڈپٹی کمشنر اور کمشنر صاحبان سے آسانی سے نہیں مل سکتے - فیڈرل گورنمنٹ کے عہدیدار جو اصل بیوروکریٹ ہیں اور جو اسلام آباد کی اونچی سے اونچی بلڈنگ میں بیٹھے ہوتے ہیں اگر ان کی مرضی ہوتی ہے تو ملتے ہیں ورنہ نیچے سے ٹیلیفون آ جاتا ہے کہ صاحب نہیں ہیں - خدا را ! آپ صدر صاحب سے فرمائش کریں کہ ہمارا ڈسٹرکٹ پسماندہ ہے - اس کو ٹیکس ہالی ڈے دیا جائے - چنانچہ اس ضمن میں اگلے

بجٹ کے موقع پر کوشش کی جائے ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان (اٹک)۔ صدر صاحب آپ نے مری میں وعدہ کیا تھا کہ جہلم اور اٹک کو ٹیکس ہالی ڈے دیا جائے گا ۔

جناب گورنر ۔ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان ۔ صدر صاحب نے وعدہ کیا تھا ۔ ان سے ہمارا وفد ملا تھا ۔

جناب گورنر ۔ میں نے بڑی مشکل سے ڈیرہ غازی خان کو ٹیکس کی چھوٹ دلائی تھی ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان ۔ ہرکولیس داؤد کا انڈسٹریلسٹس (Industrialists) کا وفد ان سے ملا تھا ۔ انھوں نے وعدہ کیا تھا کہ اٹک کو ٹیکس ہالی ڈے ضرور دیا جائے گا ۔

جناب گورنر ۔ اس کو Pursue کرنا پڑے گا ۔ مگر یہ مشکل ہوتا ہے ۔

وزیر صنعت و معدنی ترقیات ۔ میں معزز رکن کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ضلع ڈیرہ غازی خان کو ٹیکس کی سہولت دی گئی ہے یا ٹیکس میں چھوٹ دی گئی ہے ۔ یہ گورنر صاحب کی ذاتی کوشش کی بنا پر ایسا ہوا ہے ورنہ ایسا شاید ممکن نہ ہوتا ۔

وزیر مال ۔ سوال نمبر 52 ۔

جناب گورنر ۔ ممبر موصوف حاضر نہیں ہیں ۔ اگلے سوال پر آ جائیں ۔

28 - بھیڑ و دیگر مویشی پال فارمز کے لئے اراضیات کی الاٹمنٹ

سردار محمد عظیم خان سدوزئی (صدر شیپ بریڈرز ایسوسی ایشن۔ ملتان) ۔ کیا سیکرٹری لائیو سٹاک و فشریز از راہ کرم وضاحت

فرمائیں گے کہ سبجیکٹ کمیٹی لائیو سٹاک کی تجویز جسے گورنر پنجاب نے منظور فرمایا تھا کہ تمام اراضیات جو پٹہ پر دی گئی ہیں کو بھیڑ پال و دیگر مویشی پال کو بڑے اور چھوٹے فارمز کے لئے بھی لمبی مدت کے لئے پٹہ پر دیئے جائیں گے اس کے متعلق محکمہ مال نے کیا کارروائی کی ہے - کیا ایسی اراضیات جن کے پٹہ کی مدت ختم ہو گئی ہے محکمہ لائیوسٹاک کو فہرست مہیا کی گئی ہے -

وزیر لائیو سٹاک و فشریز (بریگیڈیئر ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان) -

سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات اور جناب گورنر پنجاب کی منظوری پر محکمہ ھذا نے بورڈ آف ریوینیو کو برائے ترمیم شرائط پٹہ کے لئے لکھا تھا جو مندرجہ ذیل تھیں :-

(الف) تمام سرکاری اراضیات جو کہ عام طور پر نیلام پٹہ یا الاٹ کی جاتی ہیں - ان پر مزارعین یا پٹہ دار کو جیسا کہ محکمہ لائیو سٹاک پابند کرے مال مویشی رکھنا ہوگا - ان سفارشات پر عمل درآمد کرتے ہوئے محکمہ مال نے سابقہ نوٹیفکیشن نمبری 2664- می مورخہ 22 - ستمبر 1944 کو ترمیم کر کے مندرجہ ذیل شق کا اضافہ کیا ہے -

(ب) سرکاری اراضی کے ہر یونٹ پر مزارعہ ایک گائے یا ایک بھینس یا پانچ بھیڑیں پالے گا جو کہ محکمہ لائیوسٹاک کا ہے بکاہے ملاحظہ کرے گا - جن اراضیات کے پٹہ کی مدت ختم ہو گئی ہے محکمہ مال نے فہرست مہیا نہیں کی ہے -

محکمہ حیوانات اپنی طرف سے کوشش کر رہا ہے کہ محکمہ مال سے ایسی زمینوں کی تفصیل مہیا ہو سکے جو پرورش حیوانات کے لئے استعمال کی جا سکتی ہو - حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ لائیوسٹاک فارمنگ کے لئے زیادہ

سے زیادہ زمینیں دی جا سکیں ۔ اس کے لئے وزیر مال اور وزیر زراعت کی آپس میں مورخہ 26-8-81 کو میٹنگ ہو رہی ہے ۔ جس میں اس مسئلہ پر تفصیلی بات چیت ہو گی تاکہ زمینوں کی تفاصیل وغیرہ مل سکیں ۔

یہاں یہ ذکر بھی بے موقع نہ ہو گا کہ حکومت نے پہلے بھی مویشیوں کی پرورش کے لئے زمینیں دی تھیں جن کی تفصیل اور کارکردگی منسلک ہے ۔

سکیم جس کے تحت زمین دی گئی	تعداد الاٹی	تعداد الاٹی جو شرائط پوری نہیں کر رہے	
12½ ۔ ایکڑ نمبرداری گرانٹ	3666	1467	اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لائیو سٹاک کے لئے دی گئی زمینوں پر حسب توقع مویشی نہیں رکھے جا رہے ہیں ۔
300 ۔ ایکڑ گرانٹ	36	16	

محکمہ حیوانات محکمہ مال کو ایسے الاٹیوں کے خلاف مسلسل رپورٹس مہیا کر رہا ہے جو شرائط پوری نہیں کر رہے ہیں محکمہ مال نے کچھ الاٹمنٹ منسوخ بھی کی ہیں باقیوں کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے ۔

ضمنی سوالات

جناب محمد عظیم خان سلبوزئی ۔ جناب والا ۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ پرانا جواب ہے ۔ اس سے میری تسلی نہیں ہوئی ۔ یہ سوال محکمہ مال سے متعلق ہے کیونکہ محکمہ مال کے چھوٹے چھوٹے سٹاف نے یہ زمینیں چھپائی ہوئی ہیں جو ظاہر نہیں کرتے ۔ عرض یہ ہے کہ یہ لائیو سٹاک

کی کارکردگی کا نتیجہ ہے کہ موجودہ وقت میں باوجود اس پر پوری توجہ نہیں دی جا رہی قیمتوں کی کمیٹی بیماریوں کی روک تھام اور بہترین ویکسینیشن اور انسدادی کارروائی کے نتیجہ میں گوشت کی قیمت (Stable) مستحکم ہے حالانکہ لائیو سٹاک اس طرف پوری توجہ نہیں دے رہا ۔ زراعت پر 100 کروڑ روپیہ خرچ کیا گیا پھر بھی دالوں کی قلت پیدا ہو گئی مگر 8 کروڑ روپیہ جس پر خرچ کیا جا رہا ہے وہاں گوشت کی قیمت میں (Stability) استحکام آ گیا ہے ۔ اگر بنجر زمینیں ، غیر آباد زمینیں بڑے فارم والوں اور چھوٹے فارم والوں کو دے دیں تو وہ وہاں پر بھیڑ بکریاں پالیں گے ۔ اس پر خرچ کریں گے ۔ گورنمنٹ سے وہ کچھ بھی نہیں لینا چاہتے ۔ وہ اپنی گرہ سے خرچ کریں گے جس سے ملک اور قوم کو فائدہ ہوگا ۔ اس سلسلہ میں محکمہ مال کی خدمت میں التماس کی جائے کہ وہ ان کے لوئر سٹاف نے جو زمینیں چھپائی ہوئی ہیں اور وہ اس سے فائدہ حاصل کر رہے ہیں مہربانی کرکے وہ زمینیں لائیوسٹاک کے سپرد کر دی جائیں ۔

وزیر لائیوسٹاک و فشریز - جیسے میں نے عرض کی تھی کہ جب محکمانہ طور پر کچھ نہ ہو سکا تو میں نے وزیر مال کی خدمت میں عرض کی کہ ہم مل بیٹھیں اور زمین کی تلاش کریں ۔ محکمہ مال کی یہ پالیسی ہے۔ گورنر صاحب کی یہ پالیسی ہے اور میری یہ پالیسی ہے کہ لائیوسٹاک پرائیویٹ سیکٹر میں آئے - کمپنیاں بنیں ۔ باقاعدہ سکیم بنا کر پیداوار بڑھائیں اس سلسلے میں میں نے آپ کو اطلاع دی تھی کہ 50 فی صد اس قسم کے گوشت ایکسپورٹ کیا جا سکتا ہے ۔ جب زمین کی وضاحت ہو جائے گی کہ اتنے ہزار ایکڑ زمین موجود ہے پھر ہم آپ کو بتا دیں گے کہ اتنے ایکڑ زمین موجود ہے ۔ ان شرائط پر آئیے ۔ فارم بنائیے اور جانوروں کی پیداوار کیجئے ۔ وزیر مال صاحب یقینی طور پر آپ کی معروضات سن رہے ہوں گے کہ وہ اپنے لوئر عملہ کے قبضہ سے زمینیں نکال کر لائیوسٹاک کے سپرد کر دیں ۔ مجھے امید ہے کچھ نتیجہ نکلے گا ۔

جناب محمد ریاض شاھد ۔ (میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد)
جناب چیئرمین کی وساطت سے میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ اس سے پہلے سیکرٹری لائیو سٹاک نے ہماری کمیٹی میں ایک تفصیلی جائزہ پیش کیا تھا ۔ لائیو سٹاک کے بارے میں اسکی (Feasibility) رپورٹ کے متعلق بہت سے اعداد و شمار پر مشتمل فلم دکھائی تھی ۔ آپ اس وقت تشریف نہیں رکھتے تھے ۔ لاہور میں جیسے وزیر موصوف نے کہا ہے کہ ہم یہ کر رہے ہیں کہ پرائیویٹ لوگ فارم چلالیں لیکن میری معلومات اور تجربہ یہ ہے کہ جب بھی کسی نے لائیو سٹاک فارم بنانے کی کوشش کی اس کی حوصلہ شکنی ہوئی اور یہ ساری کمیٹی گواہ ہے کہ سوائے ایک تجویز جو میں نے پیش کی تھی کہ 50 فیصد گوشت باہر بھیج دیا جائے تاکہ جو فارم بنالیں ان کو کمپنسیشن ملے باقی جتنی بھی کارروائی ہے وہ صرف زبانی وعدے وعید ہیں ۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ہو رہا ہے ۔ یہ ہو جائے گا ۔ یہ دیکھا جا رہا ہے ۔ یہ کیا جا رہا ہے ۔ اسکے سوا کچھ بھی نہیں ہے ۔

بیگم سیدہ عابدہ صاحبہ ۔ جو سبجیکٹ کمیٹی برائے لائیو سٹاک کی چیئرمین ، کنوینر میں یہاں تشریف فرما ہیں ، وہ جانتی ہیں کہ یہ ساری کارروائی زبانی ہے ۔ اور محکمہ لائیو سٹاک کے اعداد و شمار کے مطابق آج سے دس سال بعد پاکستان میں نہ دودھ ملے گا اور نہ گوشت ۔ جیسے دوسرے ملکوں مثلاً ایران اور عرب ممالک میں سال دو سال کا گوشت فریزر میں رکھ کر دیا جا رہا ہے ، اس طرح پاکستانیوں کو ملے گا ۔ یہ اعداد و شمار ہیں ۔ اگر سیکرٹری لائیو سٹاک مناسب سمجھیں تو وہ تفاصیل بتا دیں ، جو پہلے ہم ڈسکس کر چکے ہیں ۔ یا کنوینر لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ بتا سکتی ہیں ۔ اس سے پہلے کمیٹی نے جو بار بار ڈسکس کیا ہے ۔ اور لائیو سٹاک کا جو ہولناک خلاء یا گوشت اور دودھ کا خلاء پیدا ہونے والا ہے اس کے متعلق بیگم عابدہ زیادہ تفصیل سے بتائیں گی ۔ اگر ابھی

سے منصوبہ بندی نہ کی گئی تو جس طرح آج دالیں نہیں ملتیں ، دس سال بعد دودھ اور گوشت بھی نہیں ملے گا ۔

جناب گورنر ۔ میرے خیال میں ایسی کوئی بات نہیں ۔ آپ کو دودھ بھی ملے گا اور گوشت بھی ۔ پنجاب تو دودھ کی ایک لدی ہے ۔ آپ اس میں سے دودھ نکالیں ۔ آپ نکالتے ہی نہیں ۔

جناب محمد ریاض شاہد (میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) ۔ لائیو سٹاک کی (feasibility) رپورٹ کے مطابق . . . . .

جناب گورنر ۔ جی نہیں ، ایسی کوئی بات نہیں ۔ بڑے اقدامات کیے جا رہے ہیں ۔ ہم اس میں پرائیویٹ سیکٹر بھی لا رہے ہیں ۔ میں کل بھی ان سے بات کر رہا تھا ۔ اس میں وقت ضرور لگتا ہے ، لیکن چند ایک چیزیں جلدی بھی ہوتی ہیں ۔ صورت حال اتنی خراب نہیں ، جتنی آپ پوائنٹ کر رہے ہیں ۔

میاں صلاح الدین ۔ (وزیر مواصلات و تعمیرات ، ہاوسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ) ۔ گوشت ذرا کم استعمال کریں ، اس طرح تو کام نہیں چلے گا ۔ آبادی جس طرح بڑھ رہی ہے ۔ گوشت کا استعمال بھی زیادہ ہو رہا ہے ۔ تو وہ ٹھیک کہہ رہے ہیں ۔ آپ لوگوں کو سمجھائیں ۔ ذرا اپنی چیرمینی استعمال کریں ۔

جناب گورنر ۔ ہم آپ کو پوری چیزیں دیں گے ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان ۔ انھیں زیادہ تکلیف ہو گی ، کیونکہ اولاد زیادہ ان کی ہو رہی ہے ، جنگلوں میں تو نہیں ہو رہی ۔

میاں صلاح الدین ۔ آپ کو تو پتا ہی نہیں کہ یہاں کیا ہو رہا ہے ۔ میں نے بھی اپنی اولاد کو ایک تعداد پر رکھا ہوا ہے ۔

چوہدری ہارون الرشید تہیم ۔ جناب والا فشریز کے متعلق

ایک سوال ہے ۔ آج سے سو سال پہلے نہروں پر پکے پل بنانے کے لیے ھماری زمینیں لے کر پہلے بنائے گئے تھے جو اب مقبوضہ نہر کہلاتے ہیں وہ برباد پڑے ہیں ۔ اگر محکمہ نہر کی طرف سے ہمیں اس میں فشریز قائم کرنے کی اجازت دے دی جائے ۔

جناب گورنر ۔ یہ سوال نہیں بنتا ۔ فشریز کو عام بحث میں لے آئیے ۔

مسٹر خاقان بابر ۔ (صدر آل پاکستان نوری لیگل ایڈ ایسوسی ایشن لاہور) ضمنی سوال ۔ ہم جانتے ہیں کہ بہت سی زمینیں چھپائی گئی ہیں ۔ کیا حکومت اس سلسلے میں خصوصی انکوائری کا اہتمام کرنا چاہے گی ؟

جناب گورنر ۔ میں اس پر آ رہا تھا ۔ ریونیو والے بھی ہیں اور منسٹر صاحب بھی ۔ میں انہیں ابھی کہوں گا ، دونوں بیٹھ کر اس کو نمٹا لیں گے ۔ اگلا سوال ۔

سردار محمد عارف خان ۔ (وائس چیئرمین ضلع کونسل قصور) میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وائلڈ لائف کا محکمہ کن صاحب کے پاس ہے ؟

بریگیڈیر (ریٹائرڈ) غضنفر محمد خان ۔ یہ محکمہ میرے پاس ہے ۔

سردار محمد عارف خان ۔ تو اسکے متعلق کوئی سوال و جواب کا وقت نہیں دیا جا رہا ۔

جناب گورنر ۔ یہ سوال و جواب ہم کر رہے ہیں ۔ اگر آپ نے کوئی سوال دیا ہے تو ٹھیک ہے ۔ ورنہ اسے عام بحث میں لے آئیے ۔ بڑا دلچسپ موضوع ہے ۔

11 - پٹہ داروں کو اراضی کے حقوق ملکیت

محترمہ نجمہ حمید ۔ (خاتون ممبر میونسپل کارپوریشن (راولپنڈی) ۔

کیا وزیر کالونیز از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ حکومت پنجاب نے 68-1966ء میں کچھ بنجر قدیم زمین دس سال کے لئے پٹہ پر دی تھی - بعد میں ساڑھے بارہ ایکڑتک ان پٹہ داروں کو یہ اراضی مارکیٹ پرائس پر خریدنے کا اختیار دیا گیا یا مزید پانچ سال کے لئے یہ اراضی پٹہ پر لینے کو کہا گیا - اس سے پیشتر اس سے بہتر حالت میں بنجر زمین مختلف سکیموں میں ہمیشہ قابل کاشت بنانے والوں کو آسان شرائط پر فروخت کر دی جاتی رہی - موجودہ حکومت پٹہ داروں کو حقوق ملکیت دینے میں کیوں تعاون نہیں کر رہی جبکہ ایسے لوگوں نے کافی محنت اور سرمایا لگایا ہے - اور مزید پیداوار بڑھا سکتے ہیں - کیا کوئی نئی پالیسی اس سلسلہ میں حکومت کے زیر غور ہے ؟

وزیر برائے کالونیز سیٹلمنٹ اینڈ ری ہیبلیٹیشن (میاں محمد ذاکر قریشی) - یہ درست ہے کہ سال 66-1965ء اور 1968ء میں یکے بعد دیگرے حکومت پنجاب نے قابل کاشت بنجر قدیم سرکاری اراضی دس سالہ پٹہ پر عارضی کاشت پر دینے کے لئے سکیم نافذ کی - اراضی کی اقسام کے پیش نظر الاٹمنٹ کے یونٹ مقرر کئے گئے تھے - اگرچہ توسیع میعاد کی شق شرائط میں نہ تھی تاہم کاشتکاروں کی محنت کو مد نظر رکھتے ہوئے جن پٹہ جات کی میعاد ربیع 79-1978ء میں ختم ہو رہی تھی مزید پانچ سال کی توسیع ان غیر مالک یا چار ایکڑ سے کم مالک پٹہ داروں کو دینے کا فیصلہ کیا گیا جو خود کاشتکار تھے -

مندرجہ بالا پٹہ جات محض عارضی کاشت پر مبنی تھے اور مستقل حقوق کی کوئی شق شرائط پٹہ میں موجود نہ تھی تاہم حکومت پنجاب ایک خصوصی رعایت کے تحت مورخہ 3-9-1979ء کو جاری کردہ نوٹیفیکیشن میں ان غیر مالکان یا گذارہ یونٹ سے کم مالکان اراضی پٹہ داروں کو گذارہ یونٹ کی حد تک زیر پٹہ شدہ سرکاری اراضی واقع بیرون ممنوعہ حدود و چراگاہ رقبہ میں مالکانہ حقوق دینے کا فیصلہ کیا جو خریف 1977ء سے قبل

بدستور اراضی کاشت کرتے رہے ہوں ۔

جہاں تک سرکاری واجبات کا تعلق ہے مذکورہ نوٹیفیکیشن کے مطابق اراضی کی قیمت واقعی بازاری قیمت مقرر کی گئی تھی ۔ مگر بعد ازاں بیشتر کاشتکاروں کے اصرار پر قیمت اراضی پیداواری یونٹوں کے حساب سے وصول کرنے کا فیصلہ کیا گیا ۔ جو ایکصد روپیہ فی یونٹ مقرر ہوئی ۔ یہ قیمت دس ششماہی اقساط میں وصول کی جائے گی ۔

جہاں تک گزشتہ سکیموں میں وصول کردہ قیمتوں کا تعلق ہے وہ آج سے تقریباً 30/25 سال قبل نافذالعمل ہوئیں اور اسی لحاظ سے اس دور میں مقرر کردہ قیمت اراضی وصول کی جاتی رہی ۔ مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ قیمتوں میں بتدریج اضافہ ہوتا گیا ۔ لہذا قیمت اراضی میں اضافہ ایک قدرتی امر ہے ۔ اس ضمن میں تا حال کوئی عمل زیر غور نہیں ہے ۔

37 ۔ سرکاری اراضی کا موجودہ شرح پر ٹھیکہ

سردار سلطان احمد (وائس چیئرمین ضلع کونسل ساہی وال) ۔ کیا وزیر نو آبادیات از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ :۔

چک نمبر ۵/L ۲۰ تحصیل اوکاڑہ ضلع ساہی وال میں گورنمنٹ کی اراضی مسمیان اکبر وغیرہ سنگھو کا نے ایک سال کے پٹہ پر ۱۹۷۰ء میں بولی دے کر حاصل کی ۔ قواعد کے مطابق یہ اراضی میعاد ختم ہونے کے بعد دوبارہ ٹھیکہ پر دی جانی تھی لیکن دفتری ملی بھگت سے یہ اراضی آج تک ان کے قبضہ میں ہے ۔ اور وہ ۱۹۷۰ میں دی گئی بولی پر کاشت کر رہے ہیں ۔ حالانکہ یہ اراضی آج کل کے ٹھیکہ کے حساب سے تقریباً دو ، تین ہزار روپیہ فی ایکڑ کے حساب سے پٹہ پر دی جا سکتی ہے ۔

اس بارہ میں تدارک ہونا چاہیئے اور ذمہ دار ملازمین کے خلاف ایکشن ہونا چاہیئے اور آئندہ کے لئے موجودہ ریٹ پر متعلقہ اراضی ٹھیکہ پر دی جانی مناسب ہو گی ۔

وزیر نو آبادیات ۔ جی نہیں ! موصولہ اطلاع کے مطابق حقیقت حال یوں ہے کہ سرکاری اراضی یا تعدادی (۱۲۸ کنال ۸ مرلے) واقع چک نمبر ۵/L-۴ تحصیل اوکاڑہ ضلع ساھی وال مسمیان مالک ، محمد اکبر پسران باقر کو بے دخل شدہ مزارعین سکیم کے تحت مورخہ ۱۳-۷-۱۹۵۵ کو الاٹ ہوئی چونکہ چک مذکور حدود ممنوعہ میں واقع ہے ۔ اس لئے مذکورہ الاٹیان کو حقوق ملکیت نہیں دیئے جا سکتے تھے ۔

حکومت کی جاری کردہ ھدایت کے مطابق مذکورہ الاٹیان متبادل اراضی کے مستحق قرار دیئے گئے لیکن چونکہ ایسے افراد کی ایک عرضداشت برائے عطائے حقوق ملکیت اندر ممنوعہ حدود زیر غور تھی ۔ ریونیو بورڈ سے مورخہ ۲۸-۳-۱۹۸۱ کو انہیں کا فیصلہ بیدخل نہ کرنے کی ھدایات جاری کر دی گئیں تھیں ۔ دریں اثنا حال ھی میں مورخہ ۱۱-۷-۱۹۸۱ کو حتمی احکام جاری کر دیئے گئے ہیں ۔ کہ متاثرین کو جس قدر جلد ھو متبادل اراضی ممنوعہ حدود سے باھر الاٹ کر دی جائے ۔ لہذا جونہی مذکورہ الاٹیان کو متبادل رقبہ دے دیا گیا انہیں موجودہ اراضی سے بیدخل کر دیا جائے گا ۔

جہاں تک سرکاری واجبات کا تعلق ہے ۔ موصولہ اطلاع کے مطابق مذکورہ الاٹیان نے ربیع ۱۹۸۱ء تک لگان جمع کرا دیا ہے ۔

42 ۔ ضلع ساھی وال کے چکوک کے مکینوں کو رھائشی سہولتوں کی فراھمی

سردار سلطان احمد (وائس چیئرمین ضلع کونسل ساھی وال) ۔ کیا وزیر مال از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع ساھیوال کے چکوک میں واقع سرکاری زمین رھائشی مقاصد اور دوکانوں کے لئے قواعد کے مطابق لوگوں کو الاٹ کی جاتی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ضلع ساہیوال کے کالونی برانچ کا عملہ مالکوں کی درخواستیں اس بنا پر واپس کر دیتا ہے کہ محکمہ نے میونسپل حدود کے پانچ میل کے دائرہ کے اندر احاطہ جات کی الاٹمنٹ بند کر رکھی ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ پابندی کی کیا وجوہ ہیں۔ کیا حکومت مذکورہ چکوک کے مکینوں کو رہائشی سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے اپنے حکم پر نظر ثانی کرنے کو تیار ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ایسا کر دیا جائیگا۔

وزیر نو آبادیات۔

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) معاملہ حکومت کے زیر غور ہے۔ اور عنقریب فیصلہ ہونے کی توقع ہے۔

میاں محمد ذاکر قریشی (وزیر کالونیز، سیٹلمنٹ اینڈ ری ہیبلیٹیشن)

مسٹر خاقان بابر: براہ کرم فاضل وزیر سے کہا جائے کہ اس انداز سے پڑھیں کہ ہم یہ سمجھ سکیں کہ وہ کیا پڑھ رہے ہیں۔ ابھی تک ہمیں کچھ سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا پڑھ رہے ہیں۔

جناب گورنر۔ میاں صاحب! آپ مائیک میں پڑھیے۔

48 - ضلع جھنگ میں اراضی کی الاٹمنٹ

سیدہ عابدہ حسین صاحبہ: (چیئرمین ضلع کونسل جھنگ) کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت پنجاب نے چکوکہ نمبر 7، 10 اور 11 تحصیل و ضلع جھنگ میں زمین الاٹ کرنے کی بجائے

حکمت عملی تیار کی ہے۔

(ب) اگر محولہ بالا (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو آیا اس علاقہ میں پشت ہا پشت سے آباد چلے آنے والے لوگوں کے لیے بھی اراضی کی الاٹمنٹ کا کوئی اہتمام کیا گیا ہے۔

وزیر نو آبادیات۔ (الف) جی ہاں۔

(ب) حکومت پنجاب نے چک نمبر 7 شمالی میں تمام ایسے افراد کو جن کا ذریعہ معاش کاشتکاری ہے اور وہ نمبر مالک یا 4 ایکڑ سے کم اراضی کے مالک ہوں کو اجازت دی ہے کہ وہ بذریعہ نیلام عام $12\frac{1}{2}$ ایکڑ تک سرکاری اراضی پانچ سالہ پٹہ پر حاصل کر سکتے ہیں۔

ضمنی سوالات

سیدہ عابدہ حسین۔ جناب صدر میں ایک ضمنی سوال دریافت کرنا چاہونگی۔ چک نمبر 7 جسکے بارہ میں وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ جن کاشتکاروں کے پاس چار ایکڑ یا اس سے کم اراضی ہے وہ ان کو ساڑھے بارہ ایکڑ اراضی پٹے پر دے رہے ہیں۔ میں یہ معلوم کرنا چاہونگی کہ آیا صوبائی حکومت نے حتمی الاٹمنٹ کی پالیسی طے کر لی ہے کیونکہ پچھلے ڈیڑھ سال کے دوران چک 7 میں یہ رقبے تین مختلف مواضع میں الاٹ ہوئے ہیں۔ اور کینسل ہوئے۔ جناب والا اس وقت اس علاقے میں الاٹمنٹ نہیں ہوئی میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ آیا حکومت نے اس سلسلے میں کوئی حتمی فیصلہ کیا ہے۔

جناب گورنر۔ آپ یہ نسیم صاحب سے پوچھ لیں۔

وزیر برائے کالونیز۔ سیٹلمنٹ اینڈری ہیبلٹیشن اس کے کوائف میرے پاس موجود ہیں ، میں جواب دے دیتا ہوں۔ اس وقت چونکہ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ کہ ایسے تمام اصحاب کو متبادل اراضی مہیا کرے

لہذا متاثرین اسلام آباد اور جموں و کشمیر سے بے گھر ہونے والے افراد کو چک نمبر 7 , 10 اور 11 میں ایک لاکھ تیس ہزار ایکڑ اراضی جو غیر آباد پڑی تھی ، مخصوص اندارج کے بعد دی جا رہی ہے ۔ رقبہ مخصوص کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے گا کہ جن مزارعین کو اگر رقبہ الاٹ ہو بھی گیا ہو تو مزارعین اس بات کے پابند ہوں گے کہ وہ رقبہ خالی کر دیں ۔

ایس - ایم نسیم صاحب (ممبر بورڈ آف ریونیو) ۔ اس میں جناب صدر صورت حال یہ ہے کہ کچھ زمین اسلام آباد کے بیدخل لوگوں کے لئے رکھی ہوئی تھی ۔ باقی زمین پٹے پر دے دی گئی تھی ۔ یہ سوال اسی زمین کے متعلق تھا جو اسلام آباد والوں کے لیے مخصوص کی گئی تھی ۔ وہ اسے نہیں لے رہے ہیں ۔ اب ان کے لیے ایک میعاد مقرر کر دی گئی ہے ۔ اگر وہ لیتے ہیں تو ٹھیک ورنہ اس زمین کو کینسل کر کے مقامی لوگوں کو دے دیں گے ۔

میاں شجاع الرحمن (میئر میونسپل کارپوریشن لاہور) ۔ جناب صدر میں سیٹلمنٹ کے محکمہ کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ آج کل یہ ہو رہا ہے کہ سڑکیں ، گلیاں ، اور پارکوں کی زمینوں کو سنٹرل گورنمنٹ کی زمین ظاہر کر کے لوگوں کو الاٹ کیا جا رہا ہے ۔ اس سلسلے میں ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان کو ایسا کرنے سے روکا جائے کیونکہ اگر ایسا ہی ہوتا رہا تو مجھے خدشہ ہے کہ ٹریفک کا مسئلہ پیدا ہو گا ۔ میری یہ درخواست ہے کہ ایسی الاٹمنٹوں کو کینسل کیا جائے ۔

جناب گورنر ۔ آپ سڑکوں کو کیوں چھوٹا کر رہے ہو ان کو تو اور چوڑا ہونا چاہیئے ۔

وزیر نو آبادیات ۔ میئر صاحب یہ چیز آج میرے نوٹس میں لا رہے ہیں ۔ ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے ۔ جبتک کوئی چیز نوٹس میں نہ لائی جائے اس وقت تک ہم کچھ نہیں کر سکتے ۔

مسٹر محمد ریاض شاہد ۔ (لائلپور) ۔ جناب صدر میونسپل کارپوریشن کے جو پرانے کرایہ دار تھے وہ بورڈ آف ریونیو سے انکے مالکانہ

حقوق حاصل کر رہے ہیں اس طرح یہ پرانے کرایہ دار پرانے نام ہی کرایہ ادا کرتے تھے - اور دوسرے کرایہ دار بھی مالکانہ حقوق حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں - فیصل آباد میں کچھ زمینیں منڈیوں کے لئے رکھ کر رکھی تھیں مثلاً لکڑ منڈی کے لئے زمین مخصوص کی ہوئی تھی - تاکہ منڈیوں کو باہر منتقل کیا جا سکے - اس طرح بورڈ آف ریونیو یہ چاہتا ہے کہ تمام کارپوریشن کی زمینیں انہیں دے دی جائیں تو پھر میونسپل کارپوریشن یا میونسپل کمیٹیز کے پاس کیا رہ جائے گا -

جناب گورنر - اگلا سوال -

شیخ غلام حسین - (راولپنڈی) جناب صدر - سوال کا نمبر پکارا جائے اگر ممبر موجود ہے تو اس کے سوال کا جواب پڑھا جائے - کیونکہ یہ پرانی اسمبلی کا طریقہ کار ہے - جب یہ کونسل معرض وجود میں آئی تھی تو اس کے کچھ قواعد و ضوابط بنائے گئے تھے جیسا کہ آج ایک پرانے ممبر امیر عبداللہ خان روکڑی صاحب نے ہماری رہنمائی کی اور اسی طرح جناب نیاکوانی صاحب نے کی - اور بعض امور کے خلاف یہ حضرات کہہ دیتے ہیں کہ ضابطے میں یہ ہے یہ نہیں ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ پنجاب کونسل وہ ضوابط اپنائے جو پرانی اسمبلی نے اپنائے ہوئے تھے - چنانچہ میری درخواست ہے کہ وہ ضابطے تمام کونسلر حضرات کو دے دیئے جائیں - تاکہ وہ ان پر عمل کر سکیں - کل بھی ایسا ہوا تھا یہ کچھ اچھا نہیں لگتا - کہ ایک صاحب کھڑے ہوں اور دوسرے بھی کھڑے ہو جائیں میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ضابطے جو پہلے بنائے ہوئے ہیں ان سب ایسی شرائط ہیں اگر ان کو پڑھ لیا جائے تو ہم ان ضابطوں پر عمل کر سکیں -

جناب گورنر - ضابطے آپ کے پاس ہیں -

63 - بروقت رجسٹری بلدیہ کے ٹیکسوں کی ادائیگی کا سدباب

شیخ غلام حسین - (میونسپل کارپوریشن راولپنڈی) (الف) کیا یہ وزیر بحالیات و آباد کاری - (میاں محمد ذاکر قریشی) یہ درست

حقیقت ہے کہ ویسٹ پاکستان میونسپل کمیٹیز ٹیکس غیر منقولہ جائیداد رولز مجریہ 1969ء کے مطابق جائیداد کی قیمت پر ڈیڑھ فیصد کے حساب سے سے ٹیکس کی وصولی کی جاتی ہے۔

یہ ہے کہ غیر منقولہ جائیداد اربن کی قیمت فروخت پر یکم جولائی 1981ء سے لاہور میونسپل کارپوریشن $2\frac{1}{2}$ فیصد کے حساب سے منتقلی جائیداد ٹیکس وصول کرتی ہے۔ لاہور ڈسٹرکٹ کونسل زرعی اراضیات کی قیمت فروخت پر $2\frac{1}{2}$ فیصد کے حساب سے مذکورہ بالا ٹیکس وصول کرتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مشاہدہ میں آیا ہے اکثر جائیداد کی فروخت اور منتقلی کی دستاویزات (رجسٹریاں) بغیر ادائیگی مذکورہ ٹیکس رجسٹرار سب رجسٹرار کے دفاتر میں تکمیل ہو جاتی ہیں۔ نتیجتاً بلدیہ ہذا کو لاکھوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے

قانون متعلقہ میں ایسی کوئی شق نہیں ہے جو لوکل باڈیز کے مذکورہ بالا ٹیکس کی عدم ادائیگی کی صورت میں تکمیل رجسٹری میں مانع ہو۔

البتہ عملی طور پر بلدیہ جات کو ایسے نقصان سے بچانے کے لئے بلدیہ متعلقہ کا اہلکار بطور نمائندہ سب رجسٹرار کے دفتر میں حاضر رہتا ہے جہاں مذکورہ بالا شرح سے وصولی ٹیکس کرنے کے بعد دستاویزات رجسٹری کی تکمیل کی جاتی ہے۔ بہر حال محکمہ مال کے پاس اس طرح کے مبینہ نقصان کی کوئی تفصیل موجود نہ ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ مال کے علم میں نہ ہے

اس معاملہ پر بلدیہ کے مفاد کے تحفظ کیلئے خصوصی توجہ دی گئی ہے اور رجسٹرار اور سب رجسٹرار صاحبان کو تحریری مراسلات بھیجے گئے ۔ ان کے علاوہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب راولپنڈی سے درخواست کی گئی کہ متعلقہ اداروں کا اجلاس طلب کیا جائے ۔ ایسے اجلاسوں میں یہ بات سامنے آئی کہ رجسٹریشن ایکٹ میں ایسی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ بلدیہ کے ٹیکسوں کی عدم ادائیگی کی صورت میں رجسٹری روک دی جائے ۔

کہ رجسٹرار اور سب رجسٹرار صاحبان کو میونسپل ٹیکس کی ادائیگی کے متعلق کوئی مراسلہ بھیجا گیا ۔ البتہ یہ بات درست ہے کہ رجسٹریشن ایکٹ کے تحت بلدیہ کے ٹیکس کی عدم ادائیگی کی صورت میں کسی دستاویز کی رجسٹری نہیں روکی جا سکتی ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت محولہ بالا "ب" میں متذکرہ ٹیکس کی عدم ادائیگی کے تدارک کے لئے رجسٹریشن ایکٹ اور ویسٹ پاکستان میونسپل کمیٹیز ٹیکس بر منتقلی غیر منقولہ جائیداد مجریہ 1969ء میں باہمی ربط پیدا کرنے کے لئے کوئی اقدامات کرنے کو تیار ہے ؟

اگر اس سلسلہ میں محکمہ مال کو کوئی باقاعدہ تجویز بجھوائی جائے تو اس پر غور کیا جا سکتا ہے ۔

ضمنی سوالات

شیخ غلام حسین ۔ جناب صدر یہ صرف راولپنڈی کارپوریشن کا مسئلہ ہی نہیں بلکہ پنجاب کی دوسری کارپوریشنوں اور میونسپل کمیٹیز کا بھی مسئلہ

ہے ۔ اس وقت جو رجسٹریشن ایکٹ ہے اس کے اندر اس قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے کہ جب کوئی شخص رجسٹری کرانا چاہے تو میونسپل کارپوریشن کو ڈیڑھ فیصد فیس ادا کرے ۔ ہو یہ رہا ہے کہ شہروں کی 90 فیصد رجسٹریاں بغیر ٹیکس ادا کئے بغیر ہو رہی ہیں جب ہم مقامی انتظامیہ سے رابطہ پیدا کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ رجسٹریشن ایکٹ میں ایسی کوئی پابندی نہیں اور اُن کا یہ ارشاد درست ہے ۔ جب ہم میونسپل کارپوریشن کی طرف سے گرانٹس کے لئے درخواست کرتے ہیں تو حکومت پنجاب کا یہ کہنا درست ہے کہ جب لوکل باڈیز کو پراپرٹی ٹیکس وصول کرنے کا اختیار ہے تو گرانٹ لینے کی ضرورت نہیں ہے چنانچہ وہ تمام ٹیکس وصول کریں ۔

تو اب میری یہ درخواست ہے کہ جب ہمیں ٹیکس وصول کرنے کا اختیار ہے تو متعلقہ ایکٹ میں یہ ترمیم کر دی جائے جب تک یہ لازم قرار نہ دیا جائے کہ رجسٹرار یا سب رجسٹرار کوئی رجسٹری اس وقت تک نہیں کرے گا جب تک پراپرٹی کا فروخت کنندہ میونسپل کارپوریشن کا ٹیکس ادا نہیں کرتا جب تک ایسا نہیں ہو گا اس وقت تک یہ ٹیکسوں کی چوری بند نہیں ہو سکے گی ۔ جناب والا اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی بیٹھا ہو اور اس کے سامنے سے کوئی اور آدمی ایک چیز اٹھا کر لے جائے لیکن وہ قانونی طور پر اسے منع کرنے کا اختیار نہ رکھتا ہو ۔ اس معاملے میں ہماری یہی کیفیت ہے ۔ ہمیں کونسا پتا ہوتا ہے کہ فلاں سب رجسٹرار صاحب بغیر ہماری فیس ادا کئے رجسٹری کر رہے ہیں ۔ ہم قانوناً اس میں مداخلت نہیں کر سکتے ۔ اس لئے میں جناب وزیر مال سے درخواست کرونگا کہ پورے پنجاب میں اس قانون میں ترمیم کی جائے تاکہ ہمیں جو ٹیکس کے حصول میں دشواری ہے اس کا سد باب ہو سکے ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری ۔ جناب والا ۔ میں معزز رکن

کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ مسئلہ اتنا آسان نہیں ہے جتنا کہ وہ سمجھ رہے ہیں ۔ میں اس سلسلے میں ان سے یہ عرض کروں گا کہ بہتر ہو گا کہ وہ اس مسئلے کو متعلقہ سبجیکٹ کمیٹی کے احاطہ کار میں لائیں اور وہاں اس مسئلہ پر اپنی تجویز پیش کریں ۔ جہاں تک میری ناقص عقل اور علم کا تعلق ہے میں یہ کہوں گا کہ شائد یہ ممکن نہیں ہو گا ۔ کیونکہ اس میں آئینی پیچیدگیاں آجائیگی ۔ شائد یہ آئینی طور پر ممکن نہیں ہے ۔ کہ ہم رجسٹریشن ایکٹ میں ترمیم کر سکیں ۔ بہر حال میں یہ گذارش کروں گا کہ آپ اس مسئلہ کو سبجیکٹ کمیٹی میں لے جائیں اور اس پر غور و خوض فرمائیں اس ضمن میں محکمہ قانون سے بھی رائے معلوم کریں ۔

وزیر مواصلات ۔ (میاں صلاح الدین) ۔ پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا ۔ لاہور میں تو ابھی کوئی آدمی رجسٹری نہیں کروا سکتا جب تک وہ کارپوریشن کے ٹیکس کے کاغذات داخل نہیں کرواتا ۔

وزیر بحالیات و آباد کاری ۔ جناب والا رجسٹری کروا سکتے ہیں ۔ ہماری طرف سے ایسی کوئی ہدایت ان کو جاری نہیں کی گئی اور کوئی آدمی اس کا پابند نہیں ہے ۔

میاں مجید اکبر فاروقی ۔ (چیئرمین میونسپل کمیٹی گجرات) جناب والا ۔ تمام چیئرمین حضرات کو لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے اس سلسے میں سرکلر گئے ہوئے ہیں جب میونسپلٹیز نے رجسٹریشن ٹیکس لینا ہے تو وہ سارے پنجاب میں یونیفارم ہونا چاہیے ۔ انہوں نے اڑھائی فیصد مقرر کیا ہے ۔ اگر اس میں کوئی قانونی ممانعت ہے تو پھر یہ لوکل گورنمنٹ ہمیں اس قسم کی ہدایات کیوں بھیجتی ہے کہ آپ اڑھائی فیصد رجسٹریشن ٹیکس لیں ۔

وزیر بحالیات و آباد کاری ۔ وہ اور بات ہے ۔ وہ آپ کو مجبور نہیں کر سکتے ۔ وہ تو انہوں نے ایک طریقہ کار وضع کیا ہے ۔

اور جو ٹیکس عائد کیا ہے اس حساب سے آپ کو ہدایات دے دی گئی ہیں کہ آپ ٹیکس وصول کریں لیکن آپ اس کے تحت کسی فریق کو پابند نہیں کر سکتے کہ وہ سب سے پہلے ٹیکس ادا کرے اور پھر اس کی رجسٹری کروائے یا جو معاہدہ ہے اس کی تکمیل کرے ۔

چوہدری محمد صدیق سالار - (ڈپٹی لیڈر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ اس پر بحث نہ کریں کیونکہ کارپوریشن ٹیکس لے رہی ہے اور لوگ ٹیکس دے رہے ہیں اگر قانون کی وضاحت کی گئی تو پھر وہی بات آئے گی یوسوس فی صدورالناس ۔ من الجنۃ والناس شیطان لوگوں کو روکے گا اور وہ ٹیکس ادا نہیں کریں گے - چونکہ یہ پریکٹس جاری ہے اور ہمیں ٹیکس مل رہے ہیں - اور بھی جو بہتر آپ کر سکتے ہیں کریں ۔

MR KHAQAN BABAR : Sir I think if there is no legislation then this tax is illeegal and ultra-vires.

شیخ غلام حسین - جناب والا جیسا کہ بتایا گیا ہے فیصل آباد یا لاہور میں کمشنر صاحبان نے مقامی طور پر ایسا بندوبست کیا ہوا ہے کہ وہاں ٹیکس وصول ہو رہے ہیں، تو میں اپنے رجسٹرار کو ابھی بتا درخواست کروں گا کیونکہ رجسٹرار اور سب رجسٹرار مقامی انتظامیہ کے اندر ہیں ۔

جناب گورنر - دیکھئے - آپنے یہ سوال اٹھایا ہے اب ہم اس کو سبجیکٹ کمیٹی میں لے جائیں گے - لاء والے اس کو دیکھ لیں گے اور جو مناسب ہو گا وہ کرینگے - اس کی (implications) کیا ہیں وہ بھی ہم دیکھیں گے - آپ نے پوائنٹ اٹھایا اور وہ نوٹ ہو گیا - اب اس پر آگے چلیں گے ۔

شیخ غلام حسین - جناب والا یہ بتایا گیا ہے کہ لاہور اور سرگودھا ڈویژن میں ٹیکس وصول ہو رہے ہیں ۔

جناب گورنر - شیخ صاحب - آپ بھی ہمت کریں یہ تو کر لیتے ہیں - اب آپ چاہتے ہیں کہ ہر چیز پلیٹ میں رکھ کر آپ کو کھلائی جائے یہ تو نہیں ہو سکتا اگر خود ہمت کریں تو کوئی تکلیف نہیں ہوتی -

جناب گورنر - اگلا سوال -

40 - پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ میں خالی آسامیوں کو پر کرنا

بیگم نزہت مسعود صادق - (چیئر مین پاکستان ریڈ کریسنٹ لاہور) کیا سیکرٹری محکمہ مالیات ازراہ کرم وضاحت فرمائیں گے -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبائی اسمبلی کا عملہ آجکل صوبائی کونسل پنجاب کے سیکرٹریٹ کے طور پر اپنی خدمات سر انجام دے رہا ہے - اور سیکرٹریٹ ھذا میں چند آسامیاں ابھی تک خالی پڑی ہیں -

وزیر مالیات - (جناب محمد نواز شریف) جی - ہاں تاہم محکمہ مالیات کو معلوم نہیں کہ اسمبلی سیکرٹریٹ میں کونسی آسامیاں خالی پڑی ہیں - جی ہاں -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ کونسل کی سبجیکٹ کمیٹیوں اور ایڈھاک پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے اجلاس ہوتے رہتے ہیں - اور عملہ کی کمی کی وجہ سے سیکرٹریٹ ھذا کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے -

تاہم محکمہ مالیات اس امر سے باخبر نہیں ہے - عملہ کی کمی کی وجہ سے سیکرٹریٹ ھذا کو کسی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ محکمہ مالیات کے علم میں یہ بات کبھی نہیں لائی گئی -

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے جن

سیکرٹریٹ ھذا نے متعدد بار محکمہ مالیات سے استدعا کی ہے۔ کہ خالی آسامیاں جو کہ بجٹ میں منظور شدہ ہیں۔ پر کرنے کی اجازت دی جائے۔ مگر ابھی تک ایسا نہیں کیا گیا۔	آسامیوں کو پر کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔ محکمہ مالیات ان آسامیوں کو پر کرنے کی اجازت دے چکا ہے۔ تاہم پی۔ اے ٹو سپیکر (P.A to Speaker) اور ایڈیٹر آف ڈیبٹ (Editor of Debates) کی اسامیوں کو پر کرنے کی اجازت نہیں دی ہے۔ کیونکہ سپیکر کا عہدہ آجکل خالی ہے۔ اور ایڈیٹر آف ڈیبٹ (Editor of Debats) کی اسامی ختم کر دی گئی ہے۔
(د) کیا یہ بھی حقیت ہے کہ مذکورہ خالی آسامیوں کو پر کرنے کی منظوری دینے سے خزانہ پر اضافی بوجھ نہیں پڑتا۔	اگرچہ خالی اسامیوں کیلئے بجٹ میں رقم مختص ہوتی ہے۔ اور یہ حقیقت ہے۔ کہ خالی آسامیاں پر نہ کرنے سے خزانہ پر اضافی بوجھ تو نہیں پڑتا لیکن بچت ضرور ہوتی ہے۔
(ر) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ موجودہ مالی سال میں مذکورہ سیکرٹریٹ میں ایک ڈپٹی سیکرٹری اور دو اسسٹنٹ سیکرٹریوں کی خالی آسامیاں پر کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔	اسمبلی کی طرف سے ماہ جون 1980ء میں صرف ایک اسسٹنٹ سیکرٹری کی آسامی کو پر کرنے کی درخواست کی گئی۔ جسے محکمہ مالیات نے منظور کر لیا تھا۔
(و) اگر جزو ہائے بالا کا جواب	محکمہ مالیات کے حال ہی میں

اثبات میں ہے ۔ تو کیا محکمہ مالیات مذکورہ سیکرٹریٹ کی باقی ماندہ آسامیاں از قسم مہتمم اور مدد گار وغیرہ پر کرنے کی اجازت دینے کو تیار ہے ۔ اگر ایسا ہے ۔ تو کب تک ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ۔

مالی خاکروب اور فراش کی آسامیاں پر کرنے کی اجازت دے دی ہے ۔

کوئی ضمنی سوال نہ ہوا

22 ۔ طالب والا پتن پر پل کی تعمیر

چوہدری انور علی چیمہ (وائس چیئرمین ضلع کونسل سرگودھا) کیا سیکرٹری مواصلات، تعمیرات از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ بمقام میانوالی ضلع سرگودھا کے عوام کا مطالبہ کہ دریائے چناب پر بمقام طالب والا پل بنایا جائے ۔ جناب گورنر نے اصولی طور پر تسلیم کر لیا تھا اور ساتھ ہی فرمایا تھا کہ اس پل کے لئے لاہور واپس جا کر فنڈز مہیا کئے جائیں گے ۔ کیا اس بارے میں کوئی پیش رفت ہوئی ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں صلاح الدین) ۔ اس پل کا تخمینہ و متعلقہ کاغذات منصوبہ بندی حکومت پاکستان کی وزارت مواصلات کو بتاریخ 22 جنوری 1981ء ارسال کر دیئے گئے تھے ۔ حکومت پنجاب کے مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے حکومت پاکستان نے اس پل کی تعمیر کے لئے مطلوبہ رقم فراہم کرنے کا وعدہ بھی کیا تھا ۔ لیکن ابھی تک یہ منصوبہ ترقیاتی پروگرام میں شامل نہیں ہو سکا ۔ لیکن اب بھی اعلیٰ سطح پر کوششیں بدستور جاری ہیں ۔ امید ہے یہ منصوبہ اس سال نہیں تو انشاءاللہ اگلے مالی سال (یعنی 1982-83ء) میں شامل کر لیا جائے گا ۔

وزیر مواصلات ۔ جناب والا ۔ یہ ہیں سوالات نمبر 58 ، 2 ، 22, اور 73 ۔

(سوال نمبر 22 کا تحریری جواب پڑھا گیا)

ضمنی سوالات

چوہدری انور علی چیمہ - جناب والا - گورنر پنجاب نے میانوالی کے مقام پر یہ فرمایا تھا کہ "ہمارے پاس شاید funds میسر نہ ہوں - اور funds کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اور جوں ہی وہ مل جائیں گے پل کا کام شروع ہو جائے گا -" چنانچہ فنڈز کے متعلق آپ سے میری یہ عرض ہے کہ آیا اس مقصد کے لئے فنڈز کا کوئی انتظام ہوا ہے یا نہیں ؟

جناب گورنر - وہ فنڈ کم ہو گیا ہے -

مسٹر محمد انور چیمہ - جی اچھا -

جناب گورنر - اصل میں ہماری treasury کی جو collection ہے اس میں یہ مد تو موجود ہے - اس کے بعد میرا یہ خیال تھا کہ اس مقصد کے لئے ہمارے پاس فنڈز دستیاب ہو سکیں گے - تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ حقیقت میں ایسا فنڈ نہیں ہے -

وزیر مواصلات (میاں صلاح الدین) - جناب والا - یہ تو وہی ہوا جیسے فارسی میں ہے "ہر چیز کہ درکان نمک رفت نمک شد -"

27 - شاہراہ لاہور تا ملتان کی تعمیر و توسیع

سردار محمد عظیم خان سدوزئی (صدر شہید برادرز ایسوسی ایشن ملتان) - کیا سیکرٹری مواصلات و تعمیرات از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ شاہراہ لاہور تا ملتان کی تعمیر کب ہو گی اور اس کا منصوبہ کیا ہے - اور اس کو کتنا چوڑا کیا جائے گا کیا اس کی سیدھائی کی جائے گی - اور کتنے عرصہ میں مکمل ہونے کا امکان ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں صلاح الدین) - یہ قومی شاہراہ نیشنل ہائی وے بورڈ - وزارت مواصلات حکومت پاکستان

کے زیر تحویل ہے - جو کہ اس کی عام دیکھ بھال کے لئے حکومت پنجاب کو رقم مہیا کرتی ہے - لیکن اس شاہراہ کی تعمیر نو نیشنل ہائی وے بورڈ خود اپنی نگرانی میں کروا رہا ہے - اس نے ٹنڈر منظور کر کے تعمیر کا ٹھیکہ بھی سعداللہ خان اینڈ کمپنی ٹھیکیدار کو دے دیا ہے - ٹھیکیدار نے پتوکی کے قریب اپنا کیمپ کچھ عرصہ سے لگایا ہوا ہے - جہاں اس کی مشینری اور سڑک کا مٹیریل - لک وغیرہ جمع کر دیئے گئے ہیں اور سردست متبادل راستہ (DIVERSION ROAD) کی تعمیر کا کام ۳ کلومیٹر کے لگ بھگ مانگا اور پتوکی کے قریب پچھلے چند ماہ سے شروع کیا گیا ہے - اس کے علاوہ دو تین ماہ ہوئے اصل سڑک پر مٹی ڈالنے کا کام بھی تقریباً نصف کلومیٹر کے قریب ان دو مقامات پر ہو رہا ہے - منظور شدہ منصوبے کے مطابق موجودہ سڑک کو اکھاڑ کر اسے از سرنو سطح زمین سے 2.5 فٹ اونچائی پر مظبوط بنیادوں پر تعمیر کرنا ہے - کیونکہ موجودہ حالت میں یہ بھاری ٹریفک برداشت کرنے کے قابل نہیں ہے - نئی سڑک کا گولہ ایک فٹ آٹھ انچ موٹی مختلف تہوں پر مشتمل ہو گا - تعمیر شدہ سڑک کل 37.3 فٹ چوڑی ہو گی - جس میں 24 فٹ پختہ گولہ ہو گا اور 6.5 فٹ غیر پختہ پشتے سڑک کے دونوں طرف ہوں گے - شاہراہ کی اس طرح تعمیر سے دو طرفہ ٹریفک بے خطر گزر سکے گی - جہاں غیر مناسب موڑ ہیں وہاں پر اس کو درست کیا جائے گا - اس منصوبے کی تعمیر 86.25 میلوں پر مشتمل ہے - منظور شدہ پروگرام کے مطابق اس سارے کام کو تین سال میں مکمل ہونا ہے - لیکن اس کا صحیح اندازہ مالی وسائل اور کام کی رفتاری کو دیکھ کر ہی لگایا جا سکے گا -

وزیر مواصلات و تعمیرات - یہ شاہراہ لاہور تا ملتان کے بارے میں ہے - یہ شاہراہ قومی ہائی وے بورڈ کے زیر تعمیر ہے - یہ 45 کروڑ روپے کا منصوبہ ہے اس میں 86 میل ٹھیک کرنے ہیں - اور تین سال کا ٹھیکہ ہے - کام بہت تھوڑا ہوا ہے - صرف Diversion تعمیر ہوئی ہے

اور بارشوں کی وجہ سے زیادہ کا بڑ ہولی ہے اور بدقسمتی سے ٹھیکیدار بھی مر گیا ہے ۔ پچھلی ہائی وے کی میٹنگ پر یہ نکتہ زیر غور آیا کہ نیشنل ہائی وے کی جلد تعمیر کے لیے اس کمپنی پر دباؤ ڈال کر کام لیں کیوں کہ اس نے mobilization کے لیے 6 کروڑ روپے کے لگ بھگ لیا ہوا ہے ۔ اگر یہ کمپنی فیل ہو گی تو پھر وہ پنجاب گورنمنٹ کی طرف رجوع کریں گے ۔

جناب محمد بشارت راجہ ۔ (چیئرمین ضلع کونسل ، راولپنڈی) جناب والا ۔ فاضل وزیر نے اپنے جواب میں فرمایا کہ یہ سڑک ضلع کونسل راولپنڈی کی ملکیت ہے۔ کیا جناب وزیر اس سڑک کا نام بتا سکتے ہیں۔ تاکہ ڈسٹرکٹ کونسل اس سڑک کو اپنی ملکیت میں لے لے ۔

وزیر مواصلات ۔ یہاں تو اس سڑک کا نام نہیں لکھا ہوا ۔

ضمنی سوالات

سردار محمد عظیم خان سدوزئی ۔ جناب والا ۔ یہ جواب تو مجھے تین ماہ قبل ملا تھا ۔ میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اب صورت حال کیا ہے ۔ آیا کوئی مزید پیش رفت ہوئی ہے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ جناب یہ ٹھیکہ سنٹر نے سعد اللہ خان اینڈ کمپنی ٹھیکیدار کو دیا تھا ۔ اور باقاعدہ negotiation کر کے دیا تھا ۔ اور اس پر 38 . 52 روپے per mile لاگت کا تخمینہ ہے ۔ اور اس میں ہمارا یعنی صوبائی حکومت کا بالکل کوئی قصور نہیں ہے ۔ اور اس میں صورت حال یہ ہے کہ ٹھیکیدار گزشتہ دو ماہ سے فوت ہو گیا ہے ۔ اور اس طرح سے کچھ دیگر مشکلات بھی ہیں ۔ یہ ایسی کچھ چیزیں جو کہ وفاقی حکومت والے اپنے ذمہ لے لیتے ہیں ۔ اور اس سے ہماری صوبائی حکومت کا قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے ۔ یہ تو وفاقی منسٹر ادارہ مواصلات و تعمیرات ہی بہتر طور پر بتا سکتے ہیں کہ سڑک کب

مکمل ہو گی ۔ ہمیں بڑی مشکل پیش آتی ہے کہ کام سینٹرل گورنمنٹ خود کروا رہی ہوتی ہے اور اس کے لئے ہمیں جواب دہ ہونا پڑتا ہے ۔ یہ تو بڑی مشکل ہے ۔ ایک تو ایسے ہوتا ہے کہ جس rates پر وہ ٹھیکہ منظور کریں ان کی اپنی مرضی ہوتی ہے صوبائی حکومت کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے اس بارے میں لوگ سوالات ہم سے کرتے ہیں یہ سوالات آپ وفاقی وزیر سے کیا کریں کہ کب تک یہ کام مکمل ہو گا ۔ اس بارے میں تو میں خود بھی بڑا پریشان ہوں ۔

سردار محمد عظیم خان مدوزئی ۔ جناب والا ۔ وزیر موصوف سوال کو سمجھنے کی کوشش کریں ۔ میں صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ آج سے تین ماہ قبل جب میں نے یہ سوال کیا تھا ۔ اس وقت بھی سمجھ کر ہی جواب ملا تھا ۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی اب موجودہ صورت حال کیا ہے ۔ آیا اس کام میں مزید کوئی پیش رفت ہوئی ہے سڑک کا کچھ مزید کام بھی ہوا ہے یا وہ کام جو آج سے تین ماہ قبل جہاں تھا ، وہیں ہے ۔ مجھے صرف یہ بتائیں کہ تین ماہ میں کوئی کام ہوا ہے یا نہ ۔

Is there any progress in the work

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ جناب والا ۔ اس سلسلہ میں میں یہ گزارش کروں گا ۔ کہ گزشتہ دنوں جو بارشیں ہوئی ہیں ۔ اس سے سڑک کی بہت خراب ہو گئی ہیں اس پر جو بجری وغیرہ ڈالی گئی تھی ۔ وہ تمام کی تمام بہہ گئی ہے ۔ کیوں کہ بارشیں بہت زیادہ ہوئی ہیں ۔ اور دوسرا یہ کہ اس سلسلہ میں جو متبادل راستہ بنایا گیا تھا وہ بھی بارش کی وجہ سے خراب ہو گیا ہے ۔ تو اب دوبارہ اس متبادل راستہ کو ٹھیک کر دیا گیا ہے تاکہ وہاں متبادل راستہ سے ٹریفک گزر سکے اور اس سلسلہ میں بھی اگر ذرا بھی موقع ملا تو یہ سڑکیں دوبارہ بننی شروع ہو جائیں گی اور ان پر دوبارہ کام شروع ہو جائے گا ۔

سردار محمد عظیم خان سدوزئی - جناب والا مرکزی حکومت کو آپ کہیں -

سیکرٹری مواصلات و تعمیرات - (سید سبط الحسن شاہ) جناب والا میں ہائی وے بورڈ کا ایکس آفیشو (Ex-officio) ممبر ہوں ابھی چند دن ہوئے میٹنگ ہوئی تھی اور اس میں یہ مسئلہ زیر بحث آیا تھا کہ سڑک کی تعمیر کی رفتار بہت سست ہے صرف دو جگہ پر آدھا آدھا کلو میٹر مٹی ڈالی گئی ہے اور جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ بارشوں میں وہ بھی خراب ہو گئی ہے اور سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ ایبد اللہ صاحب جو ٹھیکیدار ہیں وہ فوت ہو گئے ہیں - اب ہائی وے بورڈ اس کو ازسر نو تعمیر کروانے کی کوشش کر رہا ہے - اگر خدا نخواستہ ٹھیکیدار اس کام میں نہ چل سکا تو وہ رقم جو مشینری کے لئے پیشگی دی گئی ہے گورنمنٹ اس کو واپس لے لے گی اور پھر اپنے وسائل سے کام کرے گی اور ہو سکتا ہے کہ اس کام کا کچھ حصہ پنجاب گورنمنٹ کو دے دیا جائے اور ہم بطور ایجنٹ کام کریں گے - ہائی وے بورڈ مرکزی حکومت کے کنٹرول میں ہے -

سردار محمد عظیم خان سدوزئی - جناب والا یہ بہت اہم سڑک ہے جس طرح راولپنڈی لاہور روڈ کو مکمل کیا گیا ہے اسے بھی کیا جائے کیونکہ روز کا آنا جانا ہے -

وزیر مواصلات و تعمیرات - جناب والا یہ تو مرکزی حکومت نے کرنا ہے -

سردار محمد عظیم خان سدوزئی - تو آپ ان سے عرض کریں -

58 - بھونکاں پتن پر پختہ پل کی تعمیر

رانا جاوید اقبال (چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاولنگر) کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

کیا ضلع بہاولنگر میں بھونکاں پتن کے مقام پر دریائے ستلج پر پختہ پل

تعمیر کرنے کا منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے ۔ اگر ایسا ہے ۔ تو کیا حکومت مذکورہ منصوبے کو آئندہ سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ ضلع بہاولنگر میں بھولگاں پتن کے مقام پر دریائے ستلج پر پختہ پل تعمیر کرنے کا منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے چونکہ موجودہ مالی سال کا ترقیاتی پروگرام طے ہو چکا ہے ۔ لہذا اس منصوبہ پر عمل درآمد اس کے بعد ہی ہو سکے گا ۔ تاہم حکومت کو اس منصوبہ کی افادیت کا پورا پورا احساس ہے ۔

73 - میانوالی میں خانسر تاگوہر والا سڑک کی تعمیر

ملک امان اللہ ۔ (چیئرمین ضلع کونسل میانوالی) ۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع کونسل میانوالی نے خانسر تاگوہر والا ، 16 میل لمبی سڑک ، جو کہ موضع لواں کیھو سے شروع ہوتا تھی ، کی تعمیر کی منظوری دی جا چکی ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ محمود والا ۔ ایم ۔ ایم روڈ تا لواں کیسو 8 میل سڑک ، پہلے ہی دیہی ترقیاتی پروگرام کے تحت زیر تعمیر ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ ہائی وے محولہ بالا (الف) میں مذکورہ سڑک کے برعکس خانسر چوک سے گوہر والا ایک نئے روٹ پر ایک نئی سڑک کی تعمیر کا منصوبہ بنا رہا ہے ۔ جس پر کوئی آبادی نہیں ہے اور اس سڑک کی تعمیر سے محولہ بالا (ب) میں متذکرہ زیر تعمیر سڑک پر جو 40 لاکھ کی خطیر رقم پہلے ہی خرچ ہو چکی ہے ۔ ضائع ہو جائے گی ۔

(د) اگر جزهائے بالا کا جواب اثبات میں ہے ۔ تو کیا حکومت نئی مجوزہ سڑک کی تعمیر کے منصوبے کو ترک کرکے جزو (الف) میں درج سڑک تعمیر کرنے کو تیار ہے ۔ اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی کیا وجوہ ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔

(الف) ضلع کونسل کی سفارش پر خالسر تا گوهر والا سڑک منظور کی گئی تھی ۔ اس میں کسی موضع کا ذکر نہیں تھا کہ کہاں سے اسے شروع ہونا تھا ۔ البتہ سڑک کے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے خالسر سے گوهر والا تک ملانا مقصود تھا اور اس لئے یہ موجودہ چوک سے ہی شروع ہونا تھی ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) یہ درست نہیں ہے ۔ کیونکہ محکمہ شاہرات صرف وہی راستہ اختیار کرے گا ۔ جس کی منظوری حکومت نے دی ہے ۔ یہ معاملہ ایک سے زیادہ دفعہ فنی نقطہ نظر سے بھی دیکھا جا چکا ہے ۔ جس میں مقامی آبادی کی ضروریات کو مدنظر رکھا گیا تھا ۔ جہاں تک پہلی دیہی ترقیاتی سڑک زیر تعمیر کا ذکر ہے ۔ اس محکمہ کو اس بارے میں علم نہیں کہ اس پر اس وقت تک کتنا روپیہ خرچ ہو چکا ہے ۔ اور کل کتنے میل پختہ ہو چکی ہے ۔ البتہ یہ سڑک ملحقہ علاقے کی ضرورت کے لئے ہی بنائی گئی ہو گی ۔ لہذا اس سے متعلقہ آبادی مطلوبہ استفادہ حاصل کرتی رہے گی ۔ بعد ازاں یہ سڑک خالسر تا گوهر والا سڑک تک بھی بڑھائی جا سکتی ہے ۔ تاکہ اور علاقہ بھی اس سے مستفید ہو سکے ۔

(د) سڑک اسی راستے پر تعمیر ہو گی ۔ جس کی منظوری حکومت نے دی ہے ۔

ضمنی سوالات

ملک امان اللہ ۔ جناب والا سوال کے (ب) جزو کے جواب میں "جی ہاں" لکھا ہوا ہے تو جناب والا اگر 8 میل سڑک بن چکی ہے تو پھر گوہر والا تک 8 میل کی ضرورت تھی ۔ 16 میل کی ضرورت نہیں تھی ۔ جناب والا حکومت سے جب بھی کسی مسئلہ پر استدعا کی جاتی ہے تو وسائل کی کمی کا ذکر کیا جاتا ہے ۔میں وزیر موصوف سے استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا ملک بلا مقصد خرچ کا متحمل نہیں ہو سکتا ۔ وزیر موصوف نے خود کہا ہے کہ 40 لاکھ روپے خرچ آچکا ہے ہمیں نہیں معلوم کہ کتنی سڑک تعمیر ہو چکی ہے ۔ ساری لنک روڈز ہیں خالسر سے یہ زیرو پوائنٹ بنانا چاہتے ہیں یا تو ۔ یہ خالسر موضع میں ڈیڑھ میل آگے جائیں محمود والا آتا ہے ۔ وہاں پر ہم زرعی ترقیاتی پروگرام کے تحت 8 میل سڑک ہم بنا چکے ہیں ۔ اگر ہائی وے والے کیمسو سے زیرو پوائنٹ بنائے تو 8 میل آگے جانا پڑتا تھا اسطرح 8 میل کی بچت ہو جاتی اور چالیس لاکھ کی بچت ہو سکتی تھی دوسرا جناب والا انہوں نے جو سڑک بنائی ہے وہ مقامی آبادی کی ضرورت کو مد نظر رکھ کر نہیں بنائی گئی ۔ رونا بھی اسی لئے رویا جا رہا ہے اور سوال بھی اسی سلسلہ میں کیا گیا ہے ۔ جو 8 میل سڑک رورل ڈویلپمنٹ کے تحت بنائی گئی ہے ۔ وہ وہاں کی آبادی کے مطابق ہے وہاں پر ایک ایسا روٹ تھا جہاں پر بسیں کچی سڑک پر چلتی تھیں تو وہ ہم نے بنائی تھی اگر حکومت نوان کیمسو سے گوہر والا تک زیرو پوائنٹ تک بنائے جو حکومت کی منشاء تھی تو لور پور سے سرگودھا تک ڈویژن کی سطح پر لنک ہو جاتی ۔ میانوالی کی آبادی کے جذبات کو مد نظر نہیں رکھا گیا ۔ جو خالسر سے گوہر والا تک آپ سڑک بنانا چاہتے ہیں وہاں پر کوئی آبادی نہیں ہے صرف ایک بستی ہے جو سارے سولہ میل میں آتی ہے ایک طرف خالسر سے آپ سڑک بنا رہے ہیں دوسری

طرف ہم ڈیڑھ میل کے فاصلے سے گوہر والا سے معموہ والا تک بنانا چاہتے ہیں ۔ کیا یہ ملک اسی چیز کا متحمل ہو سکتا ہے کہ ہم متوازی سڑکیں بنالیں ؟ ۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم لنک کریں گے ایڈیشنل سڑک انہوں نے بتائی ہے کس طرح یہ لنک کریں گے ۔ 16 میل مزید ان کو دینے پڑیں گے ۔ کس طرح ممکن ہے کہ متوازی سڑکیں بنتی جائیں اور پھر جناب والا کونسل کا ممبر میں بھی معموہ والا سے گوہر والا لنک سڑک بنانے کے حق میں ہے ۔ خانسر کا چیئرمین بھی اسی کے حق میں ہے گوہر والا کا چیئرمین بھی اس کے حق میں ہے ۔ کونسلوں کے چیئرمین اور ڈپٹی کمشنر بھی اس کے حق میں ہیں ۔ کس طرح سے ہو گا جب کہ حالات کا ان کو پتہ بھی ہے ۔

ہوتا ہوئی پتہ یہ حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے لوگ تو ہمیں جانیں ہیں

جناب گورنر ۔ سیکرٹری مواصلات تشریف رکھتے ہیں ۔ ؟

سیکرٹری مواصلات و تعمیرات ۔ جناب والا آپ کو یاد ہو گا جھنگ میں آپ تشریف فرما تھے تو رورل روڈز پر پروگرام منظور کیا گیا تھا اور بھکر سے خانسر تک ایک سڑک جاتی ہے جو خانسر مظفر گڑھ میانوالی روڈ پر واقع ہے آپ نے فرمایا تھا کہ اس کو سیدھا کر دیا جائے آپ نے کہا تھا سیدھی بہتر رہے گی ۔

جناب گورنر ۔ جب ہم دوبارہ غور کر رہے تھے تو کیا ہم نے اس کو readjust نہیں کر لیا تھا ۔

ملک امان اللہ (میانوالی) ۔ جناب والا ۔ یہ نہیں ہوا ہے اور جناب کے ذمہ ایسے ہی لگا دیا گیا ہے ۔

جناب گورنر ۔ نہیں وہ کوئی بات نہیں ۔

ملک امان اللہ (میانوالی) - ایس - ای صاحب اور ان کی خواہش تھی کہ ہم کو آٹھ میل آگے جا کر زیرو پوائنٹ کھولنا پڑے گا - میں محکمے والوں کی نیت پر تو شبہ نہیں کر سکتا - اصل میں بات یوں معلوم ہوتی ہے کہ انہوں نے اپنی سہولت کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات جناب کے ذمہ لگائی گئی ہے - جھنگ میں کس سے بات ہوئی - جب مسئلہ جناب میانوالی کا ہے تو حق تو یہ تھا کہ وہاں کے چیئرمین سے پوچھا جاتا - ڈپٹی کمشنر سے پوچھا جاتا تو جناب والا - میں عرض کروں گا کہ انہوں نے اس سلسلے میں جو کچھ کہا ہے غلط کہا ہے -

جناب گورنر - نہیں - دیکھیئے - آپ نے ایک پوائنٹ بتا دیا ہے - اس کی details ہم اب نقشے پر دیکھ لیں گے - آپ یہاں ہیں اور آپ سے مشورہ کر کے اگر readjustment کی ضرورت ہوئی تو کر دیں گے ایسی تو کوئی بات نہیں - آپ نے اپنا پوائنٹ دے دیا -

وزیر محنت (ملک اللہ یار خان) - سوال نمبر 47 - جناب اشفاق شاهد صاحب - (فاضل ممبر ایوان میں موجود نہیں تھے) -

وزیر محنت - سوال نمبر 47 - الف - جناب اشفاق شاهد - (فاضل ممبر ایوان میں موجود نہیں تھے) -

61 - غیر ہنر مند مزدوروں کی اجرت پر نظر ثانی

جناب صالح محمد نیازی (صدر لیبر یونینز سرگودھا) - کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تین سال پہلے چیئرمین مینیمم ویجز بورڈ پنجاب نے ، پنجاب شوگر ملوں ، ٹیکسٹائل ملوں اور ٹرانسپورٹ ورکروں اور غیر ہنر مند مزدوروں کی اجرتوں پر غور کرنے اور ان میں مناسب اضافہ کی تجویز سیکرٹری محکمہ محنت پنجاب کو بھیجی تھی مگر آج تک مذکورہ

بالا تجویز کے خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہوئے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت محنت کش مزدوروں کی پریشانی کے مد نظر مذکورہ تجویز سے اتفاق کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں۔

وزیر محنت (ملک اللہ یار خان)۔ یہ درست نہیں کہ چیئرمین کم از کم اجرت بورڈ نے تین سال پہلے مذکورہ بالا صنعتوں سے وابستہ کارکنوں کی اجرتوں، کے تعین کے لئے حکومت کو اپنی سفارشات منظوری کے لئے بھیجی تھیں۔ فی الحقیقت صورتحال درج ذیل ہے۔

(۱) شوگر انڈسٹری۔

اس صنعت سے وابستہ کارکنان کی کم سے کم اجرتوں کے تعین کے بارے میں بورڈ کی سفارشات مورخہ 16 دسمبر 1981ء کو حکومت پنجاب محکمہ محنت کو منظوری کے لئے موصول ہوئی تھیں۔ مگر ان سفارشات پر پاکستان شوگر ملز ایسوسی ایشن لاہور نے اعتراضات پیش کئے تھے۔ جس پر وزارت محنت کی وساطت سے وزارت خوراک کی ماہرانہ رائے طلب کی گئی ہے۔ جو ابھی موصول نہیں ہوئی۔ رائے جونہی موصول ہو گی اس معاملہ پر ترجیحی بنیادوں پر مزید کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(۲) کاٹن ٹیکسٹائل۔

حکومت پنجاب محکمہ محنت نے بورڈ کی سفارشات پر اس صنعت سے وابستہ کارکنان کی کم سے کم اجرتیں فروری 1979ء میں مقرر کی تھیں سابق گورنر پنجاب کے دورہ فیصل آباد مورخہ 11 جولائی 1979ء کے دوران ٹیکسٹائل ملز مالکان نے درخواست کی کہ مقرر کردہ تنخواہوں میں کارکنان کی جو درجہ بندی کی گئی ہے اس میں کچھ خامیاں ہیں اور ان کا ازالہ ضروری ہے۔ لہذا گورنر پنجاب کی ہدایات چیئرمین اجرت بورڈ کو مناسب کارروائی

کے لئے بھیج دی گئیں ۔ اجرت بورڈ نے ان ھدایات پر عمل کرتے ھوئے اپنی نظرثانی شدہ سفارشات کا مسودہ سرکاری گزٹ میں برائے طلبی اعتراضات و تجاویز کو شائع کر دیا ھے ۔ بورڈ نے اپنی سفارشات کو ابھی حتمی شکل نہیں دی اور اس ضمن میں دوسرے صوبوں سے بھی رابطہ قائم کئے ہوئے ہے ۔ توقع ھے بورڈ اپنی سفارشات عنقریب مکمل کر لے گا ۔

(۳) ٹرانسپورٹ انڈسٹری ۔

اجرت بورڈ نے اپنی سفارشات حکومت پنجاب محکمہ محنت کو مورخہ 5 اگست 1978ء کو برائے منظوری و اشاعت ارسال کی تھیں ۔ ان سفارشات میں ڈرائیوروں ، کنڈکٹروں ، چھکروں اور کلینروں کے لئے رائج شدہ کمیشن سسٹم کو ختم کرنے کی تجویز کی گئی تھی ۔ ان سفارشات پر محکمہ ٹرانسپورٹ پنجاب ، وزارت مواصلات و دیگر صوبوں کی رائے طلب کی گئی تھی اس ضمن میں مورخہ 20 اگست 1980ء کو معتمد محکمہ محنت کی صدارت میں ایک اجلاس ھوا جس میں سوال کنندہ نے درخواست کی کہ مذکورہ سفارشات اجرت بورڈ کو واپس بھیج دی جائیں اور ھدایت کی جائے کہ مہنگائی کو مد نظر رکھتے ہوئے اجرت بورڈ اس پر نظر ثانی کرے ۔ لہذا یہ مسئلہ اب اجرت بورڈ کے زیر غور ہے ۔

(۴) غیر ھنر مند کارکنان کی اجرتوں کا تعین ۔

اجرت بورڈ کی سفارشات پر حکومت پنجاب محکمہ محنت نے غیر ھنر مند کارکنان کی کم سے کم اجرتیں مورخہ 11 مارچ 1979ء کو مقرر کی تھیں اجرت بورڈ نے ان پر نظر ثانی کرتے ہوئے اپنی نظرثانی شدہ سفارشات کا مسودہ سرکاری گزٹ میں برائے طلبی اعتراضات و تجاویز شائع کر دیا ہے ۔ ان سفارشات کو ابھی حتمی شکل نہیں دی گئی اور توقع ھے کہ بورڈ یہ سفارشات عنقریب مکمل کر لے گا ۔

(ب) تفصیل جزو (الف) میں بیان کر دی گئی ھے ۔

ضمنی سوالات

مسٹر صالح محمد نیازی - جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ قانون کے مطابق تین سال کے اندر اندر Minimum Wages Board کو اختیار حاصل ہے کہ وہ ہر صنعت پر غور کرے اور ورکروں کی اجرتوں کا کم سے کم تعین کرے لیکن ہمارے پنجاب کا اجرت بورڈ آٹھ ۔ آٹھ اور نو ۔ نو - سال سے کسی بھی صنعت کا حتمی فیصلہ نہیں کر سکا اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ایک تو جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ Minimum Wages Board ایک ایکٹ ہے اور ہمیں اس ایکٹ کے ساتھ ساتھ چلنا چلنا چاہیے مگر اس ایکٹ کے ساتھ وہ ادارہ نہیں چلتا ہے تو جناب والا میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس کے لیے کوئی اور قانون بنایا جائے۔ جناب نے بار بار یہ ذکر کیا ہے کہ دوسرے صوبوں سے پوچھا جا رہا ہے کہ آیا انہیں کیا فرق پڑتا ہے تو جناب والا ۔ Minimum Wages Board ایکٹ میں یہ نہیں لکھا ہوا ہے کہ دوسرے صوبوں سے مشورہ کیا جائے یہ محض ہم مزدوروں کے بڑی مہنگائی کی وجہ سے قانونی fight کرتے ہیں اور مزدوروں کو جائز تنخواہیں بڑھانے کے عمل کو روکنے کی سازش ہے اور کہا جاتا ہے کہ ہم بلوچستان سے اچھے رہے ہیں تو جناب اس ضمن میں میں عرض کرتا ہوں کہ بلوچستان کا پنجاب سے کیا واسطہ ہے یہ جناب والا ۔ صنعت کے اندر سالوں سے بات آ رہی ہے کہ دس پندرہ روپے کا سندھ اور پنجاب کا فرق ہوتا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اور جناب Minimum Wages Board کا دو سال سے قصہ چلا آ رہا ہے آپ ہمیں ہڑتال کا حق نہیں دیتے اگر آپ ہڑتال کا آج حق دیدیں تو ہم کل شام تک گھر بیٹھ کر سارے مسئلے حل کرالیں ۔ اسی طریقہ سے اب حادثات کی بات آ گئی ہے ہم بار بار کہتے ہیں کہ سڑکوں کو مقتل گاہ بنایا گیا ہے آپ ہمیں ہڑتال کا حق دیں چھ لاکھ ٹرانسپورٹ کا ورکرز گھر بیٹھ جائے گا اور ہمارے مسائل حل ہو جائیں گے لیکن جب

ہم یہاں آتے ہیں تو ہمارا کوئی بھی مسئلہ اصولی اور قانونی طور پر حل نہیں ہوتا ۔ میں جناب وزیر محنت سے عرض کروں گا کہ Minimum Wages Board کو Minimum Wages Act کے ساتھ کام کرنے کی مکمل اجازت دی جائے اور اسے حکم دیا جائے کہ اس قانون کے تحت ، جو بھی اسے اختیارات حاصل ہیں ، وہ اجرتوں کا تعین کرے ۔

دوسرے جناب والا ۔ میں عرض کروں گا Minimum Wages Board نے شوگر ملوں کی اجرتوں کا تعین کر کے محکمہ محنت کو بھیج دیا ہے قانون میں یہ ہے کہ محکمہ ان سفارشات پر مزید کاروائی روک نہیں سکتا تو جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جب قانون میں یہ ہے کہ آپ اسے رکھ نہیں سکتے اور اسے اشاعت کے لئے بھیجنا ضروری ہے تو دو سال ہو گئے محکمہ اسے کیوں رکھے ہوئے ہیں اب شوگر ملوں کی اس سال اتنی پیداوار بھی ہوئی ہے او مالکان مزدوروں کو کہتے ہیں کہ جناب Minimum Wages Board سے تنخواہ بڑھوا کر لے آئیے ہم بڑھانے کے لیے تیار ہیں تو جب آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ جناب دوسرے صوبوں سے پوچھا جا رہا ہے ہم ان کے مس رہے ہیں اور آپ دوسرے صوبوں سے پوچھ رہے ہیں کہ دوسرے صوبے والے کریں گے تب ہم کریں گے جناب یہ قانون میں نہیں ہے یا تو قانون میں یہ ترمیم کروالیے کہ جناب بلوچستان ۔ سندھ اور سرحد وغیرہ جب کر لیں گے پھر پنجاب کرے گا ۔ تو جناب والا ۔ سب سے پہلے میں یہ عرض کروں گا کہ میں اس معاملے میں مطمئن نہیں ہوں اور پنجاب کے تمام محنت کش مایوس ہیں مہنگائی بہت زیادہ ہے ۔

ابھی بات ہو رہی تھی کہ ہمارے چالیس روپے بڑھے ہیں تو جناب چالیس روپے بڑھنے کی دیر تھی کہ بازار سے دالیں غائب ہو گیئں اور دالوں پر ہی غریب آدمی کا گزارہ تھا اور وہ اب ویسے ہی انہیں ملتیں اور جب ہم کہتے ہیں کو قانونی طور پر ہماری اجرت بڑھائی جائے تو اس

کے لئے سو بہانے کرتے ہیں کہ جناب یہ ہو گیا وہ ہو گیا فلاں ہو گیا تو جناب اس کا مطلب یہ ہے کہ مزدوروں کو اپنا حق مانگنے کی نہ قانوناً اجازت ہے اور نہ ہی احتجاجاً ۔

ملک امان اللہ (میانوالی) ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا ممبر موصوف یہاں تقریر نہیں کر سکتے ضمنی سوال پوچھ سکتے ہیں ۔

جناب گورنر ۔ اگر آپ نے پولیٹکل تقریر کرنی ہے تو ٹھیک نہیں ہے ۔ جنرل ڈسکشن میں، میں آپ جو چاہیں کہہ لیجیے ۔

Please stick to the point.

جناب صالح محمد نیازی ۔ یہ Minimum Wages Board کا سوال ہے اسی پر بات کر رہا ہوں ۔

جناب گورنر ۔ آپ پوائنٹ پر آ جائیں ۔ جنرل ڈسکشن میں جو چاہیں آپ کہہ لیجیے ۔ اب وقت نہیں ہے ورنہ ہم چلتے چلے جائیں گے ۔

وزیر محنت ۔ جناب والا میں ان کے سوال کا جواب دوں گا ۔ سب سے پہلے تو میں معزز رکن کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ اعتراض Minimum Wages Board تین سال کے عرصہ میں از خود کسی انڈسٹری کے ملازمین کی اجرتوں کی شرح مقرر کر سکتا ہے یہ ایسا نہیں ہے ۔ جن انڈسٹریز کا معزز رکن نے ذکر کیا ہے ان انڈسٹریز کے بارے میں جیسا کہ میں نے اپنے جواب میں گزارش کی ہے کہ تین سال کے عرصہ کے اندر ہم نے اپنی سفارشات مرتب کی ہیں اور وہ سفارشات حکومت کو بھیجی ہیں ۔ یہ تمام تین سال کے عرصہ کے اندر ہی ہوا ہے تو اس لئے معزز رکن کا اعتراض کہ Minimum Wages Board مختلف انڈسٹریز کے ضمن میں جو سفارشات مرتب کرتا ہے وہ زائد عرصہ لے لیتا ہے جو کہ درست نہیں ہے ۔

دوسرا سوال جس پر معزز رکن نے اعتراض کیا ہے وہ شوگر ملوں کے بارے میں تھا ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ Minimum

Wages Board کی سفارشات کے بارے میں حکومت پنجاب کو فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جہاں Minimum Wages Board کی سفارشات کے ضمن میں اجرتوں کے طریق کار اور ان کے تعین کا فیصلہ کیا جاتا ہے اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اس انڈسٹری کے دوسرے عوامل کے بارے میں بھی سوچنا پڑتا ہے ۔ حکومت پنجاب کو اس ضمن میں اس لئے ان سفارشات کے بارے میں ہمیں اطلاع دینے کی ضرورت محسوس ہوئی اور مشورہ لینے کی ضرورت محسوس ہوئی ۔ کیونکہ یہ انڈسٹریز صرف پنجاب میں ہی نہیں دوسرے صوبوں میں بھی یہ انڈسٹریز موجود ہے ۔ اور یہاں صرف اور صرف جو کارخانہ ہیں جو شوگر ملیں ان کو تنخواہ دیتی ہیں اس کی شرح ہی مقرر نہیں کرنا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے جو شوگر کین پیدا کرتے ہیں ان کے ضمن میں بھی ہم نے پوچھنا ہے ۔ ہم نے گنے کی قیمت کو مقرر کرنا ہے اس کے ساتھ ہی جو گنے کا تیار شدہ مال ہے یعنی چینی کی قیمت بھی مقرر کرنی ہے ۔ یہ ایسے سوالات ہیں جو تمام ملک پر بحیثیت مجموعی محیط ہیں ۔ ہم ان کو single out نہیں کر سکتے جہاں ہمیں کسی ایسے مسئلے سے دو چار ہونا پڑتا ہے جس کا اثر دوسرے صوبوں پر بھی پڑتا ہے نہ صرف کسی انڈسٹری کے ایک خاص طبقہ کی طرف بلکہ شوگر مل کے مالکان اور پھر جو شوگر کین پیدا کرنے والے ہیں جو زمیندار ہیں ان کے مفاد کو بھی پیش نظر رکھنا ہوتا ہے اور ان تمام مسائل کو سامنے رکھ کر ہم نے یہ فیصلہ کرنا ہوتا ہے ۔ اس ضمن میں ان سے رجوع کیا ہے ۔ اس کی جو بنیادی وجہ ہے وہ یہ ہے ورنہ ہماری پنجاب کی حکومت کو واضح طور پر یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی Minimum Wages Board کی سفارشات پر فیصلہ کر دے ۔

جناب والا ! جہاں تک غیر ہنر مند ارکان کے بارے میں معزز رکن نے فرمایا ہے ۔ میں نے اپنے جواب میں یہ عرض کر دیا ہے کہ نظر ثانی شدہ سفارشات گزٹ میں شائع کر دی گئی ہیں ۔ گزٹ میں صرف اسلئے

شائع کر دیا جاتا ہے کہ اگر اس ضمن میں غیر ہنر مند کارکنان یا کسی اور رکن کو کوئی اعتراض ہو اور وہ کوئی سوال اٹھانا چاہے تو اس بارے میں (Minimum Wages Board) کو اپنی رائے سے مستفید کرے یا ان کو تحریر کر دے - اعتراضات چھپ گئے ہیں - نوٹیفائی کر دئے گئے ہیں جس وقت ان کے جوابات موصول ہو جائیں گے اس وقت (Minimum Wages Board ان سفارشات کی روشنی میں اور ان آرأ کی روشنی میں فیصلہ کرنے میں حق بجانب ہے -

جناب صالح محمد نیازی - میرے محترم دوست نے فرمایا ہے کہ Minimum Wages Board کو درست کرنا تھا - گورنر صاحب کے حکم سے وہ anomalies جو درست ہوئی ہیں اس سے 16 فیصد مہنگائی بڑھ گئی ہے - ہم لوگوں نے کہا کہ مہنگائی کو ضرور شامل کر لیا جائے - اور مہنگائی بھی شامل ہو گئی ہے - ٹیکسٹائل کے گزٹ کی میں بات کر رہا ہوں - مالکان کے نمائندوں گورنمنٹ کے نمائندوں اور ورکرز کے نمائندوں نے متفقہ رائے سے ان بے قاعدگیوں کو دور کیا اور اجرتیں مقرر کیں - ان کے دستخط موجود ہیں اب ان کو تین سال لمبا کرتے ہوئے گئے ہیں - جن ورکروں کی تنخواہ 50 روپے ماہوار بڑھی تھی وہ دس سال سے نہیں بڑھی تھی - 50 روپے ماہوار سینکڑوں روپے کا نقصان جاری ہے اور مہنگائی آگے بڑھ رہی ہے - بات یہ چلتی ہے کہ تنخواہوں میں معقول طریقے سے اضافہ کیا جائے - اجرت بورڈ کو توڑ دیا جائے - ہم اس اجرت بورڈ سے بالکل مطمئن نہیں ہیں - اور جو آپ یہ کارروائی کر رہے ہیں یہ غیر قانونی ہے - قانون کے دائرہ سے باہر آپ یہ کام کر رہے ہیں - میں یہ گذارش کروں گا کہ محکمہ محنت کو قانون کے دائرہ میں رہ کر اجرتوں کا تعین کرنا چاہئے - ابھی آپ نے فرمایا ہے کہ شوگر ملوں کا ایوارڈ آپ کے پاس موجود ہے - اور جناب دیکھئے یہ قانون میں نہیں ہے آپ اسے

دیکھتے رہیں غیر قانونی طور پر آپ انہیں اپنے پاس رکھیں اس کا کیا حل ہے ۔ اب آپ دوسری بات کرتے ہیں ۔ مالکان سے پوچھا جائے مالکان تو اجرت بڑھا دیں گے اور وہ اسکو لاگو کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ دس دس مہینے ہم نے شوگر ملوں کے مالکان سے بونس لیا ہے ۔ جو دس مہینے کا بونس دے سکتے تھے وہ تیس روپے تنخواہ پر کیا اعتراض کریں گے ۔ ہم نے سرمایہ دار سے میز کرسی کا بھی الاونس لیا ہے ۔ اس سال ڈیڑھ کروڑ روپیہ ایک شوگر مل کو منافع ملا ہے ۔ کتنا منافع آپ مالک کو دینا چاہتے ہیں مگر اس کے جو ورکرز ہیں ان کے لئے تیس روپیہ بڑھانے کے لئے بھی تیار نہیں ۔

وزیر محنت ۔ میں نے گزارش کی ہے کہ اس میں صرف شوگر مل کے مالکان کا ہی سوال نہیں بلکہ جو گنا پیدا کرنے والے ہیں ان کا بھی سوال ہے ۔

جناب صالح محمد نیازی ۔ اگر ہم کہیں کہ سندھ کرے گا تو ہم کریں گے یا وہ کہیں کہ پنجاب کرے گا تو ہم کریں گے ۔ سندھ والے کہیں گے بلوچستان کرے گا تو ہم کریں گے ۔ پاکستان کے لاکھوں محنت کشوں کی حق تلفی ہو رہی ہے اور یہ حکومت کے لئے اچھی بات نہیں ہے ۔ حکومت کو چاہئیے کہ وہ اپنی فراخ دلی کا ثبوت دے اور محنت کشوں کے ساتھ انصاف کرے ان کے ساتھ انصاف نہیں ہو رہا ہے ۔ بہیں پر میں اپنی بات کو ختم کروں گا کہ :-

اضا دھر میں مجھ کو خوشی نہیں ملتی
سکون ہو جس میں وہ زندگی نہیں ملتی

یہی حساب آپ مزدور اور عوام کے ساتھ کر رہے ہیں ۔ میں آپ سے انصاف کی توقع رکھتا ہوں ۔

وزیر محنت ۔ جناب والا معزز رکن نے یا تو میری وضاحت کو

سمجھنے کی کوشش نہیں کی یا شاید میں صحیح اور واضح طور پر ان کو سمجھا نہیں سکا - مجھے بحیثیت وزیر محنت کے ان تمام کارکنوں سے اگر زیادہ ہمدردی نہیں تو کم از کم آپ جتنی ہمدردی تو ضرور ہے جن کی تعداد کے بارے میں آپ نے ذکر فرمایا ہے کہ وہ لاکھوں کی تعداد میں ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ پاکستان کا ایک شہری ہونے کی حیثیت سے مجھے ان کروڑوں انسانوں سے بھی اتنی ہی ہمدردی ہونی چاہئے جو کہ آپ کے ملک میں جنس پیدا کرتے ہیں - مجھے بحیثیت شہری نہ صرف بحیثیت وزیر ان کے مفادات کا بھی خیال رکھنا ہے - آپکو بھی میں سمجھتا ہوں - بحیثیت ایک شہری کے ان لوگوں کے مفادات کو پیش نظر رکھنا ہے - میں نے یہ گذارش کی ہے کہ اس قسم کے جو مسائل ہیں ہمیں صرف ان کا ایک رخ ہی نہیں دیکھنا پڑتا بلکہ ہمیں ان معاملات اور مسائل کا مختلف زاویوں سے جائزہ لینا پڑتا ہے - یہاں صرف کارکنوں کی اجرتوں کا سوال ہی پیش نظر نہیں بلکہ جیسا کہ میں نے اس سے پہلے گذارش کی ہے یہ جو مالکان ہیں ان کے منافع کا بھی سوال ہے - پھر جو گنا پیدا کرتے ہیں ان کو جو معاوضہ ملتا ہے وہ بھی دیکھنا ہے کس شرح سے ملتا ہے - کیا حکومت نے ان کو اجازت دے دی ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق قیمت بڑھا لیں اگر ایسا ہے تو میں آپکے ساتھ ہوں اگر آج مرکزی حکومت گنا پیدا کرنے والے زمینداروں کو یہ اجازت دے دے کہ آپ اپنی مرضی کے مطابق گنے کی قیمت مقرر کر لیں تو میں آج ہی آپکے ساتھ ہوں - لیکن اس مرتبہ یہ درست سمجھا گیا اور حکومت کی طرف سے ہی یہ پابندی عائد کی گئی کہ گنے کی قیمت مقرر کرتے وقت اس کا فیصلہ حکومت نے ہی کرنا ہے -

اسکے بعد جو (Consumer) صارف ہے اس کا مفاد بھی اس میں شامل ہے اور چینی کی قیمت بھی حکومت نے مقرر کرنی ہے -

جناب خورشید احمد - (سیکرٹری جنرل آل پاکستان فیڈریشن

آل ٹریڈ یونینز لاہور) پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا وزیر موصوف کاشتکار اور محنت کشوں کا مقابلہ کر رہے ہیں -

وزیر محنت - میں مقابلہ کی بات نہیں کر رہا ہوں -

مسٹر خورشید احمد - حکومت ہر سال جنس کی قیمت میں اضافہ کرتی ہے مگر اس حساب سے جو مزدور ہے کیا ان کی اجرت بڑھانے کے لئے کوئی ادارہ صوبائی حکومت نے بنایا ہے -

وزیر محنت - جناب والا - میں معافی چاہتا ہوں ، معزز رکن صحیح نہیں فرما رہے ، جہاں آپ نے تین سال فرمایا ہے ، آپ نے چھ سال فرمایا ہے - حقیقت یہ ہے کہ منیمم ویجز بورڈ کی سفارشات کو مرتب ہوئے صرف دو سال کا عرصہ گزرا ہے - معزز رکن نے تین سال فرمایا ہے

جناب صالح محمد نیازی - چھ سال ہو گئے ہیں - ٹیکسٹائل کی بات کو -

وزیر محنت - میں شوگر انڈسٹری کے بارے میں عرض کر رہا ہوں -

جناب خورشید احمد - حکومت کے پاس وہ سفارشات تین سال سے زیر التوا پڑی ہیں -

وزیر محنت - سفارشات تو ۱۹ دسمبر ۱۹۸۰ء کو مرتب ہوئیں تھیں - تین سال کیسے ہو گئے ؟

جناب خورشید احمد - وزیر موصوف نے خود فرمایا ہے کہ سفارشات آ گئی ہیں اور زیر التوا ہیں - ہم امید کرتے ہیں کہ ان پر جلد عمل کیا جائے گا - تین سال میں قیمتیں بہت بڑھی ہیں ، مہنگائی بہت زیادہ ہو گئی ہے - حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سلسلے میں فکر کرے - سٹیٹ کی طرف سے حکومت پر ذمہ داری ہے اور حکومت نے اپنے اوپر بطور سٹیٹ کے یہ ذمہ داری لی تھی - وہ مہنگائی کے مطابق اجرتیں مقرر

کریں۔ میرا مقصد ایوان میں مسئلہ اٹھانے سے یہ تھا کہ جو مزدوروں پر مارشل لاء ریگولیشن کے تحت پابندیاں لگی ہوئی ہیں ، مزدور ان پابندیوں کا احترام کرتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ یہ مسئلہ سالوں معرض التوا میں پڑا رہے ، میری درخواست ہے کہ اس پر جلد عمل کیا جائے۔ مزدور حکومت کی طرف دیکھ رہے ہیں۔

جناب گورنر ۔ اس کو جنرل ڈسکشن میں بھی لے لیں گے ۔ میں وزیر لیبر سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ منیمم ویجز بورڈ کی جو سفارشات ہیں ، آیا یہ within time ہیں ؟

وزیر محنت ۔ جی ہاں within time ۔

جناب گورنر ۔ تو within time ہم کام کر رہے ہیں ۔

جناب صالح محمد نیازی ۔ within time نہیں ہے ۔

جناب گورنر ۔ اگر نہیں ہے تو بعد میں دیکھ لیں گے ۔ کہ کس طرح سے یہ کرنا چاہیئے ۔ اب نیکسٹ منسٹر ۔

23 ۔ ممبران صوبائی کونسل پنجاب کی ڈویژنل کمیٹیوں میں نمائندگی

چوہدری ہارون الرشید تہیم (چیف آرگنائزر انجمن کاشتکاران پنجاب حافظ آباد ۔ ضلع گوجرانوالہ) ۔ کیا چیئرمین پنجاب ایڈمنسٹریٹو ریفارمز کمیشن از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ آیا گورنر صاحب پنجاب کے نامزد ممبران صوبائی کونسل پنجاب کو اپنے اپنے ڈویژن اور اضلاع کی اہم مشاورتی کمیٹیوں میں بھی شامل کرنے کی ہدایت کمشنر ڈپٹی کمشنر صاحبان کو کیوں نہیں دی گئی ؟

حالانکہ مذکورہ ممبران ، ڈسٹرکٹ مشاورتی کمیٹیوں کی کارکردگی سے باخبر رہنے سے دلچسپی رکھتے ہیں اور کمیٹیوں کو بھی گورنر پنجاب و صوبائی کونسل پنجاب کی منظور شدہ پالیسی کے مطابق مطمئن کر سکتے

ہیں کیونکہ نامزد ممبران حکومت پنجاب اور عوام کی زیادہ سے زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے ۔ نیز لوکل سطح کی کمیٹیوں کی کارروائی سے آگاہ ہو کر وہ صوبائی کونسل کی سبجیکٹ کمیٹیوں میں مفید تجاویز پیش کر سکتے ہیں ۔

وزیر بلدیات ۔ (میاں غلام محمد احمد خان مانیکا) ۔ صوبائی کونسل کی تجاویز پر پنجاب نگران کمیشن نے فیصلہ کیا ہے کہ نگران کمیٹیوں میں نامزد کردہ سرکاری ارکان کی بجائے لوکل کونسلوں کے منتخب نمائندے ہی لئے جائیں نئے سال کے لئے نگران کمیٹیوں کے ارکان کے طور پر لوکل کونسلوں کے نمائندوں کی تقرری کے لئے احکام پہلے ہی جاری ہو چکے ہیں ۔ چنانچہ اب ڈویژنل نگران کمیٹی میں کمشنر اور تین مقامی افسران کے علاوہ میونسپل کارپوریشن کے چیئرمین بشمول چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاولپور، اور ایک نمائندہ ہر ایک ضلع کونسل سے بطور ممبر لیا گیا ہے ۔ اس ضلع نگران کمیٹی میں علاوہ ڈپٹی کمشنر اور تین ضلعی سطح کے افسران کے باقی ماندہ ممبران چیئرمین میونسپل کمیٹی (بہاولپور کا وائس چیئرمین) چیئرمین ضلع کونسل ، پریزیڈنٹ بار ایسوسی ایشن اور ایک نمائندہ تحصیل وار ضلع کونسل سے ہوں گے ۔ تحصیل نگران کمیٹیوں میں سرکاری ممبران کے علاوہ ایک ممبر مرکز کونسل بشمولہ تحصیل ۔ ایک ممبر یونین کونسل بشمولہ تحصیل اور چیئرمین کمیٹی ہائے اور ٹاؤن کمیٹی ہائے ہوں گے ۔

کمیشن کے خیال میں نگران کمیٹیوں میں لوکل کونسلوں کی نمائندگی تسلی بخش ہے ۔ بہر حال صورت احوال کا جائزہ ایک سال بعد جو ان کمیٹیوں کی میعاد ہے لیا جائے گا ۔

ضمنی سوالات

چوہدری ہارون الرشید تھہیم ۔ میرا سوال یہ تھا کہ جو سرکاری نامزد اراکین ہیں ، وہ بڑے تجربہ کار ہیں ، وہ بڑی بڑی مجلسوں سے

سے آئے ہیں - - - -

جناب گورنر - آپ جواب سے مطمئن ہیں یا نہیں ؟

چوہدری ہارون الرشید تہیم - نہیں جناب - اسی لئے میں عرض کر رہا ہوں - میرا سوال یہ تھا کہ جو نامزد سرکاری ممبر ہیں ، چاہے وہ خواتین ہیں ، انہیں بھی وجلنس کمیٹی میں شامل کیا جائے - یا ان سے ایسے اداروں میں مناسب کام لیا جائے - محض چھ مہینے کے بعد دو تین دن کے لئے یہاں آنا کچھ فائدہ نہیں رکھتا۔ جب کہ یہ اپنے آپ کو سمجھتے ہیں کہ وقف ہو چکے ہیں - یہ ہر کام کرنے کے لئے تیار ہیں ، ہر مشورہ دینے کے لئے تیار ہیں ، ڈسٹرکٹ والوں کو ، ڈویژن والوں کو - جملہ کمیٹیوں میں انہیں مدعو کیا جائے تاکہ یہ وہاں پر کارروائی دیکھ کر آئیں - یہاں پر پھر مناسب نمائندگی کر سکیں - ان کی وجہ سے بہت سے سوالات وہیں پر حل ہو جائیں گے -

وزیر بلدیات (میاں غلام محمد احمد خان مانیکا) - آپ کی خواہش یہ تھی کہ جو ہماری صوبائی کونسل ہے ، اس میں سے ممبر بنائے جائیں -

چوہدری ہارون الرشید تہیم - صوبائی کونسل کے جو سرکاری ممبر ہیں -

چوہدری محمد صدیق سالار (لائلپور آباد) - معزز ممبر کو غالباً یہ یاد نہیں رہا کہ پچھلے اجلاس میں یہ پاس ہوا تھا کہ منتخب ممبروں میں سے ہی بنائے جائیں - ہم حکومت پنجاب کے شکر گزار ہیں کہ اس پر عمل ہو رہا ہے -

وزیر بلدیات - اسی پر عمل ہو رہا ہے اور آپ کے تمام منتخب نمائندے اس میں رکھے گئے ہیں -

(نعرہ ہائے تحسین)

چوہدری محمد اکبر کاہلوں (وائس چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ)

جناب چیئرمین ۔ میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا جیسا کہ آپ نے وضاحت فرمائی ہے کہ ضلعی سطح پر ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبران کے نام آئیں گے اور ڈویژنل سطح پر بھی ۔ اس کا جو طریقہ کار ہمارے پاس کیا تھا وہ یہ تھا کہ ضلع کونسل کے ہاؤس میں اس کا فیصلہ ہو گا ۔ جو ممبران ضلع کونسل تجویز کرے گی یا منظور کرے گی وہ بھیجے جائیں گے ۔ میں صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی ضلع کونسل میں ایک ریزولیوشن پاس ہو کہ فلاں فلاں آدمیوں کے نام ضلع کونسل پر اور وہاں آدمی کا نام ڈویژنل سطح پر ویجلنس کمیٹی میں بھیجا جائے ۔ اگر ان ممبران کے نام پھر بھی ان کمیٹیوں میں نہ بھیجے جائیں تو اس کی شکایت کس کے پاس ہو گی ؟

وزیر بلدیات ۔ نام ممبروں کا نہ بھیجا جائے ؟

چوہدری محمد اکبر کاہلوں ۔ ہاں نام ہی نہ بھیجا جائے ۔

وزیر بلدیات ۔ نہیں وہ تو پابند ہیں نام بھیجنے کے ۔

چوہدری محمد اکبر کاہلوں ۔ مثال کے طور پر ۲۸/۵ کو ضلع کونسل سیالکوٹ نے کثرت رائے سے ۔ ۔ ۔ ۔

نواب زادہ مظفر علی خان (چیئرمین ضلع کونسل گجرات) ۔ لوکل پرابلم ۔ ۔ ۔

چوہدری محمد اکبر کاہلوں ۔ ایک منٹ مجھے کل بھی آپ نے سوال کرنے نہیں دیا تھا ۔

نوابزادہ مظفر علی خان ۔ یہ لوکل پرابلم ہے ۔ اگر آپ کا کوئی ایسا مسئلہ ہے تو وہاں پر ٹیک اپ (take up) کیا جا سکتا ہے ۔

چوہدری محمد اکبر کاہلوں ۔ آپ میانوالی کی بات کرتے ہیں تو کوئی لوکل پرابلم نہیں ہوتا ۔ جب جھنگ والے یا گوجرانوالہ والے بات کرتے ہیں تو کوئی لوکل پرابلم نہیں ۔ جب سیالکوٹ کی بات ہوتی ہے تو

لوکل پرابلم ہو جاتا ہے ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی ۔ ۔ ۔

جناب گورنر ۔ آپ پھر اپنی طرف بات کو گھسیٹ کر لے گئے ہیں ۔

چوہدری محمد اکبر کاہلوں ۔ بات یہ عرض ہے اس لئے کر رہا ہوں کہ جب ایک چیز طے ہے ، ایک ریزولیوشن کثرت رائے ، بلکہ اتفاق رائے سے پاس کرتے ہیں لیکن آپ یہ بھی گوارہ نہیں کرتے کہ ان کے نام اوپر بھیج دیں ۔ یہ ہاؤس میں بھی پاس ہوا تھا ۔ وجیلنس تو کمیٹی تو اس لئے بنتی ہے کہ لوگوں کی شکایت سنی جائیں اور اس کی شکایت کرنے کی اجازت ہی نہ ہو تو پھر کہاں جائیں ؟ پھر وجیلنس کو ، نگران کا الفاظ لکھا ہے ۔ نگران یہاں کیا کرے گی ؟ اس کا بھی کوئی نگران ہونا چاہئے جس کے پاس ہم شکایت کر سکیں ۔ یہی یہ تکلیف ہے ۔ میں نے صرف یہی پوچھا ہے کہ یہیں وہ بتائیں کہ اس کی شکایت ہم کس کے پاس کریں ۔

وزیر بلدیات ۔ آپ اس کے بارے میں لکھ کر اینٹی کرپشن کنٹرولنگ اتھارٹی کو بھیج سکتے ہیں ۔

چوہدری محمد اکبر کاہلوں ۔ کس کے پاس بھیجیں ؟

وزیر بلدیات ۔ آپ مجھے بھیج دیں ۔

چوہدری محمد اکبر کاہلوں ۔ اینٹی کرپشن کنٹرولنگ اتھارٹی صاحب کی واضح ، تحریری ہدایت ہے کہ اس پر عمل درآمد کیا جائے ۔ اس کے بعد بھی عمل درآمد نہیں ہوتا تو کس کے پاس جائیں ؟

وزیر بلدیات ۔ آپ مجھے بتائیں ۔

چوہدری محمد اکبر کاہلوں ۔ آپ کہتے ہیں کہ مقامی مسئلہ ہے ۔ اگر مقامی مسئلہ ہے تو کس سے شکایت کریں گے ؟

وزیر بلدیات ۔ یہ مقامی مسئلہ ہے آپ تحریری طور پر مجھے بھیج دیں ۔ اس پر ہم جو ایکشن لے سکتے ہیں لے لیں گے ۔

چوہدری محمد اکبر کاہلوں ۔ آپ کے پاس میری درخواست پہنچی ہوئی ہے ۔ وفد کی صورت میں آپ کے دفتر میں آپ سے مل کر ہم وہاں آپ کو تحریری طور پر دے کر آئے ہیں ۔

وزیر بلدیات ۔ آپ ایک fresh application دے دیں ۔ اگر آپ کو اپنے ہاؤس کے متعلق شکایت ہے یا چیئرمین کے متعلق ہے تو ہم اس کو دیکھیں گے ۔

چوہدری محمد اکبر کاہلوں ۔ شکایت ایک نہیں ، ہزاروں شکایات ہیں ۔ تحریری طور پر آٹھ صفحوں پر مشتمل آپ کو دی ہوئی ہیں ۔

وزیر بلدیات ۔ آپ کی سفارشات من و عن مان لی گئی ہیں ۔

چوہدری محمد اکبر کاہلوں ۔ شکریہ ۔

جناب گورنر ۔ ٹھیک ہے جناب ، یا کچھ اور ؟

یہ لوکل پرابلم ہے ۔ ان کے پاس آ کر بتا دیجیئے ، یہ دیکھ لیں گے ۔ یہ سیدھی سی بات ہے ۔ پہلے ایک اناؤنسمنٹ کر لیں، باقی چیزیں بعد میں ۔

بقیہ اجلاس کے نظر ثانی شدہ پروگرام کا اعلان

حاجی محمد اکرم (سیکرٹری لوکل گورنمنٹ) ۔ آج کے اجلاس کا نظر ثانی شدہ پروگرام حسب ذیل ہے ۔

ساڑھے گیارہ بجے سے بارہ بجے تک : وقفہ برائے چائے ۔

بارہ بجے تا 12-45 : وزیر مال اپنی رپورٹ پیش کریں گے ۔

12-45 سے 1-30 بجے تک سوالات و جوابات برائے محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ۔

ڈیڑھ بجے سے 2 بجے تک : وقفہ برائے نماز

دو بجے سے اڑھائی بجے تک : وقفہ برائے طعام

اڑھائی بجے سے شام پانچ بجے تک : اجلاس نہیں ہو گا ۔ اس دوران

گورنر صاحب وفود سے ملیں گے ۔ سوا پانچ بجے اجلاس کی کارروائی دوبارہ شروع ہو گی ۔ اس میں محکمہ خوراک اپنے محکمے کی کارکردگی کے بارہ میں رپورٹ پیش کریں گے ۔ 6 بجے سے 7 بجے تک عام بحث ہو گی ۔

ایک معزز ممبر ۔ جناب والا میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمارے ملک میں جو پلیں بن رہی ہیں ان کے لئے آرکیٹکچر سے مشورہ کیا جائے ۔ کیونکہ پہلے جو arches والے پل بنے ہوتے تھے وہ تو کم بہت ٹوٹتے ہی نہیں تھے اور یہ کافی وزن برداشت کر لیتے تھے اگر آپ راولپنڈی کی طرف جائیں تو اس قسم کے کافی پل بنے ہوئے ہیں ۔ لیکن اس کے مقابلے میں جو نئے پل بن رہے ہیں ان پر ایک تو خرچ بہت آتا ہے اور دوسرا لرزتے ہیں ۔ راولپنڈی کے راستے میں بھی ایک اسی قسم کا پل ہے جو لرزتا ہے ۔ پہلے تو ٹھیکیدار اس کی تعمیر نا مکمل چھوڑ گیا دوبارہ اس پر چالیس پچاس لاکھ روپے کے قریب خرچ ہوا اور اب شائد اس کا لرزنا کچھ کم ہوا ہے اس کے متعلق میں وزیر موصوف سے وضاحت چاہتا ہوں کہ وہ پرانے ڈیزائن والے پل کیوں نہیں بناتے وہ میرے خیال میں زیادہ economical ہیں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ (میاں صلاح الدین) ۔ جناب والا یہ جو بڑے بڑے پل بنتے ہیں ان کے تو ڈیزائنر باہر سے منگوائے جاتے ہیں اس کے علاوہ ہمارے ملک میں پل بنانے کے لیے ٹھیکیداروں کی کوئی کمی نہیں ہے ۔ سب سے زیادہ مصیبت یہ ہے کہ روڈز کے ٹھیکیدار بہت کم ہیں اور ان کے ہاں مشینری کی بھی بہت کمی ہے یہی وجہ ہے کہ جتنی شاہرائیں بنتی ہیں ان کی کافی قیمت دینی پڑ رہی ہے ۔ پلوں کے متعلق میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جس طرح فرما رہے ہیں یا تو ان میں کوئی فنی خرابی ہے یا پھر میٹریل میں کوئی کمی آئی ہوگی ۔ ایسا ہو سکتا ہے ۔ لیکن جہاں تک ہمارے پل بنانے والے آرکیٹکچر ہیں یا ٹھیکیدار ہیں ان میں کوئی خرابی نہیں ہے ۔

ایک معزز ممبر ۔ جناب والا میرا کہنے کا مطلب یہ بھی تھا کہ

پلوں کے جو ڈیزائن بنائے جا رہے ہیں یہ economical نہیں ہیں۔ آپ اس کو جدید رحجان modern trend پر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دوسرے ممالک تو ایسے ڈیزائنوں کے لئے اخراجات برداشت کر سکتے ہیں لیکن ہمارا ملک ایک غریب ملک ہے ہم اس چیز کو برداشت نہیں کر سکتے اور پھر جو arches والے پل بنے ہوئے ہیں وہ کافی وزن بھی برداشت کر سکتے ہیں یعنی بڑے مضبوط ہیں مثلاً ریلوے کے ایسے پل ہیں اور دیگر بھی اسی طرح کے کافی بنے ہوئے ہیں۔ اس پر اگر آپ غور کریں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ میرے خیال میں ہمارے ملک میں ارکیٹیکچرز کی کوئی کمی نہیں ہے۔

وزیر تعمیرات و مواصلات۔ انشاء اللہ ہم اس پر غور کریں گے۔

MR. CHAIRMAN: Research, Development and designing is a constant factor.

وزیر مواصلات و تعمیرات۔ مگر ان کے اوپر کسی قسم کے خرچ کی کمی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

جناب گورنر۔ کیا سیکرٹری مواصلات تشریف رکھتے ہیں؟ کہاں ہیں یہ لوگ؟

O.K. Mian Sahib, then you may continue.

بیگم کرنل نصرت مقبول الہیٰ (خاتون رکن میونسپل کارپوریشن فیصل آباد)۔ جناب والا میں ایک گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ تمام خواتین کے لئے ہاؤس میں اکھٹے ایک ہی جگہ جو مناسب ہو مخصوص کر دی جائے۔

جناب گورنر۔ ٹھیک ہے۔ تمام سیٹوں کو rearrange کر کے اکٹھا کر لیتے ہیں۔

سیکرٹری مواصلات و تعمیرات (سید سبط الحسن شاہ)۔ جناب والا یہ جو ڈاٹ والے پل ہوتے ہیں یہ تھوڑے فاصلے پر بن سکتے ہیں لمبی

ڈاٹ نہیں بن سکتی اور اس کے لئے clearance وہیں بنتی ہو یا بہت نیچے ہو اور پل کی سطح بہت اونچی ہو پھر ڈاٹ لگ سکتی ہے آجکل کنکریٹ کا زمانہ ہے اور اس کی بھی ایک نئی اسم ہے جسے ہم pre-stressed کہتے ہیں - اور اس میں ایک خاص قسم کا سریا استعمال ہوتا ہے اور اس کے لمبے لمبے spans بنتے ہیں - ہمارے پاس ڈایزائنر موجود ہیں جن کے پاس یہ نئی ٹیکنیک ہے انہوں نے مختلف پل ڈیزائن کئے ہیں - جس میں ہمارا غازی گھاٹ کا پل بھی شامل ہے - ایک اور پل دریائے ستلج پر بہاولپور کے قریب بنا ہے - چناب کا پل وزیر آباد کے قریب بنا ہے اور جہلم کا پل بھی ہم نے خود بنایا ہے اور یہ سارے re-stressed کنکریٹ کی طرز پر بنے ہیں -

ایک معزز ممبر - جناب والا میرا پوائنٹ یہ تھا کہ economic factor کو بھی مد نظر رکھا جائے کیونکہ میرے خیال میں ڈاٹ والے پل اب بھی کم خرچ ہیں دوسرا جناب والا یہ خود ہی فرما رہے ہیں کہ اس میں pre-stressed استعمال ہوتا ہے تو pre-stressed یقیناً زیادہ مہنگا پڑتا ہے - spans زیادہ بھی استعمال کئے جا سکتے ہیں اور اس کی width بھی بڑھ سکتی ہے بجائے اس کے کہ یہ ego کو satisfy کرنے کے لئے انجینئرز مہنگے ڈیزائن بنا کر دیں تو اس سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا - ہم نے تو یہ دیکھنا ہے کہ اس ملک میں کسطرح بہتر out-put دے سکتے ہیں - میں تو ایک layman کی طرح بات کر رہا ہوں کوئی انجنیئر تو نہیں ہوں مگر یہ ضرور جانتا ہوں کہ ہمارے ملک میں talent کی کوئی کمی نہیں ہے - تو بہتر یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ خالی اپنے ڈیپارٹمنٹ سے ڈیزائن کروائیں باہر ہمارے پاس جو آرکیٹیکچر اور ڈیزائنر ہیں ان سے ڈیزائن کروائیں جو اچھی شہرت کی مالک فرمیں ہیں ان سے یہ کام کروایا جا سکتا ہے -

جناب گورنر - یہ پوائنٹ ہو گیا ہے آپ کا -

Point is understood. This is a technical question Research development and designing is a constant factor.

36 - سیالکوٹ کے لیے 300 ایکڑ کی رہائشی سکیم پر عملدرآمد

کیپٹن ڈاکٹر محمد اشرف آرائیں (چیئرمین میونسپل کارپوریشن، سیالکوٹ) - کیا سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ازراہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقی امر ہے کہ شہر اقبال کے لیے 300 ایکڑ کی ایک رہائیشی سکیم، کم آمدنی والے اصحاب کے لیے ایک اور رہائیشی سکیم اور موجودہ ماڈل ٹاؤن میں توسیع کی سکیم تیار کی گئیں تھیں - کن وجوہات کی بناء پر ان سکیموں کا اجراء نہ ہو سکا -

وزیر ہاوسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ (میاں صلاح الدین) - سیالکوٹ کے لیے تین سو ایکڑ کی رہائشی سکیم کم آمدنی والے لوگوں کے لیے 74-1973ء میں بنائی گئی تھی - اس سکیم کی تکمیل کے لئے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ نے 188.06 لاکھ روپے کی منظوری دی - آغاز میں اس سکیم کے لیے ایک قطعہ اراضی موضع میانہ پورہ کے نزدیک منتخب کیا گیا اور زیر دفعہ 3 حصول اراضیات (ہاؤسنگ) ایکٹ 1973ء مورخہ 10-10-1973 کو جاری کیا گیا کیونکہ متاثرہ مالکان اراضی اس سے متفق نہ تھے - اس لئے ان کی ایماء پر معاملہ 7-3-1974 کو پہلز ڈسٹرکٹ ورکس کونسل کے اجلاس میں، جس کی صدارت اس وقت کے وزیر مالیات نے کی، پیش ہوا مذکورہ بالا اراضی کو ترک کرنے کی سفارش کی گئی اور فیصلہ کیا گیا کہ عوامی نمائندوں کے مشورہ سے ایک نیا قطعہ اراضی منتخب کیا جائے -

مورخہ 21-10-1974ء کو زیر صدارت ڈپٹی کمشنر صاحب سیالکوٹ ایک اجلاس ہوا - جس میں گورنمنٹ اور عوامی نمائندوں نے شرکت کی اور مندرجہ ذیل دو قطعات اراضی منظور کئے گئے کیونکہ اس سکیم کے لئے تین سو ایکڑ رقبہ ایک ہی جگہ اکھٹے دستیاب نہ تھے -

الف - قطعہ اراضی سرانہ روڈ 100 ایکڑ (قطعہ اراضی نمبر 1)

ب - قطعہ اراضی پسرور روڈ 200 ایکڑ (قطعہ اراضی نمبر 2)

گورنمنٹ نے بذریعہ نوٹیفیکیشن مورخہ 12-12-1974 قطعہ اراضی نزد سیالہ پورہ ترک کر دیا اور اس سکیم کے لیے مندرجہ ذیل دو قطعات اراضی کی منظوری دے دی ۔

مندرجہ بالا ہر دو قطعات اراضی کے حصول کے لیے کاروائی کر دی گئی اور نوٹیفکیشن زیر دفعہ 13 برائے قطعہ اراضی نمبر 2 ڈپٹی کمشنر صاحب نے مورخہ 15-7-1975 کو جاری کر دیا مگر سیلاب کی زد میں ہونے کی وجہ سے اس کا قبضہ نہ لیا گیا اور بعد ازاں اس کے نامناسب ہونے کی وجہ سے ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی سیالکوٹ نے اس میں تبدیلی کی ضرورت محسوس کی ۔ مذکرہ کمیٹی نے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد 100 ایکڑ یعنی قطعہ اراضی نمبر 1 برقرار رکھی اور 200 ایکڑ اراضی گرڈ اسٹیشن واپڈا کے نزدیک سیالہ روڈ پر برائے قطعہ نمبر 2 واقع پسرور روڈ پر ترک کر دیا ۔

متاثرہ مالکان اراضی ہر دو قطعات نے ہائی کورٹ میں ایک رٹ دائر کی جس پر عدالت عالیہ نے وسط 1976ء میں حکم امتناعی جاری کر دیا ۔ یہ رٹ پیٹیشن دوسرے اسی نوعیت کے کیسوں کے ساتھ منسلک کردی گئی ہے جس میں پنجاب حصول اراضیات (ہاؤسنگ) ایکٹ مجریہ 1973ء کی قانونی حیثیت کو چیلنج کیا گیا ہے ۔ یہ معاملہ عدالت عالیہ میں فیصلہ طلب ہے ۔

ضمنی سوالات

ڈاکٹر کیپٹن محمد اشرف آرائیں ۔ (سیالکوٹ)۔ جناب والا میں وزیر محترم کا مشکور ہوں کہ انھوں نے میرے سوال کا جواب بڑی تفصیل سے دیا ہے مجھے اس سلسلے میں چند ایک وضاحتیں درکار ہیں تو جناب والا میں پوچھنا چاہوں گا کہ صوبہ پنجاب میں ایسی کتنی رہائشی سکیمیں ہیں جو قانونی رکاوٹوں کی وجہ سے معرض التوا میں پڑی ہوں ۔

وزیر ہاوسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ - بہت ساری ہیں - ملتان میں ابھی تک کچھ نہیں ہو سکا - فیصل آباد میں بھی یہی حال ہے -

ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف آرائیں جناب والا - میری اطلاع کے مطابق تقریباً پورے پنجاب میں پھیری ہاؤسنگ کالونیز کی سکیمیں اسی قانون یعنی پنجاب حصول اراضیات ہاوسنگ) ایکٹ 1973ء کی وجہ سے معرض التوا میں پڑی ہوئی ہیں تو جناب والا - میں یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ کیا اس قسم کا قانون کسی دوسرے صوبے میں بھی ہے -

وزیر ہاوسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ - نہیں

ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف آرائیں - تو جناب یہ خاص رعایت صوبہ پنجاب پر کیوں کی گئی ہے یہ غیر منصفانہ قانون ہے جس سے زمیندار کو اس کی زمین کا جائز معاوضہ نہیں ملتا اس کو ختم کرنے یا اس میں مناسب ترمیم کرنے میں کیا دشواری حائل ہے -

وزیر ہاوسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ - اس کے متعلق جناب گورنر صاحب بھی پوچھ رہے تھے واقعی یہ معاوضہ پیپلز پارٹی کے دور میں صرف پنجاب شروع کیا گیا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ غیر اسلامی بھی ہے اور غیر شرعی بھی ہے اس لیے ہم سوچ رہے ہیں کہ مالکوں کو زیادہ معاوضہ دیا جائے -

ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف آرائیں - تو جناب والا - میں عرض کرونگا کہ اس قانون میں ترمیم کی جائے کیونکہ اسکی ہمیں سخت ضرورت ہے 1973ء میں یہ سکیم جاری کی گئی تھی اور 1981ء تک اس پر کوئی عمل نہیں کیا جا سکا اور اسی طرح اگرچہ ترقیاتی سکیمیں اسی قانون کی نذر ہو گئیں تو میرا خیال ہے کہ شہروں میں کم آمدنی والے لوگوں کو کوئی رہائشی مکان نہیں مل سکے گا -

وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ - میں آپ کو یقین دلاتا ہوں

کہ گورنر صاحب جلد ہی اس پر کچھ نہ کچھ کریں گے اور ہم بہت جلد حل کر اس مسئلے کو حل کریں گے ۔

ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف آرائیں جناب والا ۔ کیا یہ ممکن ہو گا کہ اس جگہ کو ترک کر کے کسی دوسری جگہ پر سکیم شروع کی جا سکے ۔

سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ۔ (بریگیڈیر احمد فواد صاحب) جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ انہوں نے پہلا سوال کیا تھا کہ پنجاب میں کتنی رہائشی سکیمیں ہیں آپ کو پتا ہے کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی ۔ فیصل آباد ڈویلپمنٹ ۔ اتھارٹی ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی الگ الگ رہائشی سکیمیں ہیں ۔ اور ہاؤسنگ کی اپنی کوئی چالیس کے قریب سکیمیں ہیں ان میں سے صرف چھ ایسی ہیں جن میں یہ مسئلہ ہے اور ان چھ میں سے دو ایسی ہیں جو سیالکوٹ اور ڈسکہ کے علاقے سے تعلق رکھتی ہیں اور ایس کے ساتھ ہی گوجرانوالہ بھی ہے اور وزیر آباد اور گجرات بھی ان کے ساتھ تعلق رکھتا ہے ۔ باقی سب سکیموں اللہ کے فضل سے ٹھیک ٹھاک چل رہی ہیں ۔ آپ کے سیالکوٹ میں جو رٹ ہوئی ہے وہ 1973ء کے ایکٹ کے خلاف تھا جس میں ایک کلاز کی رو سے compensation بیس ہزار روپے فی ایکڑ دیا جاتا ہے اور اس کلاز میں یہ بھی ہے کہ پچھلے دو سال سے جو مارکیٹ ریٹ ہے اس کے حساب سے ہی compensation دی جائے لیکن اس کے ساتھ ہی ایک اور کلاز لگا دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ بیس ہزار روپے فی ایکڑ سے زیادہ نہ exceed کرے ۔ اب یہ کافی پرانی سکیم ہے کیونکہ یہ 1972-73ء میں شروع ہوئی تھی ۔اور جیسے آپ کہتے ہیں کہ لوگوں نے کافی احتجاج کیا ہے لیکن آپ کو یہ بھی خیال کرنا چاہیئے کہ یہ اسوقت کی حکومت نے 1973ء میں کیا تھا اور اس وقت یہ چیز کرنا جائز تھا اب موجودہ حکومت نے ایم ۔ ایل آر ۔ 23 کے مطابق تیسرا حصہ developed پلاٹ

ہر سب کو دے دیا ہے - اگر آپ developed سکیم کو لیں اس میں سے 50 فیصد جو developed پلاٹ ہیں حکومت خود خرید کر کے بجلی - پانی سڑکیں بنا کر اس آدمی کو جس کا وہاں پر پلاٹ ہے بیس ہزار الگ اور جتنی اس کی ملکیت ہوتی ہے اس میں سے آدمی اس کو دی جاتی ہے اور یہ جواب میں نے آپ کو پہلے بھی دیا تھا۔ ہم نے خاص طور پر گورنر صاحب کی اجازت سے ڈسکہ سیالکوٹ اور باقی سکیموں کیلئے بھی جن میں یہ کلاز نہیں تھی اب یہ کلاز لگا دی ہے یعنی ایک تہائی کی شرط لگا دی ہے تو جناب یہی وجہ ہے کہ لوگ اب وہ کیس واپس نہیں لے رہے ہیں ابھی ان کی hearing بھی نہیں ہوئی ہے -

ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف آرائیں - جناب میں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں -

جناب والا - میں اس ایکٹ کی بات کر رہا ہوں جو آپ کے بقول سابقہ حکومت نے بعض سیاسی وجوہات کی بنا پر نافذ کیا تھا اور آپ کے نقطہ نظر کے مطابق بھی وہ غیر اسلامی غیر اخلاقی اور غیر شرعی ہے - اور جس چیز کو آپ برا تصور کرتے ہیں اسے ختم کرنے میں کیا دقتیں ہیں اور کیا دشواریاں حائل ہیں -

جناب گورنر - دیکھئیے - جیسے میاں صاحب نے کہا ہے اور یہ سوال کئی دفعہ آیا ہے اور آ رہا ہے اس پر exercise ہو رہی ہے -

وزیر ھاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ - جناب والا - میں عرض کروں گا کہ اگر آپ کو ایک چیز بیس یا تیس ہزار روپے میں ڈویلپ ہو کر مل جائے تو وہ زمین کی قیمت سے زیادہ مل جاتا ہے -

سردار سلطان احمد - (وائس چیئرمین ضلع کونسل ساھیوال) - جناب والا - میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ جو کالا

قانون سابقہ حکومت کے وقت میں بنا تھا وہ غلط تھا اس کو ختم کرنا چاہئے اور جو وہاں کی قیمت ہو تین سال - یا دو سال کے اندر ادا کی جائے۔

جناب گورنر - جی بالکل - ایسے ہی ہوگا - ہم اس پر بیٹھے ہوئے ہیں کوئی نہ کوئی ہم اس کا حل نکال لیں گے -

53 - ڈیرہ غازی خان کے شہریوں کو مصفا پانی کی فراہمی

جناب محمد بلال طور - (چیئرمین میونسپل کمیٹی ڈیرہ غازی خان) - کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائینگے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈیرہ غازی خان کے شہریوں کو مصفا پانی مہیا کرنا ایک مسئلہ ہے کیونکہ زیر زمین پانی کڑوا ہے اور صحت کے لئے مضر ہے ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (الف) درست ہے -

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ پانی کی بہم رسانی کے لئے ایک مرحلہ وار پروگرام مالیتی تقریباً ایک کروڑ تیس لاکھ روپے سے شروع کیا گیا تھا ۔

(ب) یہ درست ہے کہ 1,23,00,000 روپے کی مالیت سے ایک سکیم برائے اصلاح نظام آب رسانی ڈیرہ غازی خان تیار کی گئی تھی لیکن میونسپل کمیٹی کی مالی ذمہ داریوں کو مد نظر رکھتے ہوئے نہایت ہی ضروری اور فوری نوعیت کے کاموں پر مشتمل ایک تخمینہ مالیتی 50 لاکھ (پچاس لاکھ روپے) سے تیار کیا گیا

تھا لیکن یہ بھی مالی سال 82-1981 میں شامل نہ ہو سکا کیونکہ مالی سال 82-1981 میں کوئی بھی شہری آب رسانی یا نکاسی کی نئی سکیم شامل نہیں کی گئی ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ شہر کے اکثر حصوں میں پائپ لائنوں کا فقدان ہے اور موجودہ پائپ لائنیں ۵۰ سال پرانی اور ناقابل استعمال ہیں ۔

(ج) یہ درست ہے کہ شہر کے بیشتر حصوں میں بچھائی گئی لائنیں بہت پرانی ہیں اور موجودہ ضروریات کے مطابق نہیں ۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ چیئرمین ترقیاتی بورڈ پنجاب اس مسئلہ کا جائزہ لے چکے ہیں مگر مذکورہ بالا منصوبہ 82-1981 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل نہیں ہو سکا ۔

(د) یہ درست ہے کہ چیئرمین منصوبہ بندی اور ترقیاتی بورڈ پنجاب نے فروری کے مہینہ میں ضلع ڈیرہ غازی خان کا تفصیلی دورہ کیا تھا اور چیئرمین میونسپل کمیٹی ڈیرہ غازی خان نے انہیں آب رسانی کی غیر تسلی بخش صورت حال سے آگاہ کیا تھا ۔ چونکہ مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے کوئی نئی سکیم آئندہ ترقیاتی منصوبہ 82-1981 میں شامل نہیں کی گئی اس لئے یہ بھی شامل نہ ہو سکی ۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت اس

(ہ) جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے کہ یہ سکیم رواں مالی سال میں

عوامی مسئلہ کے حل کے لئے اقدامات کرنے کو تیار ہے جب کہ میونسپل کمیٹی اپنا 1/3 حصہ یعنی مبلغ پچاس لاکھ (پچاس لاکھ) روپے پیشگی دینے کے لئے بھی تیار ہے۔

شامل نہیں ہو سکی۔ تاہم یہ امید کی جاتی ہے کہ جب بھی حکومت کے وسائل میں اضافہ ہوا اس سکیم کو اس مالی سال کے پروگرام میں شامل کرنے کی پوری کوشش کی جائے گی دریں اثناء سکیم ھذا کی انتظامی منظوری بھی حاصل کر لی جائے گی۔

57 - بہاولنگر میں سیوریج سکیم کے لئے رقم کی فراہمی

جناب جاوید اقبال رانا (چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاولنگر)

کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بہاولنگر شہر کے لئے سیوریج سکیم منظور ہو چکی ہے مگر رواں مالی سال میں مذکورہ سکیم کے لئے رقم مختص نہیں کی گئی۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (الف) یہ درست نہیں ہے کہ بہاولنگر کی سیوریج سکیم منظور ہو گئی ہے یہ درست ہے کہ مالی سال کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔

(ب) اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے تو سال رواں میں مذکورہ سکیم کے لئے رقم مختص نہ کرنے کی کیا وجوہ ہیں؟

(ب) اس منصوبہ کو رواں مالی سال 1980-81 میں شامل کرنے کے لئے محکمہ نے حکومت کو تجویز بھیجی تھی اور پندرہ لاکھ روپے خرچ کرنے کے لئے بھی مانگے تھے لیکن مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے سکیم کو مالی سال 80-81

میں شامل نہ کیا جا سکا سال 82-81 میں بھی کوئی نئی شہری واٹر سپلائی یا سیوریج کی سکیم منصوبہ میں شامل نہ کی گئی ۔ آئندہ جب حکومت کے وسائل نے اجازت دی یہ سکیم منصوبہ میں شامل کی جائے گی ۔ دریں اثنا سکیم ھذا کی انتظامی منظوری حاصل کر لی جائے گی ۔

64 ۔ بلدیہ کو فیس کی ادائیگی

شیخ غلام حسین صاحب (ممبر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی)

کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پنجاب محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ نے اپنی چٹھی نمبر ایس او (ڈی۔ ۱) 77-2-2 مورخہ 80-8-20 میں پلاٹوں کے سب ڈویژن بنانے کے متعلق پالیسی مرتب کی ہے ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (الف) جی ہاں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ چٹھی کی شق نمبر (v) کے مطابق جو فیس مقرر ہوئی ہے اس کی ادائیگی محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ،/ڈویلپمنٹ اتھارٹی/امپروومنٹ ٹرسٹ کو ہو گی ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اندرون حدود بلدیہ ہذا تمام سہولیات بہم پہنچانے کی ذمہ داری بلدیہ سر انجام دے رہی ہے جس میں صحت و صفائی، سیوریج، واٹر سپلائی، بجلی اور ابتدائی تعلیم وغیرہ شامل ہیں۔

(ج) محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کی رہائشی سکیموں میں تمام تر سہولتیں از قسم واٹر سپلائی سیوریج پختہ سڑکیں تفریح اور کھیلوں کے میدان اور شہر کارنر وغیرہ محکمہ خود فراہم کرتا ہے البتہ سکیموں کی تکمیل کے بعد یہ تمام سہولتیں متعلقہ میونسپل کارپوریشنوں (میونسپل کمیٹیوں) کی تحویل میں دے دی جاتی ہیں تاکہ وہ انکو برقرار رکھیں۔

(د) اگر جزو حالیہ بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت محولہ بالا (ج) میں متذکرہ فیس استحقاق کی بنیاد پر بلدیہ کو ادا کئے جانے کے بارے میں غور و خوض کرے گی۔

(د) مقررہ فیس کا تعلق اضافی پلاٹوں سے ہے جس میں بلدیہ کا کوئی استحقاق نہیں۔ البتہ ان اضافی پلاٹوں پر تعمیر کے بعد بلدیہ پراپرٹی ٹیکس میں اپنے حصہ کی از خود حقدار ہو گی۔

مسٹر رشید صدیقی۔ جناب والا سوال نمبر 16 آپ چھوڑ گئے ہیں تب

ضمنی سوالات متعلقہ سوال نمبر ۶۴

شیخ غلام حسین۔ جناب والا جو جواب دیا گیا ہے اس سے میں قطعاً مطمئن نہیں ہوں۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ پنجاب میں ہر شہر کا مسئلہ نہیں ہے۔ جہاں سیٹلائٹ ٹاؤن بنے ہیں یہ وہاں ان کا مسئلہ ہے۔ کیونکہ راولپنڈی میں یہ سیٹلائٹ ٹاؤن بنا ہے۔ آج سے پندرہ بیس سال پہلے جیسا کہ اس محکمہ نے اس وقت کے لحاظ سے اس زمین کو acquire کیا اور اس کے ڈویلپمنٹ چارجز لے کر لوگوں کو پلاٹ الاٹ کئے تھے، پندرہ

بیس سال سے اس کو کارپوریشن یا میونسپل کمیٹی maintain کر رہی ہے۔ اب بھی بیس سال کے بعد اس کی جان نہیں چھوڑی جا رہی اور ان سے مزید پیسے وصول کرنے کا یہ محکمہ اپنے آپ کو حق دار سمجھتا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ انہوں نے اپنے جواب میں کہا ہے سیوریج۔ پختہ سڑکیں ڈرینج گاہیں اور کھیلوں کے میدان ہم نے مہیا کر دیئے تھے اس لئے کارپوریشن کا اس پر کوئی خرچ نہیں ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ درست نہیں ہے بلکہ اسی سیٹلائیٹ ٹاؤن پر اس سال بھی ہم تقریباً سیوریج پر ۱۹ لاکھ روپیہ خرچ کرنے لگے ہیں۔ انہوں نے ایک میدان دے دیا جس کو پارک کا نام دے دیا گیا لیکن ایک ایک پارک کے اوپر تین چار لاکھ روپیہ اس ادارے کا خرچ ہو رہا ہے۔ اس پر بھی سب ڈویژن کو allow کیا ہے۔ بنیادی بات میں عرض کرتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ پہلے سب ڈویژن کو allow نہیں تھا فرض کیجئے ایک آدمی کو چار کنال کا پلاٹ ۲۰ سال پہلے ملا تھا اب انہوں نے اجازت دے دی ہے کہ اس کو ایک ایک کنال کا پلاٹ بنایا جا سکتا ہے۔ اس کے اوپر پانچ ہزار روپیہ فی کنال سب ڈویژن فیس ہے۔ اب ان کا کہنا یہ ہے کہ یہ فیس انہیں ملنی چاہیئے۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ اس پلاٹ کے اوپر جو کل کو مکان تعمیر ہو گا اس کو سیوریج۔ واٹر سپلائی۔ ڈرینج اور نئی سڑکیں ہم نے مہیا کرنی ہیں۔ آپ نے اگر اس وقت مذکورہ سہولیات مہیا کی تھیں تو آپ نے اس کے پیسے لے لئے ہیں۔ اب وہ ساری چیزیں کارپوریشن نے ان کو سپلائی کرنی ہیں۔ اس لئے ہماری محکمہ سے درخواست ہے کہ یہ پانچ ہزار روپیہ فی کنال سب ڈویژن کے چارجز ہیں یہ کارپوریشن کو ملنے چاہیئں۔ یہی میری درخواست ہے۔

جناب گورنر۔ اس کے تمام ڈویلپمنٹ چارجز recover ہو گئے ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ۔ جی ہاں ہو گئے ہیں۔

جناب گورنر۔ شجاع الرحمن صاحب آپ بتائیں یہاں پر آپ کیا کرتے ہیں ۔ ڈویلپمنٹ چارجز recover کرنے کے بعد یہ چیزیں آپ کے پاس آ جانی چاہیئں ؟

میاں شجاع الرحمن ۔ جناب والا یہ چیزیں تو ہمارے پاس آ گئی ہیں ۔ سڑکیں ہم maintain کررہے ہیں ۔ بجلی کے بل ہم دے رہے ہیں مگر یہ فیس لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی وصول کر رہا ہے حالانکہ یہ فیس کارپوریشن کو ملنی چاہیئے جیسا کہ شیخ غلام حسین صاحب نے کہا ہے۔

جناب گورنر ۔ یہ تو پھر یونیورسل ہوا۔

میاں شجاع الرحمن ۔ یہ مسئلہ لاہور میں بھی ہے ۔

جناب گورنر ۔ اس کے اوپر سب بیٹھ کر اس کو universally examine کریں کہ کہاں تک آپ کو رکھنا چاہیئے ۔ آپ نے اپنا فائدہ جو لینا تھا وہ لے لیا اس کے بعد آپ انہیں دیں گے یا ابھی اپنے پاس رکھیں گے ۔

Decentralization —We can examine this point.

شیخ غلام حسین ۔ میں جناب صدر سے یہ درخواست کروں گا کہ تین روز سے جو ہمارا ہاؤس چل رہا ہے اس میں عام طور پر معاملات سبجیکٹ کمیٹیوں کے سپرد کئے جا رہے ہیں اس لئے ان کے اندر کوئی نہ کوئی قانونی پہلو involve ہوتا ہے ۔

جناب گورنر ۔ تو کوئی سسٹم تو ہونا چاہیئے ۔ آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں یہاں بیٹھ کر بغیر examine کئے اس کا فیصلہ کر دوں ۔ اس میں کوئی local implications ہوں گی ۔ میں نے ایک چیز کہی ہے ۔ اب اس کے لئے کوئی ایکسپرٹ کتاب نکالے گا ۔ کوئی قانون نکالے گا ، کوئی اس کے پیسے نکالے گا ۔ اس کی تمام تفصیلات examine ہو جانے دیجئے ، اس کے بعد اس کو کر لیں گے ۔

شیخ غلام حسین - اب جناب وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ نے بہت مہربانی کی ہے انہوں نے اتفاق کیا ہے سیکرٹری صاحب نے بھی اتفاق کرا ہے - اب میں یہ عرض کروں گا ہم نے لوگوں کے تقریباً ڈیڑھ سو سے زیادہ نقشے روکے ہوئے ہیں جو پاس کرنے ہیں ۔ اس لئے میں یہ درخواست کروں گا جیسا کہ بظاہر اس میں کوئی قانونی پیچیدگی بھی نہیں ہے صرف اتنا ہے کہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ نے اپنے اس مطالبہ کو forego کر دیا تھا۔ میری وزیر صاحب سے یہ خاص طور پر درخواست ہے اسکو اگر یہ جلدی کر دیں تو لوگوں کے جو ڈیڑھ سو سے زیادہ نقشے پڑے ہوئے ہیں وہ ہمیں پاس کرنے میں آسانی ہو -

وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ - میں وعدہ کرتا ہوں بہت جلد کر دیں گے -

شیخ غلام حسین - بہت نوازش -

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی (ممبر میونسپل کارپوریشن - ملتان) - جناب والا جو کالونی ڈیویلپمنٹ کرنے کے بعد ٹرانسفر کر دی گئی ہے اور ان کو تمام حقوق دے دیئے گئے ہیں کہ اس کی مزید ڈیویلپمنٹ میونسپل کارپوریشن کرے یا میونسپل کمیٹی کرے تو پھر ان کا اس پر کیا حق بنتا ہے -

جناب گورنر - اس میں میں ایک عرض کروں گا کہ ابتدائی ڈویلپمنٹ انہوں نے کرلی ہے اور جتنے پیسے اس پر خرچ ہوں گے وہ تو انہوں نے وصول کرنے ہیں وہ پیسے ان کو آپ وصول کرنے دیں -

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی - جی ہاں -

جناب گورنر - ٹھیک ہے آپ انہیں وصول کرلے دیں -

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی - ٹھیک ہے وہ وصول کریں -

جناب گورنر - اسکو examine کریں کہ ان کے لاز کیا ہیں اور

سوبائی کونسل کی اگلی میٹنگ جو نومبر یا دسمبر میں ہو گی ، تاریخ کا تعین ہو جائے گا ، اس تاریخ تک ان کو جواب دینا چاہیئے ۔

نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی ۔ اس سلسلہ میں میری گزارش ہے کہ جب اس مسئلہ پر غور کیا جائے تو اس میں میونسپل کارپوریشن کے ممبر کو بھی شامل کیا جائے ۔ اس کی definition میں کسی نہ کسی ممبر کو represent کریں ۔

جناب گورنر ۔ اس میں ان کو آپ شامل کیجئے گا ۔ ان کا point of view آپ لے لیں ۔ اس میں کوئی حرج نہیں ۔

67 - رحیم یار خان میں آب رسانی کی توسیعی سکیم

میاں عبدالحق صاحب (چیئرمین میونسپل کمیٹی رحیم یار خان)
کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رحیم یار خان میں پینے کے پانی کی کمی کا سبب میونسپل کمیٹی کے محدود وسائل ہیں اور وہ اس اہم ضرورت کو پورا کرنے سے قاصر ہے ؟

(ب) اگر مذکورہ بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اہلیان رحیم یار خان کی اس بنیادی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے کوئی منصوبہ بنانے کو تیار ہے ۔

(الف) وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ۔

یہ درست ہے کہ رحیم یار خان کی واٹر سپلائی سکیم کے چار مرحلے 74-75 میں مکمل کر دیئے گئے تھے اور دس ٹیوب ویل ، جو نہر کے کنارے لگائے گئے تھے وہ تسلی بخش طور پر کام کر رہے ہیں - چونکہ زیر زمین پانی کڑوا ہے اس لئے اس میں نہر کا پانی ملا کر مقطر کر کے شہریوں کو پینے کا پانی مہیا کیا جاتا ہے - قدیم شہر کی آبادی بڑھ جانے کی

وجہ سے جو آبادیاں شہر کے ارد گرد مل گئی ہیں ان کے لئے پینے کے پانی کا مسئلہ درپیش ہے جو کہ حکومت کے زیر غور ہے۔ اب تک محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ موجودہ واٹر سپلائی سکیم رحیم یار خان سے تقریباً ساٹھ فیصدی آبادی کو پینے کا پانی تسلی بخش طریقہ سے مہیا کر رہا ہے۔

(ب) 1981-82 کے مالی سال میں مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے نہ کوئی نیا شہری منصوبہ آب رسانی ترقیاتی پروگرام میں شامل کیا گیا ہے۔ لہٰذا رحیم یار خان کو بھی شامل نہیں کیا جا سکا۔ آئندہ جب حکومت کے وسائل نے اجازت دی، آب رسانی کی توسیعی سکیم کو سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کیا جائے گا۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (میاں صلاح الدین)۔ یہ سوال نمبر ۶۶ تو شاید پڑھا جا چکا ہے۔ سوال نمبر ۶۷ (جواب پڑھا گیا)۔

جناب گورنر۔ اگر آپ اجازت دیں، تو بہن ایک خاتون ہیں جو اپنے علاقے کا پانی لائی ہوئی ہیں۔ کہاں سے لائی ہیں؟

ضمنی سوالات

بیگم نسیم عبدالماجد میاں (خاتون ممبر ضلع کونسل، بہاولنگر)۔ ہارون آباد سے۔

جناب گورنر۔ لوگ وہ پانی پی رہے ہیں جس میں کیڑے چل رہے ہیں۔ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ، بھٹ، فنانس، آپ لوگوں کو ایک بات ضرور کہوں گا کہ کم از کم آپ پینے کے لئے پانی تو صاف دیں اس کو higher priority دیں۔ دوسری چیزیں رکنہ سکتی ہیں۔ اس میں میں تھوڑی سی orientation چاہوں گا۔ یہ نہیں کہ جی، ہم نہیں کر رہے ہیں۔ جہاں صاف پانی ہے آپ وہاں سے شک نہ کیجیئے گا۔ لیکن جہاں نہیں،

وہاں کم از کم پینے کے پانی کو آپ higher priority دیں ۔ اس سے سب کی صحت ٹھیک ہو جائے گی، آدھی بیماریاں دور ہو جائیں گی۔ ہم 1981ء کے اندر پہنچ چکے ہیں اور لوگوں کے لئے پینے کا پانی نہیں۔ تو اس میں slight orientation ہونی چاہئیے۔ ایک ہی پیمانہ سے سب کو آپ مت ناپیں ۔

شیخ غلام حسین (راولپنڈی) ۔ جناب والا پانی میں جو کیڑے پیدا ہوتے ہیں ، اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ سو سو سال کی پرانی پائپ لائنیں ہیں ۔ اس میں ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کا تعلق نہیں ، بلکہ کارپوریشنوں اور میونسپل کمیٹیوں کی اپنی لائنیں بہت پرانی ہیں ۔ جہاں لائین پھٹ گئیں، لیجے سے اس کے اندر کیڑے پیدا ہونے شروع ہو گئے ۔ مجھے نہیں پتہ کہ یہ ڈزٹالوں کس میونسپل کمیٹی سے تعلق رکھتی ہیں ، میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایسا بھی ممکن ہے ۔ اگر ایسا ہے تو متعلقہ میونسپل کمیٹی یا کارپوریشن کو اپنی لائنوں کے اندر والی خرابی کو دور کرنا چاہئیے ۔

جناب گورنر ۔ میں نے تو ایک اصول کی بات کی ہے ۔ تفصیل میں آپ لوگ خود جائیے گا ۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ اس کو ذرا higher priority دیں ۔

بیگم نسیم عبدالماجد میاں ۔ جناب والا ، انہیں صحیح صورت کا علم ہی نہیں ۔ بات یہ ہے کہ صرف شیخ صاحب کا حق نہیں ہے کہ وہ صاف پانی پیئیں ۔ ہم جو اتنے دور دراز سے آتے ہیں ہمارا بھی یہ بنیادی حق ہے کہ ہم صاف پانی پیئیں ۔ ہمارے ہاں صورت حال یہ ہے ، کہ ہمیں اتفاق ہو کر پانی آتا ہی نہیں جس حالت میں نہروں میں پانی ہوتا ہے ویسے ہی وہ نلکوں میں بھیج دیتے ہیں ۔ اس میں بھینسوں کی گندگی ، گوبر اور دنیا جہاں کی گندگی ہوتی ہے ۔ وہ ہمیں پینے کے لیے دے دیا جاتا ہے ۔

جناب گورنر ۔ آپ شیخ صاحب کو دعوت دیں ۔

بیگم نسیم ماجد میاں ۔ میں انہیں پانی کی بوتل دیتی ہوں ۔ یہ ہیں ۔ انشاءاللہ تعالیٰ اگلے اجلاس میں یہ نہیں آ سکیں گے ۔ جناب والا ، یہ ہماری ہی ہمت ہے کہ ہم وہ پانی پیتے ہیں اور پھر اڑھائی ہونے تین سو میل کا سفر طے کر کے اجلاس میں آتے ہیں اور اپنے بچوں کو بھی یہی پانی پلاتے ہیں جو ایک سال سے لے کر پانچ سال تک پہنچتے پہنچتے تقریباً ختم ہو جاتے ہیں ۔

چوہدری محمد صدیق سالار ۔ یہ کہاں کا علاقہ ہے ؟

بیگم نسیم ماجد میاں ۔ ہارون آباد ضلع بہاول نگر ۔ ڈویژن بہاولپور ۔

جناب گورنر ۔ یہ اگر وہاں نہ جائیں تو پانی کی جو بوتل آپ لائی ہیں ، اس میں سے ایک ایک گھونٹ سب ممبر صاحبان کو پلائیں ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ۔ انشاء اللہ اس کا جلد ازالہ کر دیا جائے گا ۔

راجہ محمد افضل (چیئرمین میونسپل کمیٹی ۔ جہلم) ۔ ابھی تک میونسپل کمیٹیوں نے محکمہ پبلک ہیلتھ سے یہ سکیم take over ہی نہیں کی ۔ ٹیوب ویل خراب ہو رہے ہیں اور پینے کا پانی بالکل نہیں ۔ ابھی تک ہم نے ان سکیموں کو take over ہی نہیں کیا ۔ اور شیخ صاحب کہتے ہیں کہ اس میں میونسپل کمیٹی یا کارپوریشن کا تعلق ہے ۔ دوسرے میں نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہوں گا کہ جس طرح گاؤں سے مائیگریشن ہو رہی ہے ، لوگ شہروں کی طرف بڑھ رہے ہیں تو اس سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شہروں میں پانی کی سپلائی اور سیوریج کے لیے کوئی پیسہ نہیں رکھا گیا ۔ یہ نہایت افسوسناک بات ہے ۔

جناب گورنر ۔ حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے نہ کہ حوصلہ شکنی ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ۔ جناب والا ، جس طرح گورنر صاحب

نے فرمایا ہے ، پانی کا مسئلہ واقعی بہت سنگین ہے ۔ ہمیں اس بات کا احساس ہے فیصل آباد میں ہم نہروں کا پانی دیں گے تو فلٹر کر کے دیں گے ۔ 60 فی صد سے زیادہ آبادی کو پانی نہیں مل رہا ۔ سیوریج کی بجائے پینے کے پانی کی طرف ہم زیادہ دھیان دینا چاہتے ہیں اور اسی طرح سے بہاول پور کے علاقہ کے لیے بھی انشاء اللہ کوشش کریں گے ۔ پہلے پینے کا پانی ، اس کے بعد سیوریج ۔

جناب گورنر ۔ اگلا سوال ۔

وزیر ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ ۔ اگلا سوال نمبر 82 ہے ۔

میاں عبدالخالق ۔ سوال نمبر 66 آپ چھوڑ گئے ہیں ۔

وزیر ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ ۔ میرے خیال میں یہ ہو گیا ہے ۔ اگر نہیں پڑھا تو پڑھ دیتا ہوں ۔

66-رحیم یار خان میں نکاسی آب سکیم کے لیے رقم کی فراہمی

میاں عبدالخالق (رحیم یار خان) ۔ کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ رحیم یار خان شہر میں نکاس آب کے لیے تقریباً دو کروڑ روپے کا منصوبہ منظور ہوا ہے جس میں سے ایک تہائی میونسپل کمیٹی ادا کرے گی اور باقی دو تہائی حکومت کی جانب سے گرانٹ اور قرضہ کی شکل میں دیا جائے گا ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ

(الف) یہ درست ہے کہ سیوریج سکیم رحیم یار خان کا منصوبہ 153 لاکھ روپے کا منظور ہو چکا ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ اس رقم کا 1/3 حصہ میونسپل کمیٹی ادا کرے گی اور باقی 2/3 حصہ حکومت کی جانب سے گرانٹ اور قرضہ کی شکل میں دیا جائے گا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ

(ب) سالانہ ترقیاتی پروگرام 80.81

حکومت کی اس یقین دھانی پر کہ حکومت کی جانب سے سال رواں میں اس منصوبہ کے لیے مبلغ 40 لاکھ روپے دئے جائیں گے ، بلدیہ نے اپنے بجٹ میں مبلغ 20 لاکھ روپے اس منصوبہ کے لیے مختص کئے ، جن میں سے مبلغ دس لاکھ روپے ادا بھی کئے جا چکے ہیں جب کہ حکومت کی جانب سے صرف پانچ لاکھ روپے دئے گئے ہیں ۔ نتیجہ کام کی رفتار سست ہے ۔	میں حکومت نے صرف پانچ لاکھ روپے اس منصوبے کے لیے مختص کئے تھے جو خرچ ہو چکے ہیں ۔ حکومت نے 40 لاکھ روپے دینے کا کوئی وعدہ نہ کیا تھا البتہ 10 لاکھ روپے کمیٹی کی طرف سے ملنے سے کام فنڈز کے مطابق کیا جا رہا ہے اور کام کی رفتار تسلی بخش ہے ۔
(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس منصوبہ کی اہمیت کے پیش نظر باقی ماندہ رقم اس سال یا آئندہ مالی سال میں فراہم کرنے کو تیار ہے ۔	(ج) مالی سال 1981-82 میں حکومت نے منصوبہ کی اہمیت کے پیش نظر 30 لاکھ روپے مختص کئے ہیں ۔

سوال نمبر 66 (الف) جواب چھپا ہوا پڑھا گیا ۔

وزیر ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ ۔ (ب) وعدہ نہ کیا تھا ۔ البتہ 10 لاکھ روپے کمیٹی کی طرف سے اور پانچ لاکھ حکومت کی طرف سے ملنے پر کام فنڈز کے مطابق کیا جا رہا ہے ۔

(ج) رواں مالی سال 1981-82ء میں حکومت نے منصوبے کی اہمیت کے پیش نظر 30 لاکھ روپے مختص کیے ہیں ۔ امید کی جاتی ہے کہ

میونسپل کمیٹی بھی باقی حصہ ادا کر دیے گی تاکہ کام مکمل ہو سکے ۔

میاں عبدالخالق ۔ اس کے لئے گزارش ہے کہ یہ منصوبہ جو ایک سو ترپن لاکھ روپیہ منظور ہوا ہے ۔ ہمیں پچھلے سال ۸۰ لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا گیا تھا ۔ گورنر صاحب رحیم یار خان آئے تھے ، وہاں انہوں نے وعدہ کیا تھا ۔ یہاں بھی ایک دو میٹنگز ہوئی تھیں ، ان میں بھی کہا گیا تھا کہ ۱۰ لاکھ روپیہ ہمیں دیا جائیگا ۔ لیکن ہمیں صرف پانچ لاکھ روپیہ دیا گیا ہے ۔ کمیٹی نے اس میں دس لاکھ روپیہ دیا ہے ۔ اس سال بھی ۳۰ لاکھ روپیہ رکھا گیا ۔ ۱۵۳ لاکھ روپے کا منصوبہ دو سال میں مکمل ہونا ہے ۔ جس رفتار سے یہ چل رہا ہے اس رفتار سے تو پانچ سال میں بھی مکمل نہ ہو گا اور اس وقت اس کی cost دو کروڑ سے اوپر ہو جائے گی ۔ ایک تو اس کو جلدی بننا چاہیے ۔ ہمارے شہر میں پانی کے نکاس کی بڑی تکلیف ہے ۔ دوسرے اس میں یہ ہے کہ ۱/۳ کمیٹی جو دیتی ہے ، ۱/۳ حکومت کی طرف سے قرضہ ہوتا ہے اور ۱/۳ حکومت بطور گرانٹ دیتی ہے ۔ پبلک ہیلتھ والے ۵۰ فی صد سے اوپر تک ٹھیکہ دیتے ہیں ، جبکہ اگر بلدیہ سکیم بناتی ہے تو ہمارا ۱۰ فی صد زیادہ سے زیادہ ٹینڈر آتا ہے ۲۵ سے ۳۰ فی صد یہ ہم سے ویسے ہی لے جاتے ہیں اور اس کے بعد ساڑھے بارہ فی صد محکمانہ چارجز لے لیتے ہیں ۔ اس طرح یہ ہمیں 33 فی صد دیتے ہیں اور 40 فی صد لے جاتے ہیں ۔ اس کی کیا وجہ ہے ؟ ہمارے اور ان کے ریٹوں میں یہ کیوں فرق ہے ؟

چیئرمین پی اینڈ ڈی (جناب خالد جاوید) ۔ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ میں ہر میونسپل کمیٹی نے اپنا حصہ دینا ہوتا ہے ۔ پچھلے سال جیسے میں نے واضح کیا ، انہوں نے دس لاکھ دیا ، پانچ لاکھ ہماری طرف سے ہوا ۔ ہم مانتے ہیں کہ حکومت جو پانچ لاکھ روپیہ دیا ہے وہ کم تھا ، بہرحال پندرہ لاکھ ٹوٹل روپیہ تھا جو خرچ ہو گیا ۔ اگلے سال کے

لیے فنڈز کی کمی کی وجہ سے 30 لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ اور ٹاؤن کمیٹیوں کو کافی اہمیت دی گئی ہے ۔

یہ کافی مشکل سکیم ہے یہاں انڈسٹریل ایریا کا بھی پانی کھڑا ہوتا ہے ۔ اور واٹر ٹیبل بھی اونچا ہے اس میں سیوریج ڈالنے میں کافی کام ہوتا ہے ۔ اور یہ ویسے بھی کافی مشکل کام ہوتا ہے اس میں ٹھیکدار صاحبان زیادہ ریٹ مانگتے ہیں ۔ اور کام کرانا پڑتا ہے ورنہ کام نہیں ہوتا ۔

جناب گورنر ۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی کہا تھا پلاننگ کرتے وقت اس سکیم کا ایک ٹائم لمٹ رکھ دو اور جتنی بڑی سکیم ہوتی ہے اس کی moblization میں چیزیں اکھٹی کرنے میں کافی وقت لگتا ہے لیکن ہر کام کی ملت کا تعین کرو ۔ اگر دو سال ملت ہے تو اس کام کو دو سال میں ختم ہونا چاہیئے ۔ لیکن یہ اس کو mobilise نہیں کرتے ۔ اس لیے تین ، چار سال لگ جاتے ہیں ۔ اور یہ خیال نہیں کرتے کہ ہر سال مہنگائی بڑھتی چلی جاتی ہے اس پر ہم نے زور دیا ہے کہ ہر سکیم کی حد مقرر کی جائے ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خاں (اٹک) ۔ جناب صدر یہ ٹھیکداروں کے ذریعے کام کراتے ہیں اس میں 25% سے 30% زیادہ رقم دیتے ہیں ۔ یہ کیوں دیتے ہیں ۔ ہم نے دس دس پندرہ پندرہ لاکھ کی سکیمیں بنالیں ہیں ہم نے ان ہی ٹھیکیداروں کو جو ان کی سکیمیں بناتے ہیں کو یہ کام دیا ہے انہوں نے اسے اصل ریٹ پر کیا ہے ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ 30% یا 55% بلدیہ کی جیب سے نکل کر ان کی جیبوں میں کیوں جائے ۔

جناب گورنر ۔ وہ تو جاتا ہے ۔ ہم اس سسٹم کو درست کر رہے ہیں ۔ یہ نہیں جانا چاہئے ۔ میں مانتا ہوں کہ یہ جاتا ہے ۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان ۔ جناب دیہاتی

علاقوں میں جہاں پانی کی قلت ہے - اگلے دن میں، لاوا کی واٹر سپلائی سکیم، جو بن رہی ہے دیکھنے گیا - انہوں نے پانی حاصل کرنے کے لیے جو کنواں بنایا تھا وہ ٹیڑھا ہو کر ایسا ہو گیا ہے جیسے کٹا ہوا ڈیم ہوتا ہے اس کے اندر سائفن بنا ہوا ہے - سب گاؤں والے اکھٹے ہو کر اس کو دیکھنے گئے اس پر جو دو تین لاکھ روپے خرچ ہوا وہ سب ضائع ہو گیا ہے - جتنی بھی سکیمیں ہیں وہ ٹھیک نہیں تھیں - یا تو ان میں مٹی بھر گئی تھی یا ٹیڑھی ہو گئیں تھیں - ان میں والو لائن تک درست نہ تھیں - یونین کونسلوں کے اپنے اتنے وسائل نہیں ہیں کہ یہ اگر بنا بھی دیں تو یونین کونسل ان کو چلا سکے - ہمارے یہاں آٹھ سکیمیں منظور ہوئیں تھیں اب صرف دو رہ گئیں ہیں -

جناب گورنر - یہ آپ بھی جانتے ہیں میں نے بھی ذکر کیا تھا - کل یہ یہاں بیٹھے انگریز کو یاد کر رہے تھے - میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جب تک سینیئر آفیسرز معائنہ کے لیے نہیں نکلیں گے یہ کام اسیطرح ہوں گے - میں نے انہیں کہا کہ جاؤ جا کر دیکھو - کام کیوں نہیں ہوتا اب یہ لوگ نکلنا شروع ہوئے ہیں -

ایک معزز رکن - پبلک ہیلتھ کی سکیموں پر جو پیسے لگتے ہیں بلدیہ جب ٹنڈر کرتے ہیں تو ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ یہ ٹنڈر کیوں کرتے ہیں -

جناب گورنر - یہ ٹنڈر کی جو بات ہے یہ درست ہے آپ نے پوائنٹ آؤٹ کر دیا ہے آپ موقع پر جا کر دیکھ سکتے ہیں، چیک کر سکتے ہیں لیکن ٹنڈر تو ہوں گے -

مسٹر رشید احمد صدیقی - میرا سوال نمبر 16 کا جواب نہیں پڑھا ہے -

جناب گورنر - نہیں پڑھا - میاں صاحب آپ سب کچھ گول کئے جا رہے ہیں -

وزیر ہاوسنگ - اس کا جواب بہت لمبا ہے اس کا جواب مینجنگ ڈائریکٹر ایل ڈی اے نے دے دیا ہے -

سردار سلطان احمد - (وائس چیئرمین ضلع کونسل ساہی وال) جناب صدر جیسا کہ ابھی آپ نے فرمایا ہے کہ ایک پوائنٹ رکھ لیا جائے جس پر بحث ہو - میری عرض ہے کہ پبلک ہیلتھ - ایک ایڈوائزری سروس کے طور پر رہ جائے یہ کام خود نہ کرائیں - ان کی صرف ایڈوائزری حیثیت ہونی چاہئے -

وزیر ہاوسنگ - جو صحیح پوائنٹ تھا وہ تو آپ بھول گئے - یہ بے ایمانی ہمارے رگ و ریشہ میں سرایت کر گئی ہے اس لیے آپکو ، آپکی حکومت کو اور وفاقی حکومت کو قانون بدلنا پڑیں گے - ورنہ نہ انجنیروں کا محاسبہ ہو سکتا ہے نہ ٹھیکیداروں کا - اسکے متعلق آپ بھی کچھ کریں اور مجھے بھی بتائیں جب پچھلی میٹنگ ہوئی تھی اس میں ہماری ۲۹ سکیمیں تھیں صبح ساڑھے آٹھ بجے سے لیکر پون بجے تک بیٹھا رہا کسی نے یہ نہیں کہا کہ فلاں جگہ سڑک خراب ہے ، فلاں سکول غلط بنا ہے ، فلاں جگہ آپ زمانی میں نقص ہے سارا دن آپ کی باتیں سن سن کر بہت برے دل سے اپنے گھر گیا - آپ کو یہ احساس نہیں کہ ملک کے کروڑوں روپے خرچ ہو رہے ہیں - آپ عوامی نمائندے ہیں آپ جا کر دیکھیں -

سیدہ ساجدہ نیر عابدی - یہ آپ کا درست خیال ہے ہم لوگ تو اس معاملے میں خود بہت پریشان رہتے ہیں چونکہ ہم تکنیکی تجربہ نہیں رکھتے اس لئے مختلف ورکس میں ہمیں یہ پتا نہیں کہ سیمنٹ کی کیا تناسب ہو گی ، سریا کس قسم کا ہو گا یہ زندگی کا پہلا موقع ہے کہ ہمارے دیہاتوں میں اینٹیں لگ رہی ہیں ہم لوگ تو اسکو غنیمت سمجھتے ہیں - گذشتہ 33 سالوں سے اس طرف کسی حکومت نے کوئی توجہ نہیں دی - ہم تو خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہمیں موجودہ حکومت نے کچھ اینٹیں اور سیمنٹ فراہم کیا ہے -

ہم تو ہر وقت ان پر نازاں رہتے ہیں ۔ لیکن ہم فنی مہارت نہیں رکھتے اور فنی مہارت کے بغیر ہمیں کیا خبر کہ کتنا سیمنٹ اور کتنا سریا غائب ہو گیا ہے ۔ سریا کس وزن کا لگانا تھا اور کس وزن کا لگایا گیا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ عمارتیں فوری طور پر ٹوٹ رہی ہیں ۔ اس میں لوکل گورنمنٹ کے محکمے Involve ہوتے ہیں انہوں نے untrained انجینئر بھیجے ہوئے ہیں ۔ وہ بغیر نقشوں کے عمارتیں بنوا رہے ہیں ۔ کوئی نقشہ نہیں ہے کوئی پیمائش نہیں ہے ۔

وزیر ہاوسنگ ۔ ایسی بات تو نہیں ہے کہ انجینئر Untrained ہیں ۔

سیدہ ساجدہ نیئر عابدی ۔ میں یقین سے کہہ رہی ہوں ۔ ہمارے پاس اس کا ثبوت ہے کہ بغیر نقشے اور بغیر پیمائش کے دیہاتوں میں سکول ، ہیلتھ سنٹر اور استادوں کی رہائش گاہیں بن رہی ہیں ۔

وزیر ہاوسنگ ۔ میں نے بھی کہا تھا کہ جہاں ۔۔ ایسا ہو رہی ہے وہ مجھے بتائیں میں خود دیکھونگا ۔

سیدہ ساجدہ نیئر عابدی ۔ میری گذارش یہ ہے کہ میں 50 ہزار افراد کے حلقہ کی نمائندہ ہوں اور اس حلقہ میں سینکڑوں عمارتیں بن رہی ہیں ۔ نہ تو میرے پاس کوئی سواری ہے نہ ہی کوئی ایسے ذرائع ہیں جن سے میں موقع پر پہنچ سکوں ۔ لیکن اس کے باوجود پہلی میں جاتی ہوں تو

جناب گورنر ۔ اصل میں یہ کہہ رہی ہیں کہ وزیر صاحب کو بھی باہر جا کر معائنہ کرنا چاہئے ۔

سیدہ ساجدہ نیئر عابدی ۔ آپ تشریف لائیں میاوالی ایک ٹیم بنالیں ۔

وزیر ہاوسنگ ۔ یا تو آپ مجھے انجینئر تو تسلیم کرنے کہ میں خود انجینئر ہوتا تاکہ موقع جا کر مختلف ورکش کے تعمیر دیکھ سکتا ۔ میں بھی تو اسی انجینئر پر اعتبار کرونگا جنکے متعلق آپ کہہ رہی ہیں ۔

جناب گورنر - اب ہمیں آگے چلنا چاہئیے - یہ پوائینٹ ہو گیا جب عام بحث ہو گی تب بات ہو گی -

سردار سلطان احمد - (ساہی وال) ہم آپ کو بتائینگے وہاں کیا ہو رہا ہے - میری گذارش ہے کہ میاں صاحب کو جب بھی فرصت ملے ملتان ضرور تشریف لائیں -

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ - (میاں صلاح الدین) - آپ ایک خط لکھ دیا کریں -

جناب گورنر - آپ تشریف رکھیں -

مسٹر محمد بشارت راجہ - جناب والا - میں میاں صاحب سے گذارش کرونگا کہ وہ دیہاتوں کا دورہ کریں تاکہ ہم ان کو مسائل سے آگاہ کر سکیں -

جناب گورنر - وہ آپ کو دعوت دے رہے ہیں -

جناب محمد بشارت راجہ - چیئرمین ضلع کونسل (راولپنڈی) جناب والا - میں تمام وزراء سے گذارش کرتا ہوں کہ وہ باہر آئیں ساری کابینہ آپ کے سامنے بیٹھی ہے - کوئی وزیر صاحب یہ بتائیں کہ اس نے دیہات کا دورہ کیا ہے - جناب والا - ہمارے ہاں ایک پل بنا تھا - ایک مہینہ ہوا وہ پل گر گیا ہے - انہیں چاہیے کہ وہاں جا کر یہ دیکھیں کہ کیا وجہ ہے - وہ پل کیوں گرا ہے -

جناب گورنر - میاں صاحب کو خود پتا ہونا چاہیئے -

وزیر مواصلات - جناب والا - مجھے ایک لیک کے گرنے کی اطلاع ملی تھی - اس پر اسی وقت عمل کر دیا گیا -

جناب گورنر - اگلا سوال

82 - ٹاؤن شپ سکیم میں کوارٹر کی الاٹمنٹ

جناب خاقان بابر - (صدر آل پاکستان فری لیگل ایڈ ایسوسی ایشن -

لاہور) کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مسمی عبدالحق اسسٹنٹ گورنمنٹ میڈیکل سٹور گلبرگ لاہور نے درخواست برائے الاٹمنٹ کوارٹر (ٹاؤن شپ سکیم) 68-2-27 ڈائری نمبر 2394 کے تحت محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کو دی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ آفیسر لاہور ٹاؤن شپ نے درخواست دہندہ کو مورخہ 75-8-27 اور 75-11-6 کو تحریری طور پر مطلع کیا تھا ۔ کہ تمہاری درخواست برائے الاٹمنٹ کوارٹر کا فیصلہ ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی کے اجلاس میں ہو گا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ درخواست دہندہ 1968ء سے اب تک متعدد بار کوارٹر کی الاٹمنٹ کیلئے درخواست دیتا رہا ؟

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے ۔ تو 1968ء سے لے کر اب تک کتنے لوگوں کو لاہور ٹاؤن شپ سکیم میں کوارٹر الاٹ کئے گئے ہیں ۔ اور درخواست دہندہ کو اب تک کوارٹر الاٹ نہ کرنے کی کیا وجوہ ہیں اور اسے کب تک کوارٹر الاٹ کیا جائے گا ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ۔ (الف) جی ہاں اس کی درخواست باقاعدہ طور پر باقی سرکاری ملازمین کی درخواستوں کے ہمراہ قرعہ اندازی مورخہ 68-7-17 اور 68-7-18 بسلسلہ الاٹمنٹ کوارٹرز برائے گورنمنٹ ملازمین کوٹہ واقع لاہور ٹاؤن شپ سکیم شامل کی گئی تھی ۔ لیکن موصوف اس قرعہ اندازی میں کامیاب نہ ہو سکا ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی ہاں ۔

(د) 1968ء کے بعد مروجہ طریقہ کے مطابق الاٹمنٹ کیلئے نہ درخواستیں طلب کی گئیں اور نہ ہی الاٹمنٹ کی گئی البتہ جھگی نشینان احاطہ پیری والا ریواز گارڈن ۔ ,,باؤلی کیمپ،، گندہ ڈپو بند روڈ ۔ دل محمد روڈ ، ,,اصلیہ کالونی شاہ جمال ,,ایسٹ روڈ،، کو لاہور ٹاؤن شپ کے کوارٹروں میں آباد کیا گیا ۔ اور جو ناجائز قابضین وقتاً فوقتاً ان کوارٹروں میں قابض ہو چکے تھے ۔ ان کے قبضہ کو باقاعدہ یعنی ریگولر بنا دیا گیا ۔

آئندہ الاٹمنٹ کا انحصار کوارٹروں کی دستیابی پر منحصر ہے ۔

ضمنی سوالات

MR. KHAQAN BABAR. I have asked the question and I have a right to speak :

جناب والا ۔ میرا سوال یہ ہے الاٹمنٹ نمبر 745 مورخہ 13 مارچ 1969ء بنام عبدالحق سرکاری ملازم محکمہ کے سیل شدہ فارم کی بجائے طے شدہ فارم پر جاری ہوا جبکہ قرعہ اندازی مورخہ 17 جولائی 1968ء کو ہوئی ۔ اسکی وجہ ؟

I am pointing toward the corruption in the allotment of quarters.

تو معلوم یہ ہوا ہے کہ ٹاؤن شپ میں پولیس سے چار کوارٹر حال ہی میں خالی کرائے گئے ہیں ۔ ایک کوارٹر کو الاٹ کر دیا گیا ہے ۔ باقی تین میں سے ایک درخواست دھندہ کو کیوں نہیں الاٹ کیا گیا ۔ تو اس کیس کی بنا پر میں جناب سے ایک سوال پوچھتا ہوں کہ آپ کے علم میں ہے کہ جولائی میں الاٹمنٹ ہوئی لیکن جولائی سے پہلے بھی ان لوگوں کو جن پر مہربانی کرنی ہوتی ہے procedure prescribed کے بغیر ان کو راضی کر دیا جاتا ہے ۔ اس میں یہ ایک سفارش ہے رشوت ہے دوسرا کوئی راستہ نہیں ہو سکتا ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ۔ جناب والا بہت سارے کوارٹر جو ہیں

گئے ہیں اور ان پر جن لوگوں نے قبضہ کر لیا ہوا ہے یہ اپنی ہی بستی کچھی آبادیاں ہیں۔ حکومت کی دریا دلی کہیے، فی الحال ہم ان کو regularise کر رہے ہیں۔ پھر جنہوں نے الاٹمنٹ کے لئے درخواستیں دی ہوئی ہیں اس میں میں مانتا ہوں کہ شاید کچھ حرکت ہوئی ہو۔ تو آپ کے لئے اس کو میرے پاس بھیجیں انشاءاللہ کوئی نہ کوئی ذریعہ نکال لینگے۔

جناب خاقان بابر۔ جناب والا۔ میں نے پچھلے اجلاس میں سوال کیا تھا کہ 6 ہزار کوارٹر بنے ہیں۔ تو اسمبلی کے اور لاہور سیکرٹریٹ کے چپڑاسیوں کو بھی اس میں سے حصہ دینا چاہیے کیونکہ چپڑاسی صرف 5 سو روپے ماہوار تنخواہ لیتا ہے۔ تو میں نے کہا تھا کیا یہ غریب لوگ نہیں ہیں۔ اگر غریب ہیں تو ان کو بھی کوارٹر کی الاٹمنٹ ہونی چاہیے۔ چپڑاسی بیچارہ 5 سو روپے ماہوار تنخواہ لیکر اپنے بال بچوں کا پیٹ پالے گا یا اس مہنگائی کے دور میں 13 روپے فی کلو دال لے کر کھائے گا یا ہمارا کام کریگا۔ تو اس وقت بھی کہا گیا تھا کہ ان کو الاٹ کئے جائیں گے۔ لیکن میں اسمبلی کے ساتھ کہتا ہوں کہ دس آدمیوں کو بھی کوارٹر الاٹ نہیں ہوئے۔ تو میں جناب کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ بددیانتی اور رشوت لے کر جو الاٹمنٹ کی جاتی ہے وہ ختم ہونی چاہیے کیونکہ اس طرح گورنمنٹ کا پیسہ ضائع ہوتا ہے۔

That is my objection.

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ۔ جناب والا۔ میں اس کی تحقیقات کرونگا۔

سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ۔ (بریگیڈیر احمد نواد صاحب) جناب والا۔ انہوں نے ابھی سوال دیا ہے جناب والا۔ انہوں نے جو پچھلی دفعہ سوال کیا تھا مجھے یاد نہیں کہ وہ الاٹمنٹ کے بارے میں کیا تھا۔

جناب گورنر۔ آپ نے اس سوال کا جواب پڑھ کر سنایا تھا؟

جناب خاقان بابر۔ جناب والا۔ میں نے لسٹ آفس میں لکھا ہوا سوال دیا تھا اس پر مجھے لکھا ہوا جواب دیا گیا میں نے کہا تھا کہ یہ جو

چپڑاسی ہیں یہ غریب لوگ ہیں ان کو consider کیوں نہیں کیا جاتا ۔

جناب گورنر ۔ اس پر پھر کیا ہوا ؟

Mr. Khaqan Babar. That is my objection.

جناب گورنر ۔ اس پر پھر کیا ہوا ۔ یعنی جو اسمبلی کی پروسیڈنگ ہوتی ہیں وہ آپ پڑھتے ہیں ؟

سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ۔ جناب والا ۔ پروسیڈنگ ہمارے پاس آتی ہیں ۔

جناب گورنر ۔ آتی ہی نہیں بلکہ آپ لوگ یہاں نوٹ کرتے ہیں ۔ آپ یہاں کس لئے بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں ؟

سیکرٹری ہاوسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ۔ جناب والا ۔ یہ جنرل سوال تھا جس کے بیچ میں انھوں نے کہا کہ ٹاؤن شپ میں چھ ہزار کوارٹر بنے ہیں ۔ یہ 1952 ء اور 1955ء کی پرانی سکیم ہے ۔ کوارٹر بن چکے ہیں ۔ ابھی ہم وہاں الاٹمنٹ کر رہے ہیں اور منسٹر صاحب نے جواب دے دیا ہے ۔

جناب گورنر ۔ بابر صاحب مجھے تاریخ کا نہیں پتا کہ یہ سلسلہ کب سے جاری ہے ۔

جناب خاقان بابر ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ چھ ہزار نئے کوارٹر دو تین سال ہوئے بنے تھے ۔ 1967ء سے یہ سلسلہ چل رہا ہے اور یہ کوارٹر غریبوں کے لئے بنے ہیں ۔ میں جناب کو تفصیلات مہیا کر دوں گا ۔ تو عوامی طریقہ کار یہی تھا کہ گورنمنٹ سے پیسہ لے کر کوارٹر بنا لو اور پیسے وصول کر کے کوارٹر آگے دے دو ۔ تو وہی طریقہ کار آج بھی چل رہا ہے ۔ میں نے واضح طور پر پوچھا کہ اب چھ ہزار سات سو کوارٹر بنے ہیں ۔ چھ سو سترہ چپڑاسی ہیں ۔ تو پنجاب گورنمنٹ کے چپڑاسی جنھیں ہم پانچ سو روپے ماہوار تنخواہ دیتے ہیں کیا ان کا حق نہیں ہے کہ انھیں دس فیصد ہی دے دلیے جائیں جو کہ انھیں نہیں دلیے گئے ۔

جناب گورنر ۔ نہیں بابر صاحب میں اس پر آرہا ہوں ۔ میں نے دو تین بنیادی سوالات پوچھے ہیں ۔ آپنے اس پر یہ سوال اٹھایا کہ آیا انہوں نے اس پر کوئی نوٹس لیا ۔ یہ سب یہاں پر موجود ہوتے ہیں ۔

جناب خاقان بابر ۔ جناب والا ۔ انہوں نے جواب دیا تھا کہ یہ سب کوارٹر موجود ہیں اور اس پر غور کیا جائے گا ۔

جناب گورنر ۔ نہیں ۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جو انہوں نے سوال کیا اس کے متعلق بتائیں کہ حقیقت کیا ہے ۔ اس اسمبلی کو آپ رپورٹ کریں کہ حقیقت کیا ہے اور کہاں سے یہ چیز غلط ہے ۔

سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ۔ جناب والا انہوں نے پچھلی دفعہ جواب دیا تھا اور وہ اسمبلی کو ضرور ملا ہو گا ۔

جناب گورنر ۔ ملا ہو گا نہیں ۔ وہ آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ آپ نے اس کا کوئی جواب دیا ہے ۔ اس کا ہاں یا ناں میں جواب دیں ۔

سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ۔ جناب والا ۔ انہوں نے جو سوال کیا ہے ہم نے اس کا جواب دیا ہے ۔

MR. CHAIRMAN: The point is very clear. ۔ جناب گورنر
ہوا ، ہاں ۔ دیا ، نہ ۔

سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ۔ جناب والا دیا ہے ۔ جو یہ سوالات ہمیں بھیجتے ہیں ان کا جواب ہم ان کو بھیج دیتے ہیں ۔

جناب گورنر ۔ اس کو exact figures دے دیجئے گا ۔

سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ۔ جناب والا ۔ انہوں نے جو سوال اٹھایا ہے اس کا اسی کے ساتھ تعلق ہے ۔ اس کا جواب ہم نے دے دیا ہے ۔

جناب گورنر ۔ exact figures دے دیں تاکہ ہم بھی اس کو

دیکھ لیں کہ Where are the things wrong ?

سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ - جناب والا - میرے علم میں جو چیز ہے وہ یہ کہ 6 ہزار کوارٹر دس پندرہ سال پہلے بنے تھے اور یہ بہت پرانی سکیم ہے -

جناب گورنر - انہوں نے کہا ہے کہ وہ کوارٹر ایک دو سال ہوئے بنے ہیں -

سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ - جناب والا - پچھلے ایک دو سال میں وہاں کوئی کوارٹر نہیں بنے - اور ٹاؤن شپ میں کوارٹر بننے بند ہو گئے ہیں -

جناب خاقان بابر - جناب والا - یہ پتہ نہیں کہ اس وقت کے افسران جھوٹ بولتے تھے یا آج کی بات غلط ہے - میں نے جو سوال کیا ہے وہ بالکل واضح ہے میرے پاس اس کی کاپی پڑی ہے اور سیکرٹری صاحب کے پاس اس کا ریکارڈ موجود ہے - میں نے جو سوال کیا اس کا جواب آیا "جی ہاں" - تو میری یہ گزارش ہے کہ اگر انہوں نے غریب آدمیوں کے لئے کوارٹر بنائے ہیں تو کیا چپڑاسی غریب آدمی نہیں ہے اگر انہوں نے غریبوں کے لئے کوارٹر بنائے ہیں تو چپڑاسی کو یہ غریب تصور کیوں نہیں کرتے - تو میرا سوال تھا کہ ان کو کوارٹر دیئے جائیں - تو انہوں نے کہا جی ہاں اس پر غور ہو رہا ہے - اور دیئے جائیں گے - اب میں پوچھتا ہوں کہ کتنے دیئے گئے ؟

MR. CHAIRMAN : I think that is the end of the discussion.

آپ ہمیں exact figures دیں اور ہمیں بتا دیں کہ حقیقت کیا ہے اور پھر جہاں درستگی کی ضرورت ہو وہاں درستگی کر لیں -

جناب خاقان بابر - جناب والا - آپ ان سے کہیں کہ میرے سوال کا جواب دے دیں -

جناب گورنر - آپ ان کو correctly سوال کا جواب دے دیں -

جناب امیر عبداللہ خان روکڑی - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - یہاں لفظ "بے بسی" استعمال کیا گیا ہے - لہذا یہ لفظ کاروائی سے حذف کئے جائیں یعنی گورنمنٹ کی بے بسی -

جناب گورنر - اگر یہ کریں تو یہ کوئی بے بسی کی بات نہیں ہے -

There is no question of "Be basi". You are simply helping him.

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ -

جناب میاں صلاح الدین - جناب والا - میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ غریب لوگوں کے لئے سکیم بنی تھی اور غریب لوگوں کی جتنی مدد کی جائے وہ کم ہے - لیکن پیپلز پارٹی کے دور میں میں نے بھی غریب لوگوں کو اپنی زمین دی تھی اور وہ زمین کے ٹکڑے ابھی تک خالی نہیں ہو سکے ان کے باقاعدہ گروپ بن گئے تھے - اور وہ ایک جگہ سے الاٹمنٹ لے کر دوسری جگہ سے پیسے لے لیتے تھے اور گورنمنٹ کو بڑی مصیبت پڑی ہوئی تھی - میں اب بھی کہتا ہوں اور گورنر صاحب سے درخواست کرونگا کہ وہ یہ بات جناب صدر صاحب تک پہنچائیں کہ یہ لوگ اس قابل نہیں ہیں کہ ان کی مدد کی جائے - انہوں نے اپنا ایک کاروبار بنا رکھا ہے کہ ایک جگہ سے الاٹمنٹ لے کر دوسری جگہ رجسٹری کروا دی - پھر تیسری جگہ کروا دی پھر جا کر کسی کے گھر زبردستی بیٹھ گئے - اگر ہم سختی کرنے پر آئیں تو پھر سب دل ایک دم نرم پڑ جاتے ہیں -

جناب گورنر - نہیں - میاں صاحب - در اصل بات یہ ہے کہ نہ لاز کی کمی ہے نہ کسی اور چیز کی کمی ہے - اس کو operate کریں - اس میں کوئی شک نہیں ہے -

16 - فراہمی و نکاسی آب کی بہتری کے لیے اقدامات

جناب رشید صدیقی صاحب (صدر پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹ ، معرفت روزنامہ مشرق) -

کیا سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ یہ درست ہے کہ لاہور میں پانی کی فراہمی ، نکاسی کا انتظام 1967ء سے ایک ایسے ادارے واسا کے ذمے ہے جو ایل ڈی اے کے ماتحت ہے اگر جواب اثبات میں ہو تو —

(الف) اس سال لاہور میں بارشوں کے بعد شہر کے نکاس آب کے نظام کو بہتر بنانے کے لیے کیا اقدامات کئے گئے ہیں اور 1967ء سے 1980ء تک نکاسی آب کے نظام کو بہتر بنانے کے لیے کتنی رقم خرچ کی گئی -

(ب) 1967ء اور 1980ء کے دوران واسا کے انتظامی اخراجات اور ترقیاتی اخراجات کی الگ الگ تفصیل کیا ہے -

(ج) 1967ء میں فراہمی آب گھریلو و کمرشل کیا نرخ تھے اب کیا کیا ہیں ، 1967ء اور 1981ء کے دوران ان پر کتنی بار نظر ثانی کی گئی ہے -

جواب

(الف) لاہور شہر میں گذشتہ سال جولائی اگست کے دوران ہونے والی شدید بارشوں کے بعد شہر کے ڈرینیج سسٹم کو موثر بنانے کے لیے مندرجہ ذیل سکیموں پر عمل درآمد جاری ہے -

1 - فاطمہ کالونی
2 - صدیق پورہ
3 - جنرل ہسپتال فیروز پور روڈ
4 - جنرل بس سٹینڈ
5 - نسبر ملو کیمٹ
6 - آستانہ نقش بندی جی ٹی روڈ

7 - ملتان روڈ

8 - مکھن پورہ

9 - چاہ میراں

ان نئی سکیموں کے علاوہ شہر کے موجودہ سیوریج اور ڈرینج سسٹم کی مکمل صفائی کی گئی ہے اور ان لائنوں میں سے بارش کے دوران جمع ہونے والا کیچڑ اور گار وغیرہ نکال دی گئی ہے۔

1967ء سے اب تک شہر میں سیوریج سسٹم کی توسیع اور موجودہ سسٹم کو بہتر بنانے پر 17 کروڑ 30 لاکھ 41 ہزار روپے خرچ کیے گئے ہیں۔

(ب) 1967ء سے اب تک آپریٹنگ اخراجات اور نئے کاموں پر خرچ ہونے والی رقوم کی تفصیل یہ ہے۔

سال	آپریٹنگ اخراجات ملین	کیپٹل اخراجات ملین
1968ء	5.823	0.582
1969ء	6.575	0.657
1970ء	8.607	0.895
1971ء	7.971	1.455
1972ء	11.414	1.868
1973ء	12.512	1.826
1974ء	15.764	2.086

سال	آپریٹنگ اخراجات ملین	کیپٹل اخراجات ملین
1975ء	22.255	2.636
1976ء	300.857	3.264
1977ء	40.190	4.913
1978ء	48.447	5.742
1979ء	60.703	8.003
1980ء	72.470	9.566

یہ بتانا ضروری ہے کہ 1967-68 سے اب تک پانی اور سیوریج کے نظام کی دیکھ بھال کرنے میں مداخل اشیا کی قیمتوں میں کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

مد	1967ء میں قیمت	1980ء کی قیمت	اضافہ کی شرح
تیل/پٹرول	4/50 روپے گیلن	24/89 روپے گیلن	453 فیصد
بجلی	4/25 روپے گیلن	20/00 روپے کلوواٹ	371 فیصد

تنخواہ میں (سرکاری اضافہ)

مد	1967 میں	1980 میں	اضافہ کی شرح
چپڑاسی سکیل نمبر 1	88 روپے ماہوار	493 روپے ماہوار	460 فیصد
جونیئر کلرک سکیل نمبر 5	145 روپے ماہوار	546 روپے ماہوار	277 فیصد

مد	1967 میں	1980 میں	اضافہ کی شرح
سٹاف آفیسر/ سینیئر اکاونٹ سکیل نمبر 16	422 روپے ماہوار	1067 روپے ماہوار	153 فیصد
ایس ڈی او سکیل نمبر 17	539 روپے ماہوار	1430 روپے ماہوار	165 فیصد
ایکسین/ ڈپٹی ڈائریکٹر سکیل نمبر 18	891 روپے ماہوار	2145 روپے ماہوار	141 فیصد

(ج) 1967ء سے اب تک چار مرتبہ پانی کی شرح میں اضافہ کیا گیا ہے - جس کی تفصیل منسلک ہے -

آئیٹم	1967ء
1 ـ 1/4 فیرول 2 ٹونٹی تک	4/50 روپئے ماہانہ
2 ـ 3/8 انچ فیرول 2 ٹونٹی تک	-/9 روپئے ماہانہ
3 ـ 1/2 انچ فیرول 2 ٹونٹی تک	-/12 روپئے ماہانہ
4 ـ 3/4 انچ فیرول 2 ٹونٹی تک	-/18 روپئے ماہانہ
5 ـ ایک انچ فیرول 2 ٹونٹی تک	-/24 روپئے ماہانہ
6 ـ ایک سے پانچ ہر زائد ٹونٹی پر پچاس پیسے ماہانہ	-/50 روپئے ماہانہ
7 ـ متبادل برائے آئیٹم ایک تا چھ	ساڑھے 7 فیصد سکانات کی سالانہ مالیت کا یا 54 روپئے کم ازکم چارج کیا جائے گا ـ

کمرشل فلیٹ ریٹ

کٹری ٹینری اور اصطبل وغیرہ	-/18 روپئے ماہانہ
حمام	25/11 روپئے ماہانہ
گھریلو (میٹرڈ) ایک ہزار گیلن	-/1 روپئے برائے 1000 گیلن
کمرشل (میٹرڈ) ایک ہزار گیلن	-/2 روپئے برائے 1000 گیلن

نوٹ ـ اکتوبر 1980ء سے اپریل 1977ء کے نرخ پر 3 روپئے ماہانہ ایک کنکشن کے لیے ریٹ بڑھائے گئے ہیں ـ

جولائی 1973ء	جنوری 1975ء	اپریل 1977ء
6/- روپے ماہانہ	12/- روپے ماہانہ	
12/- روپے ماہانہ	24/- روپے ماہانہ	
16/- روپے ماہانہ	32/- روپے ماہانہ	
24/- روپے ماہانہ	48/- روپے ماہانہ	
38/- روپے ماہانہ	64/- روپے ماہانہ	
67/- روپے ماہانہ	1/- روپے ماہانہ	
10 فیصد مکانات کی سالانہ مالیت کا یا کم از کم 72 روپے چارج کیا جائے گا	(برائے آلاٹمنٹ ایک تا 5) 20% مکانات کی سالانہ مالیت کا یا کم از کم 144 روپے چارج کیا جائے گا۔	برائے ابتدائی 400 روپے تک سالانہ مالیت 12 روپے ماہانہ 400 تا 500 14 روپے ماہانہ 501 تا 720 16 روپے ماہانہ 721 تا 1000 20 روپے ،، 1001 تا 1500 25 روپے ،، 1501 اور زائد بحساب 20% سالانہ مالیت پر
24/- روپے ماہانہ	48/- روپے ماہانہ	48 روپے ماہانہ
15/- روپے ماہانہ	30/- روپے ماہانہ	30 روپے ماہانہ
1/50 برائے ہزار گیلن	2/- روپے برائے ہزار گیلن	3/- روپے ہزار
2/- روپے برائے 1000 گیلن	3/- روپے برائے 1000 گیلن	3/- روپے ہزار

جناب خاقان بابر - جناب والا - یہ کون صاحب بول رہے ہیں - انہوں نے اپنا تعارف نہیں کرایا ہے - نہ تو یہ منسٹر ہیں - نہ کوئی سیکرٹری ہیں - یہ کس حیثیت میں بول رہے ہیں ؟ اپنا کچھ تعارف تو کرائیں -

جناب والا - میرا نام مظہرالحق ہے - میں مینیجنگ ڈائرکٹر واسا لاہور ہوں (Wasa L.D.A.) - اور مجھے منسٹر صاحب نے یہاں بھیجا ہے اور میں انکی اجازت سے یہاں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں - تو میں یہ عرض کر رہا تھا - کہ یہ سوال نمبر 16 جو ہے - اس کا تعلق لاہور کے Sewerage and Drainage system سے ہے - کہ نکاسی آب کے سلسلہ میں کیا بندوبست کیا گیا ہے - تو اس سلسلہ میں میں عرض گذار ہوں کہ پچھلے سال کی بارش کے بعد اور اس سال بارش سے جو حالات پیدا ہوئے - اس کے متعلق سوال ہے - پچھلے سال کی بارش کے بعد برسات کے فوراً بعد ہی جناب گورنر صاحب بذات خود شہر کا معائنہ کرتے رہے - دوران برسات بھی اور برسات ختم ہونے کے بعد بھی انہوں نے سارے انتظام کو اپنے ہاتھ میں لیا اور اس سلسلہ میں انہوں نے مختلف کمیٹیاں بنائیں تاکہ وہ جائزہ لیں کہ یہ ساری تباہی کیوں ہوئی ہے - اور اس کا آئندہ کس طرح سے سد باب کیا جائے - ان کمیٹیوں کی نگرانی جناب Relief Commissioner صاحب بذات خود کرتے رہے - اور اس سارے سال کی کاوش سے ایک جامع منصوبہ بنایا گیا ہے جو کہ لاہور میں Drainage کو مکمل طور پر over come کرنے کیلئے ہے - اس میں جناب والا زیادہ problem یہ ہوئی ہے - کہ اکثر سیوریج جو ہے وہ گھروں کے نکاس آب کے لئے بنایا گیا ہے اور برسات کے پانی کا وہ سیوریج متحمل نہیں ہو سکتا ہے - کیجا اتنی زبردست بارش جو کہ گذشتہ سال ہوتی رہی ہے - اس لئے دوسری برسات کے لئے برساتی نالوں کی توسیع اور نئے برساتی نالوں کی تعمیر کے لئے منصوبہ ضروری تھا - لہذا ایک جامع منصوبہ بنایا گیا - اور اس کے لئے priorties کا تعین کیا گیا اور رقم کی availability کے ساتھ ساتھ اس پر عمل درآمد کیا گیا -

سب سے بڑا کام یہ تھا کہ بند پر جو پمپ لگائے گئے ہیں جس کے ذریعے سے یہ سارا پانی دریا میں پھینکا جاتا ہے ۔ ان میں توسیع کی جائے ۔ تو اس سلسلہ میں حکومت نے 18 پمپ نصب کئے ۔ جبکہ ان میں سے ہر ایک پمپ 6 لاکھ گیلن per hour پانی pump کرے گا ۔ اور ان کے خرید کرنے کی گورنمنٹ نے امسال منظوری دی ۔ اس کے علاوہ بڑے نالوں کی توسیع جن میں سب سے پہلے ستوقتلہ ڈرین جو تھی ۔

جناب خاقان بابر ۔ May I request the Managing Director WASA to read out the written statement.

مینیجنگ ڈائریکٹر واسا ۔ (Written Statement پڑھتے ہوئے)

سب سے پہلے ستو قتلہ ڈرین پر کام شروع ہے ۔ جنرل ہسپتال فیروزپور روڈ پر جو نالا ہے اس کو مکمل کر لیا گیا ہے آستانہ نقشبندیہ جی ۔ ٹی روڈ پر ۔ ملتان روڈ ، بھلہ سٹاپ پر نالہ بن چکا ہے ۔ اس طرح سے جنرل بس سٹینڈ پر برساتی نالہ بن چکا ہے ۔ ٹمبر مارکیٹ میں کام جاری ہے ۔ فاضلیہ کالونی ، سکھن پورہ ، چاہ میراں ، صدیق پورہ ، ڈیوس روڈ ، گارڈن ٹاؤن ، مصطفے آباد ، یہ ایسے نالے ہیں جہاں پر اس سال بارش کا پانی نکالنے کے لیے بند و بست کیا گیا ہے ۔ سوال کے (ب جز) کے جواب میں یہ عرض کروں گا کہ اس کے علاوہ Sewerage & drainage کی سفارش مکمل طور پر کی گئی ہے اور ان کو ایک systematic طریقہ سے جاری رکھنے کا بند و بست کیا گیا ہے Disposal station ہے جہاں سے ہم پانی باہر پھینکتے ہیں ۔ ان کی مشینری کی حالت بہتر کی گئی ہے ۔ اور مزید پمپ لگائے جا رہے ہیں ۔ دوسرے جزو کا جواب یہ ہے کہ بیس کروڑ روپیہ 1967ء سے لے کر آج تک اس سلسلہ میں خرچ ہوا ہے ۔ (ب) کے بارے میں عرض یہ ہے کہ 58 کروڑ 5 لاکھ روپے ترقیاتی کاموں پر خرچ ہوئے ۔ اور پانچ کروڑ اور 54 لاکھ روپے انتظامی کاموں پر خرچ ہوئے ۔ پانی کے نرخوں میں اضافہ کے بارے میں عرض یہ ہے کہ 1.67ء سے لیکر اس سال

1981ء تک چوتھی مرتبہ اضافہ ہوا ہے - پہلی دفعہ 1967ء میں اور اس کے بعد 1973ء میں دوسری مرتبہ اضافہ ہوا - پھر اس کے بعد تیسری مرتبہ 1975ء میں اضافہ ہوا اور اب 1980ء میں چوتھی مرتبہ اضافہ final ہوا - جو کہ اس کا منصوبہ 1980ء میں تھا پھر وہ final ہوا - اور 1981ء میں اس کو لاگو کیا گیا -

یہ جناب اس سوال کا جواب تھا - اب اگر اس سلسلہ میں کوئی ضمنی سوال ہے تو میں اس کا جواب دینے کے لیے تیار ہوں -

ضمنی سوالات

جناب خاقان بابر - جناب والا - انہوں نے فرمایا کہ کیچڑ نکالنے کے لیے شہر کے نالوں کی مکمل صفائی کی گئی ہے - کیا یہ کسی مخصوص نالہ کا نام لے سکتے ہیں - جس کی لاہور شہر میں صفائی کی گئی ہے - یعنی اس سے کیچڑ نکالا گیا ہو -

مینیجنگ ڈائریکٹر واسا - جی ہاں جناب والا - میاں میر چینل کی مکمل صفائی کی گئی ، جو الفلاح بلڈنگ کے پاس ایک بڑا نالہ نکلتا ہے ، جو کہ مال روڈ ، ہال روڈ ، لٹن روڈ کو کراس کرتا ہے - اس کی صفائی ہوئی - نیلا گنبد کا جو covered نالہ ہے اس کی صفائی کی گئی - ایڈورڈ روڈ اور میکلیگن روڈ سے جو نالہ نکلتا ہے اس کی صفائی کی گئی ہے - اور برسات کے دنوں میں متواتر ان نالوں کی صفائی کی جاتی رہی ہے -

جناب خاقان بابر - جناب والا - میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ جس نالہ کا ذکر کر رہے ہیں - میری کوٹھی کے آگے سے گزرتا ہے - یہ بات صریحاً غلط ہے - کہ آپ نالوں کی صفائی کرتے ہیں - یہ تو اتنا کرتے ہیں کہ وہاں نالوں کے اندر سے گند نکال کر میرے دروازے کے آگے ڈال دیتے ہیں تاکہ میری گاڑی وہاں سے آگے نہ گزر سکے - چھ ماہ تک وہ گند وہیں پڑا رہتا ہے - اور اسے کوئی نہیں اٹھاتا - کارپوریشن کہتی ہے کہ واسا والے اٹھائیں گے اور جب واسا والوں کو کہا جائے تو وہ کہتے ہیں کہ

لاھور کارپوریشن والے اس کیچڑ کو اٹھالیں گے ۔ ابھی حال ھی میں میں نے کارپوریشن کے میئر صاحب کی منت کرکے پچھلے سال کی گندگی کو اٹھوایا ہے ۔ اور اس وقت پوزیشن یہ ہے جناب والا ۔ ان کی تمام اطلاع غلط ہے ۔ یہ نالہ صاف نہیں ھوا ہے میں وھاں کا رھائشی ھوں اور یہ نالہ میری کوٹھی کے آگے سے گزرتا ہے ۔ وھاں نالے کے اوپر کھوکے اور دکانیں بن گئی ہیں ۔ صفائی کرنے کا راستہ بند ھو گیا ہے ۔ یہ گندگی نکال کر میرے دروازے کے آگے ڈال دیتے ہیں ۔ اس کا مناسب انتظام کریں :۔

برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر

مسز زبیدہ جعفری - (خاتون ممبر میونسپل کارپوریشن ملتان) ۔ جناب والا یہ جو سیوریج سسٹم کے نالے ھوتے ہیں ان کے سروس سٹیشن راستوں کو روک لیتے ہیں ۔

مینجنگ ڈائریکٹر واسا ۔ جناب والا اب سڑک یا کسی اور جگہ پر قائم کرنے کی اجازت نہیں دی جا رہی ہے ۔

مسز زبیدہ جعفری ۔ جناب والا یہ تو ھر سڑک پر موجود ہیں ۔

مینجنگ ڈائریکٹر واسا ۔ جناب والا پہلے اجازت مل گئی تھی مگر موجودہ دور میں اس کی اجازت نہیں ہے ۔

مسٹر خاقان بابر - جناب والا آپ نے ٹیمپل روڈ پر سیوریج کا نالا بنایا ہے لیکن یہ پانی نکلنے کی بجائے سارا میرے گھر کے صحن سے گزر رھا ہے اور میں آپ کو دکھا سکتا ھوں ۔ میرے گھر کے پیچھے لوگوں کے سیوریج کا پانی نکالا جاتا تھا مگر یہ بھی میرے گھر کے صحن سے گزر رھا ہے ۔

مسز زبیدہ جعفری ۔ جناب والا میں دو تین مرتبہ لاھور میں آئی ھوں اور میری رھائش بھی وھیں ھوتی ہے - میئر لاھور کارپوریشن اور محترمہ

عارفہ طوسی بھی گواہ ہیں کہ وہاں کی صفائی میں نے کروائی ہے اور یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں سچ کہہ رہے ہیں میں ان کی تائید کرتی ہوں ۔ وہاں پر تو پانی لوگوں کے گھروں کے اندر آ گیا تھا وہاں پر ایک منصب کلینک بھی ہے اور وہ لوگ اتنے سخت پریشان تھے کہ میں بیان نہیں کر سکتی ۔ اتنی حالت خراب تھی کہ وہاں پر تو انسان کھڑا نہیں ہو سکتا تھا ۔ جناب والا سے میں یہ گزارش کروں گی کہ اس پر خصوصی توجہ دی جائے ۔

جناب گورنر ۔ مگر یہ تو کہہ رہے تھے کہ انھوں نے صفائی کروائی ہے ۔ اب یہ صفائی کون کر گیا ؟ پانی کر گیا یا آپ نے کروائی ؟ (قہقہہ)

جناب رشید صدیقی ۔ جناب والا میں آپ کی توجہ اس سلسلہ میں دلانا چاہتا ہوں کہ اس محکمہ میں آفیسر زیادہ ہیں اور ورکر کم ۔ جن لوگوں نے کام کرنا ہوتا ہے وہ سیوریج مین ھے ، جو بہت کم ہیں اور جب بارش ہو رہی تھی تو اس وقت انھوں نے اشتہار دیا کہ ہمیں دو سو سیوریج مین چاہیں اور اتنی دیر میں آدھا لاہور ڈوب گیا ۔ میں نے جناب والا سے بھی درخواست کی اور جناب نے مداخلت کی اور کچھ علاقوں میں جناب خود بھی تشریف لے گئے اور پھر کچھ ہل چل ہوئی ۔ میری جناب والا سے درخواست ہے کہ اس محکمہ میں ورکروں کی تعداد بڑھائی جائے ۔ تاکہ پانی کا مسئلہ واقعی حل ہو سکے ۔ شہر کی کچی آبادیاں اور اس قسم کی دوسری آبادیاں اس سے سخت پریشان ہیں ۔ سیوریج کے اخراجات 20 کروڑ روپے سے بڑھ کر 58 کروڑ ہوگئے ہیں ۔ اب اس کے بعد معلوم نہیں کتنے اخراجات اور بڑھیں گے ۔

جناب گورنر ۔ ابھی تو انھوں نے مجھے اور بل دیا ہے ؟

آوازیں ۔ جناب والا دیکھ کر پاس کریں ۔

جناب رشید صدیقی ۔ جناب والا میں ان سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے جو یہ کہا ہے کہ کار نکالی ہے یہ بات بالکل غلط ہے ۔

ان کا تجربہ کچھ اور ہے اور ممبران کا تجربہ کچھ اور ہے میری تجویز یہ ہے کہ اس بارے میں ایک کمیٹی تشکیل دی جائے اور وہ اس بارے میں رپورٹ پیش کرے کہ آیا صفائی ہوئی تھی یا نہیں - گار نکالی تھی یا نہیں ؟ اگر اٹھائی تھی تو کس طرح اٹھائی تھی ان کے پاس ڈسپوزل ٹرک ہیں -

مینجنگ ڈائریکٹر - جناب والا کمیٹی جو بیٹھے گی اس کو جگہ دکھا دی جائے گی کہ گار کہاں پھینکی گئی ہے - جناب والا کارپوریشن اور ہمارے درمیان ایک معاہدہ موجود ہے اور وہ یہ گار پھینکوا دیتے ہیں - اس کے علاوہ جناب والا میں یہ بھی عرض کرنا چلوں کہ سیوریج کے متعلق چند ایک حضرات نے اعتراضات کئے ہیں ان میں سے کچھ باتیں ٹھیک ہیں - جناب والا میں عرض کرتا ہوں کہ دن کے وقت جب پانی بھرا ہوتا ہے تو صفائی نہیں ہو سکتی رات کو ہمارے ورکر کام کرتے ہیں اس کے علاوہ جناب والا ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ ورکر اس وقت صحیح کام کرتے ہیں جب ہمارے افسران موجود ہوتے ہیں ادھر ہمارے افسران غائب ہوتے ہیں ، تو ورکر بھی غائب ہو جاتے ہیں - سیوریج میں کم ہوتے جا رہے ہیں اور ہماری پریشانی بڑھتی جا رہی ہے اس سے شہریوں کو بھی پریشانی ہوگی اس کے بارے میں ہمیں سوچنا پڑے گا اور یہ کام بھی معاشرے کے دوسرے لوگوں کو کرنا پڑے گا -

اس کے بعد جناب والا میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گھروں کے باتھ روم کا پانی اگر نالوں گٹروں میں آئے تو اس سے سیوریج خراب نہیں ہوتا مگر لوگ کوڑا اپنے گھروں کی چھتوں سے نالوں میں پھینک دیتے ہیں اور یہ سارا نالے کو برداشت کرنا پڑتا ہے جس کے نتیجہ میں نالہ بند ہو جاتا ہے جب پانی کی رفتار تیز ہوتی ہے اس وقت تک تو کام چلتا رہتا ہے جب پانی کی رفتار کم ہو جاتی ہے کوڑا کرکٹ نیچے بیٹھ جاتا ہے اور ہر بارش کے بعد یہ عمل دہرایا جاتا ہے جب تک یہ متواتر صاف نہ کیا جائے مکمل طور پر نالے بھرے ہوتے ہیں -

وزیر ھاؤسنگ و فزیکل پلاننگ - جناب والا 77-1976 میں بھی کچھ سکیمیں بنی تھیں جو کامیاب نہیں ہو سکیں اس کو چھپانے کی ضرورت نہیں ہے - مثال کے طور پر مصری شاہ میں آبادی لیچی ہے اور سیوریج اونچا ہے - اگر ایک غلطی ہم سے ہو گئی ہے تو ہمیں قبول کرنا چاہیے اور اس کا ازالہ کرنا چاہیے - سکیم پر کروڑوں روپے خرچ ہوئے ہیں اس کو چھپانا نہیں چاہیے اور ان خرابیوں کا حل تلاش کرنا چاہیے لوگوں کو واقعی بہت تکالیف ہیں اتنی تکلیف ہے کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے بعض دفعہ تو مجھے اس سے اتنی شرم آتی ہے کہ میں لوگوں کو منہ بھی نہیں دکھا سکتا (تالیاں)

غلطی کو مان لینا چاہیے اور اگر ذرا سی ہمت کی جائے تو سب کچھ ہو سکتا ہے میں مانتا ہوں انہیں اسسٹنٹ چاہیں۔ ان کا اور جنرل انصاری صاحب کا بڑا عجیب سا مسئلہ ہے وہ کہتے ہیں افسر دے دلیے جائیں تو کام ٹھیک ہو جائے گا بہر حال اس مسئلہ کو حل کرنا چاہیے - جناب گورنر صاحب بھی اس ادارے کے چیئرمین ہیں - تالیاں جہاں تک میں چیک کر سکتا ہوں وہ میں کرتا ہوں -

جناب رشید صدیقی جناب والا مینجنگ ڈائریکٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ ڈسپوزل کو ہم نے بہتر کیا ہے - میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 1967ء میں پوزیشن کیا تھی اور اب کیا ہے ؟

مینجنگ ڈائریکٹر واسا - جناب والا میں یہ ریکارڈ چیک کر کے بتا سکتا ہوں چونکہ سوال میں یہ بات شامل نہیں تھی -

جناب رشید صدیقی - جناب والا آپ خود انجینئر ہیں آپ کو معلوم ہونا چاہیئے -

مینجنگ ڈائریکٹر واسا - میں ریکارڈ چیک کر کے بتا سکتا ہوں تاہم میں یہ عرض کر دیتا ہوں کہ پہلے آؤٹ فال پمپنگ سٹیشن ایک جگہ پر موجود تھا اور نواں کوٹ میں ایک پمپ لگا ہوتا تھا - اس

کے بعد سے نواں کوٹ اور راج گڑھ کی توسیع ہوئی ہے ماڈل ٹاؤن میں اور بوگی وال میں توسیع ہوئی ہے اس کے علاوہ بھگت پورہ میں چھ اور پمپ لگائے گئے ہیں ۔ شاد باغ کا نیا پمپ سٹیشن بنا ہے ۔ اس سارے کام کے دوران make shape arrangements ہوتا رہا ہے ۔

جناب رشید صدیقی۔ جناب والا میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ لفظوں سے توسیع نہیں ہوتی ۔ جناب والا ان کو یہ بتانا چاہیئے کہ 1967ء کے بعد ڈسپوزل کو کتنا بڑھایا گیا ہے ۔

مینجنگ ڈائریکٹر واسا ۔ میں نے آپ سے عرض کیا ہے کہ میں صحیح اعداد و شمار ریکارڈ چیک کر کے دے سکتا ہوں ۔

جناب رشید صدیقی ۔ جناب والا میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ 1967ء کے بعد سے آپ نے قطعاً ڈسپوزل پر کوئی توجہ نہیں دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ڈسپوزل صحیح نہیں ہو رہا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اس دفعہ بارشوں میں بہت زیادہ تکلیف ہوئی یہ ہمارے لئے وارننگ ہے ۔ جناب والا کل کو یہ ہو گا کہ گورنر صاحب بھی دفتر نہیں پہنچ سکیں گے اس دفعہ تو گورنر ہاؤس کے پاس بھی ڈیڑھ گھنٹہ ٹریفک رکی رہی ۔

جناب گورنر ۔ نہیں جناب میں فرسٹ کلاس تیراک بھی ہوں ۔

(قہقہہ)

مسٹر رشید صدیقی ۔ جناب والا اگر مسئلے کا صحیح حل تشخیص ہو جائے اور اس کو اگر آپ diagnose نہیں کریں گے ۔ ۔ ۔ ۔

جناب والا ۔ اصل مسئلہ یہ ہے اور جیسے آپ نے کہا ہے کہ سیوریج میں برسات کا پانی نہیں جاتا اس کے لئے واٹر چینل ہوتے ہیں وہ بند ہو رہے ہیں ۔

جناب گورنر ۔ دیکھئے میں نے ان کو کہا ہے کہ open drain بنائیں ۔

مسٹر رشید صدیقی - جناب والا - اگر آپ open drain بنائیں گے تب ھی برسات کا پانی لے جایا جا سکے گا -

جناب گورنر - southern side میں ہم نے کر دی ہوئی ہیں - northern side میں ان کو کرنا رہ گیا ، ان کے میں نے نقشے بنوائے اور ان سے کہا کہ آپ یہ بتائیں کہ کونسی سڑک پر پانی کھڑا ہے اور کتنا پانی کھڑا ہے -

مسٹر رشید صدیقی جناب والا یہ نسبت روڈ اور لکشمی کے علاقے ہیں -

مسٹر خورشید احمد - نہیں جناب وہ نالے بند کر دیئے گئے ہیں -

جناب گورنر - جو نالے بند کر دیئے گئے ہیں ان کے اندر بات لیگل کورٹ کی آ جاتی ہے - یہاں کوئی بھی ایسا نالہ نہیں ہے جس کے ساتھ ساتھ میں نہ گیا ہوں - رات کو بھی گیا ہوں اور دن میں بھی گیا ہوں صبح دو بجے اٹھ کر ان نالوں کے ساتھ ساتھ چل کر بھی دیکھا ہے کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے - ان کے پاس مشینری نہیں ہے کہ ان کو صاف کریں - اب میں نے ان سے یہ کہا ہے کہ ہر جولائی میں بارشیں آئیں گی لہذا مئی میں کام کرنا شروع کر دیں ، ان نالوں کی صفائی کرنا شروع کر دیں اس میں تھوڑی بہت تکلیفیں ہیں لیکن ان کو یہ چیز کرنا ہو گی -

میاں تجمل حسین (صدر لاہور سٹاک ایکسچینج - لاہور) - جناب چیئرمین - میں ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں -

جناب گورنر - جی ہاں -

میاں تجمل حسین - جناب والا لیو گارڈن ٹاؤن میں ایک واٹر سٹاپ ربت کے لئے بنا رہے ہیں اس کی وجہ سے گارڈن ٹاؤن کے بہت سے گھروں میں پانی چلا جاتا ہے اس کی کیا پوزیشن ہے اور دوسرے آپ کی جو چھوٹی چھوٹی نالیاں سیوریج میں جا رہی ہیں ان کے اندر جالیاں لگی ہیں اور ساری

گندگی جا رہی ہے تو جناب والا ۔ کیا آپ انتظام کر سکتے ہیں کہ وہاں جالیں لگ جائیں تاکہ سیوریج میں گندگی نہ جائے۔

منیجنگ ڈائریکٹر واسا ۔ جناب والا ۔ گارڈن ٹاؤن میں جو نالہ ہے اس کی تعمیر ستو کتلا ڈرین سے شروع ہو کر اس طرف آئی ہے تاکہ وہ تعمیر ہو جائے اور استعمال میں آ جائے اس سال اس کا بیشتر حصہ مکمل ہو گیا ہے اور اس میں اچھا خاصا پانی چلتا ہے مگر گارڈن ٹاؤن کے اندر جب ہم داخل ہوئے تو وہاں کے لوگ stay Orders لے کر آ گئے کہ صاحب یہاں کھلا نالہ نہیں بنے گا اس کو cover کرو اور اس کھلے نالے کو cover کرنے میں سترہ لاکھ روپے مزید cost بنتی تھی ہم نے اس وقت یونیورسٹی کے وائس چانسلر سے درخواست کی ہے کہ اگر وہ اجازت دیں تو گارڈن ٹاؤن اور یونیورسٹی کے درمیان جو کھلا پلاٹ پڑا ہے اس کی boundary کے ساتھ اس کو لے جائیں تاکہ وہاں کے رہنے والے لوگوں کو اعتراض بھی نہ ہو اور وہ نالہ بھی مکمل ہو جائے یہ معاملہ صرف اس علاقے کا نہیں ہے بلکہ آگے چل کر علی پور بلاک اور جو round-about کے علاقے آتے ہیں اس سارے گاؤں کا پانی اس علاقے کو پہنچتا ہے اور وہ لوگ بھی پریشان ہیں یہ نالہ جب مکمل ہو جائے گا تو سارا پانی اس میں سے نکل جائے گا۔

مسٹر رشید صدیقی جناب والا ۔ انھوں نے اپریٹنگ اخراجات اور کیپٹل اخراجات کی جو فیگرز دی ہیں انھوں نے ان فیگرز کے ساتھ یہ نہیں لکھا ہے کہ کروڑوں میں ہیں یا لاکھوں میں ہیں یا ہزاروں میں ہیں ۔

مینجنگ ڈائریکٹر واسا جی ۔ اور لکھا ہوا ہے اگر (ب) جزو پڑھ رہے ہیں تو اس میں رقم ملین میں لکھی ہوئی ہیں ۔

جناب گورنر ۔ کیا یہ آپ کے پاس نہیں ہے ۔

مسٹر رشید صدیقی ۔ جی نہیں ۔

جناب گورنر ۔ ہم آپ کو یہ نہیں دیں گے ۔

مسٹر رشید صدیقی ۔ جناب والا ۔ یہ جو فیگرز ہیں کیا یہ پڑھ کر بتا سکتے ہیں ۔

جناب گورنر ۔ یہ 1976ء کی فیگرز کی بات کر رہے ہیں ۔

مینجنگ ڈائریکٹر واسا ۔ جناب والا ۔ 1976ء کی فیگرز 3 کروڑ 91 لاکھ کے ترقیاتی اخراجات ہیں اور 32 لاکھ اس کی administrative cost ہے ۔

مسٹر رشید صدیقی ۔ جناب والا ۔ یہ جو ساری فیگرز پرنٹ ہو کر آئی ہیں ان میں کچھ پتا نہیں لگا ۔ ان میں کچھ اور لکھا ہوا ہے اور یہ تین سو کروڑ ہیں ۔

مینجنگ ڈائریکٹر واسا ۔ نہیں وہ ملین ہیں ۔ 202 ملین ہیں یعنی 32 لاکھ ۔

مسٹر رشید صدیقی جناب کیا آپ فرما سکتے ہیں کہ جو آپریٹنگ اخراجات بتائے گئے ہیں ان میں سے تنخواہوں کے اخراجات کتنے ہیں ۔

مینجنگ ڈائریکٹر واسا ۔ جی جو ہمارے سیوریج کے آدمیوں اور ٹیوب ویل آپریٹرز کے اخراجات ہیں اور جو ان کے بے رولز ہیں وہ ایک سال کے تین کروڑ روپے ہیں اور بجلی کے تین کروڑ پنتالیس لاکھ ہیں یہ دو ہمارے میجر اخراجات ہیں ۔

جناب گورنر ۔ کیا آپ نے یہ بجلی کے کہے ہیں ۔

مینجنگ ڈائریکٹر واسا ۔ جی جناب والا ۔ ہم جو بجلی استعمال کرتے ہیں اس پر تین کروڑ پنتالیس لاکھ روپے خرچ ہوتے ہیں ۔

مسٹر رشید صدیقی ۔ جناب والا ۔ میری یہ گزارش تھی کہ جو انتظامی اخراجات ہیں اور ڈویلپمنٹ پر اخراجات ہیں ان کی شرح میرے خیال میں سو فیصد ہے تو جناب والا ۔ حکومت کو اس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے ۔ دوسرے جناب والا ۔ 1967ء میں لاہور میں صرف ایک میونسپل انجینئر ہوتا

تھا اور اس کے بعد سے اب تک جو ترقیاتی کام ہوئے ہیں آپ اگر اس کا جائزہ لیں تو میرے خیال میں یہ ہے کہ دس فیصد سے زیادہ اس میں اضافہ نہیں ہوا لیکن تقریباً 58 کروڑ روپے خرچ کئے گئے ہیں ۔ تو جناب والا ۔ اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ کیا آپ یہ فرما سکتے ہیں کہ کیا اس وقت آپ کے علاقوں میں ٹیوب ویلوں کے ساتھ واٹر سٹوریج کا انتظام ہے ۔

مینجنگ ڈائریکٹر واسا ۔ جناب والا ۔ اس وقت ٹیوب ویلوں کیساتھ کسی سیوریج کا انتظام نہیں ہے کیونکہ سب سے پہلے اس مرحلے میں گرڈ سسٹم لگانا مقصود ہوتا تھا اور مزید ٹیوب ویل لگانے مقصود تھے ۔ جب یہ پورے ہو جائیں گے تو پھر reservoir بعد میں بنائیں گے کیونکہ پیسہ چاہئیے فی الحال اس سکیم میں اس کیلئے پیسے available نہیں تھے ۔

آپ نے آپریٹنگ سٹاف کا پوچھا ہے تو میں یہ عرض کروں کہ یہ جو سپروائزری سٹاف ہے یہ صرف ایک fraction ہے اور یہ جو تین کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں یہ سیوریج کے آدمیوں ۔ ٹیوب ویل آپریٹروں اور فیٹرز اور جو اس قسم کا کام کرتے ہیں ان پر خرچ ہوا ہے اس سے زیادہ خرچ نہیں ہوئے ۔ اس میں میں تھوڑی سی عرض کردوں کہ جب ہم نے 67ء میں کارپوریشن سے take-over کیا تھا تو اس وقت فراہمی آب پر چھ سو آدمی کام کرتے تھے اور اب نو سو اٹھارہ ۔ تو جو increase ہوا وہ صرف ڈیڑھ گنا ہوا ہے اس کے مقابلے میں پانی کی فراہمی کی جو پائپ لائنیں ہیں وہ ایک سو تیس میل سے بڑھ کے سات سو گیارہ میل ہو چکی ہیں اور آبادی جیسے اس وقت پانی فراہم کیا جاتا تھا وہ ساڑھے چھ اور سات لاکھ کے درمیان تھی اس وقت اکیس لاکھ آبادی کو ہم پانی مہیا کر رہے ہیں جو آبادی ٹوٹل شہر کی تھی وہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر رشید صدیقی ۔ کنکشنز میں کتنا اضافہ ہوا ۔

مینجنگ ڈائریکٹر واسا جی ۔ کنکشنز میں ایک لاکھ پچیس ہزار

کا اضافہ ہوا ہے ۔ اس وقت پنتالیس ہزار کنکشنز تھے اور اب ایک لاکھ اسی ہزار کنکشنز ہیں ۔ اس طرح سیوریج کے بارے میں عرض کروں کہ اس وقت ہالپ لائنیں سو میل میں تھیں اب چار سو پچپن میل میں ہیں ۔ اس کے مقابلے میں جو سیوریج میں تھے وہ چھ سو پچیس تھے اور اب پندرہ سو ہیں ۔ اور جتنے کم سے کم سٹاف سے ہم کام چلا سکتے ہیں وہ رکھ رہے ہیں ۔ اور جیسے میں نے عرض کیا کہ ورکرز کی اتنی شدید قلت ہے کہ ڈھونڈنے میں دشواری آ رہی ہے اور پندرہ سو ہمارے آدمی منظور ہوئے ہیں مگر بارہ سو سے آگے بڑھتے نہیں ہیں ۔

وزیر ہاؤسنگ ۔ جناب والا ۔ میں آپ کے توسل سے ان سے پوچھوں گا کہ کیا بجلی کے خرچ میں کمی ہو سکتی ہے ۔

مینجنگ ڈائریکٹر واسا ۔ اس میں نقصان ہے کہ یہ باہر سے suck کریں گے اور اس سے پانی میں گندگی پیدا ہو گی ۔ ورنہ ہم اس میں سے تھوڑے سے پیسے بچا سکتے ہیں لیکن وہ لوگوں کی صحتوں کو خراب کر دیں گے ۔

مسٹر رشید صدیقی ۔ جناب والا ۔ پچھلے سال چھ ٹیوب ویل تھے وہ اب کہاں ہیں ۔

مینجنگ ڈائریکٹر واسا ۔ جناب والا ۔ وہ پانچ چھ جگہوں پر لگائے تھے اتنا عرصہ چلنے کے بعد ان کی replacement نہیں ہوئی نئے انجن آ چکے ہیں اور اس سال ہم ان کو پچیس جگہوں پر لگائیں گے ۔

مسٹر رشید صدیقی ۔ نہیں جناب ۔ آپ کے پاس پہلے جو چھ ٹیوب ویل آئے تھے وہ کہاں ہیں ۔

مینجنگ ڈائریکٹر واسا ۔ وہ سات سال سے چل رہے ہیں اور اب ان کی عمر ختم ہو چکی ہے ان میں تین اس وقت ٹھیک ہیں باقی خراب ہو چکے ہیں ۔

جناب گورنر - یہ کب آئے تھے -

مینجنگ ڈائریکٹر واسا - جناب ۱۹۷۲ء میں -

مینجنگ ڈائریکٹر واسا - جناب والا ان کی ایک عمر ہوتی ہے وہ چھ سال سے زیادہ چلتے نہیں ہیں -

مسٹر رشید صدیقی - میاں صاحب وہ تمام کے تمام ٹیوب ویل دو سال سے زیادہ نہیں چلے ان کی maintenance نہیں ہوئی ان کی سپرویژن ناقص تھی ان ٹیوب ویلوں پر جرائم کے اڈے بنے رہے نتیجہ یہ ہوا کہ نہ تو ان پر کوئی توجہ دی گئی اور نہ ہی انہیں صحیح طریقے سے maintain کیا گیا اور نتیجہ یہ ہے کہ دوسرے بیس بیس سال کے ٹیوب ویل ابھی تک کام کر رہے ہیں اور آپ نے تین کیوسک اور چار کیوسک کے جو نئے ٹیوب ویل لگائے تھے وہ آپ کے دو سال میں خراب ہو گئے اس کے ذمہ دار کون ہیں -

جناب گورنر - بھائی کیا وہ چل رہے ہیں یا نہیں -

مینجنگ ڈائریکٹر واسا - جناب والا - وہ چل رہے ہیں اور پانی دے رہے ہیں ان کے انجن خراب ہوئے ہیں -

جناب گورنر - تو پھر پانی کیسے دے رہے ہیں -

(قہقہہ)

اگر انجن خراب ہیں تو پانی کیسے دے رہے ہیں -

مینجنگ ڈائریکٹر واسا - جناب والا - وہ دوسرے انجن ہیں - جو ٹیوب ویل بیس سال سے چل رہے ہیں وہ ایک ہی انجن پر نہیں چلتے رہے ہیں اس لئے وہ ٹیوب ویل کام دے رہے ہیں -

مسٹر رشید صدیقی ۔ جناب والا ۔ آپ دوبارہ جاکر اپنے محکمہ پتا سے کریں اس وقت سوئی گیس کے ٹیوب ویل نہیں چل رہے ہیں اور اس وقت آپ صرف بجلی پر انحصار کر رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جب بجلی غائب ہو تو شہر کا پانی غائب ہو جاتا ہے ۔

منیجنگ ڈائریکٹر واسا ۔ یہ درست ہے اور میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ سوئی گیس کے انجنوں کی دیکھ بھال کچھ اس طرح سے نہیں ہوئی اور غالباً کچھ زیادہ عرصہ نہیں چلے کیونکہ میرے پاس ان کے ایکسپرٹ (ماہر) نہیں ہیں ۔

مسٹر رشید صدیقی ۔ جناب والا۔ انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے جو ٹیوب ویل لگائے تھے ان کے پاس ایکسپرٹ نہیں ہیں تو کیا جناب میں میاں صاحب سے پوچھ سکتا ہوں کہ واسا میں اس وقت کتنے انجینئرز ہیں ۔

منیجنگ ڈائریکٹر واسا ۔ جناب والا ۔ میں نے گیس انجن کے بارے میں عرض کیا تھا ۔ ٹیوب ویلوں کا ذکر نہیں ہو رہا ۔ گیس انجن پہلی دفعہ اس ملک میں آئے تھے ان کی دیکھ بھال بڑی محنت سے کرنا پڑتی ہے اور جو ڈیزل انجن مکینک ہے وہ وہاں کام نہیں کر سکتا اس کے لئے گیس انجن کے مکینک چاہیں کوالیفائیڈ انجینئر اس کا صرف ڈیزائن تیار کر سکے گا اس کو maintain کرنا اس کی صفائی کرنا ۔ ۔ ۔

مسٹر رشید صدیقی ۔ آپ نے یہ انجن کہاں سے منگوائے تھے ۔

منیجنگ ڈائریکٹر واسا ۔ جناب باہر سے منگوائے تھے ۔

مسٹر رشید صدیقی - تو ان کی ٹیکنیکل know-how کے لئے کوئی انتظام نہیں کیا گیا تھا -

منیجنگ ڈائریکٹر واسا - جناب والا انھوں نے نو سال سروس دی ہے -

مسٹر رشید صدیقی - جناب والا - میں سمجھتا ہوں کہ یہ حقائق کے خلاف ہے واقعات کے خلاف ہے اور آپ کے ریکارڈ کے خلاف ہے یہ دو سال سے زیادہ نہیں چلے -

منیجنگ ڈائریکٹر واسا - نہیں - میں اس کی تحقیق کر لوں گا کہ کیا ہوا -

مسٹر رشید صدیقی - آپ پہلی دفعہ بھی آئے تھے اور آپ نے اس وقت بھی بیان دیا تھا -

جناب گورنر - دیکھئے بات یہ ہے کہ آپ ان کو حقائق دے دیں -

میاں شجاع الرحمن - ۱۲ روپیہ ۱۹۷۵ میں تھا - اس کے بعد انھوں نے کہا ہے کہ ۳ روپے ماہانہ ہر کنکشن کا ریٹ بڑھایا گیا ہے -

منیجنگ ڈائریکٹر واسا - اس وقت بل ۱۵ روپے تھا - اس کے بعد ساڑھے پندرہ روپے تھا - جولائی ۱۹۷۳ کے پہلی دفعہ اب بدلہ گیا ہے - اکتوبر ۱۹۸۰ تک ۱۲ روپے سے ۱۵ روپے تھا -

میاں شجاع الرحمن - میں یہ پوچھ رہا تھا کہ یہ بل ۳۰ جون تک ۱۵ روپے کے حساب سے جانا چاہیئے - یکم جولائی تک پندرہ روپے

پچاس پیسے تھا - جو پچھلا بل ہے وہ بھی پندرہ روپے پچاس پیسے میں جاری ہوا ہے - کیونکہ لوگ میرے پاس شکایت کر رہے ہیں -

منیجنگ ڈائریکٹر واپڈا - وہ جولائی کے بعد جائیں گے - اگر کسی جگہ غلطی ہو گئی ہے تو اس کی درستگی کر دی جائے گی -

میاں شجاع الرحمن - یہاں آپ نے لکھا ہے کہ ایک ہزار ایک سے لے کر پندرہ سو تک ۲۵ روپے ماہانہ ہے - اس کے آگے آپ نے لکھا ہے کہ پندرہ سو ایک سے زائد بحساب ۲۰ فیصد سالانہ ہے - ۲۰ فیصد سالانہ کے حساب سے تین سو روپیہ بنا - یہ تین سو روپیہ سالانہ ہے یا تین سو روپیہ ماہانہ ہے -

منیجنگ ڈائریکٹر واپڈا - تیس روپے ماہانہ آئے گا -

میاں شجاع الرحمن - پندرہ سو روپیہ کے اوپر ۲۰ فیصد کے حساب سے تین سو روپے ہوتا ہے - سال کے اوپر اس کو تقسیم کریں گے یا یہ ہر مہینے کا ہو گا -

منیجنگ ڈائریکٹر واپڈا - اس کو سال کے اوپر تقسیم کریں گے - یہ سالانہ ہے -

میاں شجاع الرحمن - اس کے بعد انہوں نے یہ کہا ہے گھریلو میٹر پر بل دو روپے سے تین روپے ہزار گیلن کر دیا ہے اور جو کمرشل لوگ خاصا منافع کماتے ہیں ان کا بل تین روپے کا تین روپے ہی رہنے دیا گیا ہے حالانکہ بل ان کا بڑھانا چاہیئے تھا - گھریلو بل نہیں بڑھانا چاہیئے تھا -

منیجنگ ڈائریکٹر واسا ۔ ۷-۱۹۷۷ میں ہوا تھا ۔ اس دفعہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں لائی گئی ۔ نہ گھریلو میں نہ کمرشل میں ۔

جناب گورنر ۔ میں ایک عرض کروں گا ۔ یہ بڑا interesting (دلچسپ موضوع) ہے سامنے بعد میں بھی لائیں گے ۔ رات ساری جاگیں گے ۔ واسا اور واپڈا ایک جیسے بڑے interesting subjects دلچسپ موضوع ہیں ۔

ایک آواز ۔ ٹھیک ہے ۔

جناب گورنر ۔ میرے خیال میں اب چلتے ہیں ۔ نماز پڑھتے ہیں ۔ کھانا کھاتے ہیں ۔ سوتے ہیں ۔ پھر سوا پانچ بجے آ جائیں گے ۔

اجلاس کے پروگرام میں تبدیلی اور گورنر صاحب سے وفود کی ملاقات کے بارے میں اعلان

سیکرٹری بلدیات (حاجی محمد اکرم صاحب) ۔ آج کے پروگرام میں تھوڑی سی تبدیلی نوٹ فرما لیجیئے ۔ ڈیڑھ بجے سے دو بجے تک وقفہ برائے نماز ہو گا ۔ دو بجے سے اڑھائی بجے تک کھانے کے لئے وقفہ ہو گا اڑھائی سے سوا پانچ بجے آپ کا اپنا وقفہ ہو گا جس میں اجلاس کی کارروائی نہیں ہو گی ۔ سوا پانچ بجے دوبارہ یہاں اکھٹے ہوں گے ۔ سوا پانچ بجے سے چھ بجے تک وزیر مال اپنے محکمہ کی کارکردگی کی رپورٹ پیش کریں گے ۔ چھ بجے سے سات بجے تک عام بحث ہو گی ۔ سات بجے سے پونے آٹھ بجے تک محکمہ خوراک کے متعلق رپورٹ پیش ہو گی ۔ پونے آٹھ بجے سے ساڑھے آٹھ بجے تک اس پر عام بحث ہو گی ۔ یہ جو اڑھائی سے پانچ بجے تک کا وقفہ ہے اس دوران جناب گورنر صاحب وفود سے ملاقات کریں گے ۔ وفود کے نام اور ان کا وقت یہ ہے ۔

پہلا وفد یہ ہے ۔ بیگم مسعودہ حامد ۔ بیگم سلمیٰ تصدق حسین اور بیگم مسعود صادق ۔ ان کا وقت اڑھائی بجے ہے ۔

دوسرا وفد یہ ہے ۔ نوابزادہ غلام قاسم خان کھاکوانی ۔ شیخ غلام حسین ۔ میاں شجاع الرحمن ۔ ڈاکٹر کیپٹن محمد اشرف ارائیں ۔ حافظ محمد یونس اور مسٹر محمد ریاض شاہد ۔ ان کا وقت تین بجے ہے ۔

تیسرا وفد ملتان ڈویژن کے ممبران پر مشتمل ہے ۔ ان کے نام یہ ہیں ۔

میاں محمد زاہد دولتانہ ۔ نواب لیاقت علی خان ۔ مسٹر نفیس احمد انصاری ۔ چوہدری تاج محمد ۔ ملک لیاقت علی ۔ حافظ اختر علی خان ۔ مسٹر محمد ممتاز خان کھچی اور سلطان احمد سردار ۔ ان کا وقت ساڑھے تین بجے ہے ۔

چوتھا وفد سرگودھا ۔ اٹک اور راولپنڈی اضلاع پر مشتمل ہے ۔ ان کا وقت چار بجے ہے ۔ ارکان کے نام یہ ہیں ۔ میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان ۔ الحاج شیخ عامر الہی ۔ جناب محمد بشارت راجہ ۔ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل ۔ راجہ فضل کریم ۔ کیپٹن ثناءاللہ اور میاں محمد حیات بخش ۔

پانچواں وفد راولپنڈی ڈویژن پر مشتمل ہے ۔ یہ جناب گورنر کو ساڑھے چار بجے ملیں گے ۔ ان کے نام یہ ہیں ۔ ملک حبیب خان ۔ مسٹر نواب خان ۔ راجہ محمد افضل ۔ نوابزادہ مظفر علی خان ۔ راجہ شوکت حسین اور میاں مجید اکبر فاروق ۔

جناب گورنر ۔ اگر کوئی صاحب رہ گئے ہوں جو پہلے نہیں مل سکے وہ ساڑھے آٹھ بجے on ward مل سکتے ہیں ۔

(وقفہ نماز کے بعد جناب چیئرمین ۵ بج کر ۱۲ منٹ پر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے) ۔

اناؤنسر ۔ محکمہ مال کے وزیر سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنی رپورٹ پیش کریں ۔

ملاقات کے بارے میں اعلان

جناب گورنر - میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں - واسا والے صاحب کہاں گئے ؟ Where is WASA engineer ? Is he here or not ? ایک منٹ رک جائیں - وہ آ جائیں - میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ صاحب satisfied ہیں یا نہیں - اس کے بعد کریں گے -

انجینئر صاحبان کہاں گئے ؟

(وقفہ)

جناب گورنر - میں ان سے صرف یہ پوچھنا چاہتا تھا -

Is he satisfied or not— —WASA is in a mess.

چوہدری انور علی چیمہ - جناب والا - ایک گزارش ہے -

اس دفعہ صوبائی کونسل کو ڈسٹرکٹ کونسل لاہور، کارپوریشن لاہور اور لوکل کونسل نے لنچ دیئے ہیں - ہم ان کے بے حد ممنون و مشکور ہیں

جناب گورنر - اس میں لمک تھا ؟

چوہدری انور علی چیمہ (وائس چیئرمین ضلع کونسل سرگودھا) - جس وقت کل آپ کے پاس ہم لوگ بطور وفد بیٹھے ہوئے تھے ، تو محمد نواز شریف منسٹر صاحب کا پیغام آیا تھا، وہ کل دوپہر کا لنچ دینا چاہتے تھے - جناب نے فرمایا تھا کہ وہ ڈنر دیں گے - میری اس سلسلے میں گزارش ہے یہ کہ بجائے ڈسٹرکٹ کونسلوں ، کارپوریشنوں اور لوکل گورنمنٹ کے ، وزراء صاحبان ہمیں لنچ دیا کریں تو یہ ہمارے لئے بڑی خوشی کی بات ہوگی -

جناب گورنر - جن صاحب کا سوال تھا ، وہ بھی نہیں آئے اور " واسا " صاحب بھی نہیں آئے - میرے خیال میں اب کارروائی شروع کرتے ہیں - آپ آ جائیے - ویسے تو ان لوگوں کے کام انڈر گراؤنڈ ہوتے ہیں -

محکمہ مال کی کارکردگی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

وزیر مال (ملک اللہ یار خان) - بسم اللہ الرحمن الرحیم - صدر محترم میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع فراہم کیا کہ میں اپنے محکمہ کے بارہ میں مختصر سا جائزہ اس ایوان کے سامنے پیش کروں - مجھے اس لیے بھی خوشی ہے کہ محکمے کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے اس کی کارکردگی کا جائزہ لینا ضروری سمجھا گیا اور اس ایوان میں زیر بحث لانے کے لیے کہا گیا - جناب صدر محکمہ مال کا نظام بہت پرانا نظام ہے اور اس نظام کی ترقی و ترویج کئی صدیوں پر محیط ہے - اس وقت یہ نظام جو ہمارے سامنے جامع شکل میں موجود ہے یہ یوں ہوا کہ مختلف ادوار اور مختلف حکومتوں میں اور مختلف ماہرین اراضیات اس نظام کے قواعد و قوانین کو ترتیب دیتے رہے اس میں ترامیم کرتے کرتے اس نظام کو اتنی جامع شکل دے دی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہمارے صوبے میں اور کسی بھی نظام کار کو وہ جامعیت حاصل نہیں ہے - جو اس نظام کو حاصل ہے - اس کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے - کہ شروع سے ہی اس محکمہ کے ذریعے سے حکومت کو ایک فعال ذریعہ آمدنی حاصل ہوا - اور قیام پاکستان کے بعد کافی سالوں تک اس محکمہ کو بہت زیادہ اہمیت حاصل رہی - اس اہمیت اور افادیت سے اس وقت انکار نہیں کیا جا سکتا - لیکن بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر وقت کے تقاضوں کے ساتھ یہ محکمہ بد قسمتی سے بے توجہی کا شکار ہوتا گیا جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے - شروع میں حکومت کے خزانہ کے لیے بنیادی ذریعہ آمدنی تھا - جو اراضی سے وصول کیا جاتا تھا - لیکن قیام پاکستان کے بعد دیگر ترقیاتی شعبوں کے ساتھ ساتھ مختلف شعبہ ہائے صنعت و حرفت ترقی کرتے گئے - اور ان کی وجہ سے بھی حکومت کے لیے آمدنی کا ذریعہ بنتا چلا گیا جس وجہ سے آمدنی کا وہ تناسب جو اس کے ذریعے حکومت کو حاصل ہو رہا تھا - وہ

تناسب کم ہو گیا - اسلیے بے توجہی کی دوسری وجہ جو میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ مختلف ترقیاتی کاموں کے ہونے ہونے ہمارے افسران ضلع اس قدر توجہ اس محکمہ کی طرف نہ دے سکے جو کہ اس سے قبل وہ دیتے رہے تیسری وجہ میری دانست میں یہ ہے کہ افسران ضلع کے فرائض میں اضافہ ہوتا گیا - اور اس کے پیش نظر جو افسر افسران مال کی حیثیت سے اضلاع یا سب ڈویژن میں تعینات ہوتے رہے ان کو صحیح طور پر محکمہ مال کی تربیت نہیں دی جاتی رہی - مجھے یہ جان کر نہایت افسوس ہے کہ آج سے کچھ عرصہ قبل افسران مال کی تربیت کے لیے ریونیو اکیڈیمی ہوا کرتی تھی یہ کافی عرصہ سے بند ہو گئی ہے - اس وقت کوئی واضح طریقے ہم افسران مال کی تربیتی کورس کے لیے مہیا نہیں کر رہے ہیں - بعض اوقات انہیں پشاور بھیجنا پڑتا ہے یا پرانے افسران مال کے ساتھ منسلک کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ چند ماہ کے لیے تربیت حاصل کریں - لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناکافی ہے اس کے علاوہ جناب والا دو تین اور بھی وجوہات ہیں - اس ضمن میں میں چند ایک تجاویز آپ کی خدمت میں پیش کروں گا - مجھے امید ہے کہ آپ کی اجازت سے کابینہ ان تجاویز پر غور فرمائیگی اور مجھے یقین ہے اگر ان تجاویز پر عملدرآمد شروع ہو گیا تو جو موجودہ افسران مال کی بے توجہی ہے ہم کسی حد تک اس کا ازالہ کرنے میں کامیاب ہو سکیں گے - جناب والا اس نظام میں پٹواری ایک بہت اہم حیثیت کا حامل ہے - بسا اوقات اس پر تنقید بھی کی جاتی ہے اس کے خلاف شکایت اور الزام بھی عائد کیے جاتے ہیں - اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ ایک دیہی معاشرہ میں پٹواری انتہائی اہم اور مفید کردار انجام دے سکتا ہے اور دے رہا ہے بعض اوقات یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ پٹواریوں کی غفلت کی وجہ سے کسی گاؤں یا علاقے میں مال کا ریکارڈ صحیح طور پر ترتیب نہ دیا گیا ہو یا خامیاں رہ گئیں ہوں لیکن اس کی وجہ بھی جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے جس وقت افسران ضلع اور مال کے افسران صحیح معنوں میں تربیت یافتہ نہ ہوں ان کی طرف سے صحیح معنوں میں کنٹرول نہیں ہو سکتا - کام کی صحیح

معنوں میں جانچ پڑتال نہ ہوئی تو یہ قدرتی امر ہے کہ پٹواری اور قانون گو صاحبان سے اس قسم کی لغزش سرزد ہو سکتی ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے افسران کو سب ڈویژن اور اضلاع میں تعیناتی کریں جو ما کہ صحیح معنوں میں مال کے کام سے آشنا ہوں ریکارڈ کی بعض غلطیوں کا ازالہ کرنے کے لیے بھی بعض اختیارات اس سے قبل پٹواری صاحبان کو تھے۔ گرداوری کے اندراجات کے سلسلے میں بھی ہم نے کسی حد تک قابو پانے کی کوشش کی ہے۔ وہ اصطلاح یہ ہے کہ اب غیر متنازعہ اندراجات کے سلسلے میں یہ ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ تمام پٹواری صاحبان تبدیلی کاشت کا رجسٹر اپنے ساتھ رکھیں گے اور کوئی بھی تبدیلی گرداوری کے اندراجات میں خواہ متنازعہ یا غیر متنازعہ ہو اس میں اندراجات کرنا لازمی ہو گا جس کی تصدیق اس حلقہ کے افسر مال یعنی تحصیلدار صاحب کو کرنی لازمی ہو گی۔ اس صورت میں ان غلطیوں کا ازالہ ہو سکے گا۔ اس سے قبل ہمارے بیشتر دیہی لوگوں کو واسطہ پڑا ہے۔ جناب والا۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ موجودہ محکمہ مال کی زبوں حالی کی جو وجوہات ہیں ان میں ایک وجہ یہ بھی ہے کہ پٹواریوں کی تعداد بہت کم ہے۔ کھاتہ داروں میں وقت کے ساتھ ساتھ بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ شریعت کے قانون کے نفاذ کے بعد اراضیات بہت چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں منقسم ہو گئی ہے جس کی وجہ سے کھاتہ داروں اور کھاتوں میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا۔ لیکن اس کے پیش نظر پٹواریوں کی تعداد میں مناسب طور پر اضافہ نہیں کیا گیا۔ مجھے معلوم ہے کہ گذشتہ سال تین سو پٹواریوں کو بھرتی کیا گیا اور مرحلہ وار بھی پروگرام ترتیب دیئے گئے۔ ہر سال پٹواریوں کی تعداد میں اضافہ کیا جاتا رہے گا۔ لیکن نا معلوم اس سال پٹواریوں کی تعداد میں اضافے کے لیے کیوں کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔ جس کے ضمن میں میں آپ کی خدمت میں ایک درخواست پیش کروں گا کہ اس کے لیے ہمیں اس موجودہ بجٹ سے ہی کچھ رقم آپ مرحمت فرمائیں۔ تاکہ ہم پٹواریوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کے لیے چند ایک اور پٹواری بھرتی کر سکیں۔

پٹواریوں کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ ہر ڈویژن میں ایک پٹوار کا سکول کھولا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ معزز اراکین اس بات سے اتفاق فرمائیں گے کہ اس وقت بہت کم پٹواری صاحبان صحیح معنوں میں تربیت یافتہ ہیں اور اپنے کام میں شناسائی رکھتے ہیں۔ اس لئے اب یہ ضروری ہے کہ یہ پٹوار سکول ہر ڈویژن میں قائم کئے جائیں تاکہ وہ بہت جلد کام شروع کر دیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ جو افسران مال بھرتی ہوں ان کے لئے یا موجودہ افسران کے ریفریشر کورسز کے لئے ایک ریونیو اکیڈمی کا قیام عمل میں لائیں۔ اس کے لئے میں وزیر بلدیات غلام محمد احمد خان مانیکا صاحب کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہمیں اپنی ایک بلڈنگ رورل اکیڈمی لالہ موسیٰ کے تفویض دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ یہ اکیڈمی اس وقت مکمل طور پر کام نہیں کر رہی۔ ان کی اپنی ضروریات کے مطابق جب کبھی اپنے اداروں کے ارکان کو ٹریننگ کے سلسلے میں کورسز کے لئے ضرورت پڑتی ہے تو وہ عمارت استعمال ہوتی ہے ورنہ عام طور پر وہ خالی پڑی رہتی ہے۔ لیکن اس ریونیو اکیڈمی کے اجرا کے باوجود بھی میں سمجھتا ہوں کہ ان کے کام میں رکاوٹ نہیں آئے گی۔ جب کبھی انہیں اپنے اداروں کے ارکان کی تربیت کے لئے جگہ کی ضرورت ہو گی تو وہ جگہ آسانی سے مہیا کی جا سکے گی۔ میں وزیر بلدیات صاحب کا ایک دفعہ پھر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہماری بہت بڑی ضرورت کو پورا کر دیا۔ مجھے امید ہے ہم انشاء اللہ اس اکیڈمی کو ایک دو ماہ کے عرصہ میں شروع کر دیں گے۔

جناب والا۔ اس معزز ایوان کے ارکان اس بات سے آگاہ ہوں گے کہ 1974ء میں حکومت کی طرف سے یہ لازمی قرار دیا گیا کہ وہ تمام معاہدات جو اس سے قبل استعمال اراضی کی صورت میں تکمیل پا چکے تھے ان کی رجسٹری کروائی جائے اور ان کی شرح فیس میں بھی اضافہ کر دیا گیا۔ لیکن ہماری دیہی آبادی کے ارکان اور لوگوں کے مطالبات پر اور ان کے ایما پر حکومت

نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ انتقال اراضی بدستور کیے جائیں لیکن ساتھ ہی یہ قدغن لگا دی کہ انہیں شرح فیس وہ ادا کرنی ہوگی جو کہ کسی معاہدہ رجسٹری کے لیے ادا کرنی پڑتی ہے ۔ حالانکہ کسی نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ کسی انتقال کی صورت میں ٹائیٹل منتقل نہیں ہوتا اور نہ ٹائیٹل فیس تصدیق ہوتی ہے ۔ اس لیے بھی اس کی حیثیت وہ نہیں ہو سکتی جو کہ ایک رجسٹرڈ deed کی ہو سکتی ہے اس لیے یہ بھی ضروری ہے کہ انتقالات کی شرح فیس میں کمی کی جائے ۔ چونکہ اس ضمن میں گذشتہ سال مال کی کمیٹی نے یہ سفارش کی کہ انتقالات شرح فیس جو مقرر ہے اس پر دوبارہ غور و خوض کیا جائے ۔ اور اس میں بھی کمی کرنے کے بارے میں انتظامات کئے جائیں ۔ چنانچہ ریونیو بورڈ کی طرف سے تجاویز فنانس ڈیپارٹمنٹ کو بھیجی گئیں۔ انہوں نے بعض اطلاعات کے لیے دوبارہ اور بعض معلومات کے بعد کیس واپس بھیج دیا۔ معلومات ہم اکھٹی کر رہے ہیں اور مجھے امید ہے انشا اللہ جلد ہی وہ معلومات حاصل کرنے کے بعد فنانس ڈیپا ٹمنٹ سے رجوع کریں گے ۔ لیکن یہ بات اس صورت میں ممکن ہو گی جب آپ کی توجہ ، آپ کی کرم فرمائی شامل حال ہو گی اور ہم اس مقصد میں کامیاب ہو سکیں گے ورنہ شاید یہ ممکن نہ ہو ۔ لیکن یہ انتہائی ضروری امر ہے جس کی طرف میں جناب کی توجہ مبذول کرانی چاہتا ہوں اور مجھے یقین ہے اور اس ایوان کے ارکان مجھ سے متفق ہوں گے کہ انتقالات اراضی کی شرح فیس میں کافی حد تک کمی ہو جانی چاہیئے ۔ حال ہی میں اس محکمہ کی طرف سے دیہی آبادی کی سہولت کے لیے ایک اور طریقہ کار وضع کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب بھی ہماری دیہی لوگوں کو رجسٹری کرانے کے لیے تحصیل ہیڈ کوارٹر میں رجسٹرار کے پاس جانا پڑتا تھا اسے سب سے پہلے وثیقہ نویس کے پاس جا کر اپنے معاہدے کی تصدیق کرانا پڑتی تھی اور اس کے لیے اسے کافی رقم ادا کرنی پڑتی تھی اس امر پیش نظر اس ضمن میں کچھ سہولت مہیا کرنے کے لیے فیصلہ کیا گیا کہ طبع شدہ فارم تمام رجسٹرار صاحبان کے پاس بھیج دیں تاکہ وہ چھاپہ شدہ فارم میں ان

لوگوں کو جنہوں نے کسی معاہدے کی تکمیل کرنی ہے وہ ان میں صرف ضروری اندراجات کرکے رجسٹرار کے سامنے پیش کر دیں تاکہ انہیں وثیقہ نویس صاحبان کو بھاری فیس ادا نہ کرنی پڑے۔ تاکہ چھاپہ شدہ فارم پر اندراجات ہو سکیں۔ اس ضمن میں میں ارکان ایوان کی خدمت میں بھی یہ گزارش کروں گا کہ وہ یہ دیکھیں کہ یہ عمل کس حد تک جاری ہے۔ فاضل اراکین کو یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ یہ اقدامات کہاں تک مفید ثابت ہو رہے ہیں۔ اور میں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ چھاپہ شدہ فارم جو کہ ہر رجسٹرار کے دفتر میں موجود ہیں یہ بلا کسی فیس کے مہیا کئے جاتے ہیں۔ اور جب بھی کوئی شخص طلب کرے انہیں یہ بغیر کسی قیمت کے مہیا کئے جاتے ہیں۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم دیہی آبادی کے لوگوں کو ان باتوں سے آشنا کریں ایک اور اقدام جو کہ حال ہی میں ہم نے اپنے دیہی بھائیوں کی سہولت کے لئے کیا ہے وہ یہ ہے کہ پٹواری صاحبان کے خلاف یہ شکایت ہے کہ وہ اپنے حلقہ میں حاضر نہیں ہوتے۔ ان کی شکایت کا وہ یہ جواز پیش کرتے ہیں کہ ان کے پاس رہائش کی سہولت نہ ہے اس لئے وہ مجبور ہیں کہ وہ اپنے حلقہ سے باہر رہیں۔ حالانکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ جواز اتنا substantial نہ ہے، اتنا ٹھوس نہیں ہے۔ یہ مہمل بھی ہو سکتا ہے۔ بہر حال اسی طرف میں آ رہا ہوں۔ لیکن فی الحال ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمام پٹواری صاحبان مہینہ میں ہر ہفتہ کے دن یونین کونسل کے دفتر میں مع اپنے کاغذات کے حاضر رہیں گے۔ بلکہ جو مقامی لوگ ہیں وہ ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے فردات کی نقول کے حصول کے لئے رہیں گے اور وہاں پر ہر سہولت میسر ہو سکے گی۔ اس ضمن میں تمام اضلاع کے کلکٹر صاحبان اور سب ڈویژن کے افسران کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔ جناب والا! مجھے یہ شکایت بھی موصول ہوئی ہے کہ بعض اضلاع میں اور سب ڈویژن میں اس پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے اور مجھے یہ بھی شکایت موصول ہوئی ہے کہ بیشتر اضلاع میں کلکٹر صاحبان کے علم میں یہ بات تک

نہیں لائی گئی ہے ۔ کہ اس قسم کی ہدایات ریونیو بورڈ کی طرف سے جاری کی گئی ہیں ۔ یہ ایک انتہائی افسوس ناک امر ہے ، جس کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ریونیو بورڈ کی طرف سے وقتاً فوقتاً جو ہدایات کمشنر صاحبان اور ڈپٹی کمشنر صاحبان کو جاری کی جاتی ہیں ، انہیں لازم ہے کہ وہ ان ہدایات کو خود پڑھیں اور ان پر عمل درآمد کے لئے اپنے ماتحت عملہ کو ہدایات جاری کریں لیکن اگر کمشنر اور ڈپٹی کمشنر صاحبان خود بھی ان ہدایات سے بالکل نا آشنا یا لا علم ہوں تو ظاہر ہے کہ وہ اس سلسلے میں اپنے ماتحت عملہ کو کیا ہدایات جاری کر سکتے ہیں ۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ تمام ڈویژن کے کمشنر صاحبان اور اضلاع کے ڈپٹی کمشنر صاحبان ، ریونیو بورڈ کی طرف سے جو ہدایات وقتاً فوقتاً جاری کی جاتی ہیں ، بعض اوقات ان میں بڑے اہم نوٹیفیکیشن جاری کئے جاتے ہیں ، ان کا وہ خود مطالعہ کیا کریں ان کو وہ خود دیکھا کریں اور اپنے ماتحت عملہ کو ہدایات جاری کیا کریں ۔ جیسا کہ جناب والا میں نے عرض کیا ہے کہ ڈپٹی کمشنر صاحبان اور کلکٹر صاحبان پر مختلف النوع کے اتنے فرائض عائد کر دئیے گئے ہیں کہ میں خود محسوس کرتا ہوں کہ شاید ان کے لئے ممکن نہ ہو کہ محکمہ مال کے کام پر بھر پور توجہ دیں ۔ یہ ایک بہت ضروری امر ہے جس کی طرف میں جناب کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ ہم اس ضمن میں بعض تجاویز پر غور کر رہے ہیں اور جلد ہی انشاءاللہ آپ کی خدمت میں انہیں پیش کریں گے ۔ یہ چند اقدامات ہیں جو کہ ہم نے اپنی دانست کے مطابق کئے ہیں لیکن یہ اقدامات حرف آخر نہیں ہیں ۔ اور نہ ہی میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اقدامات ان تمام بیماریوں اور مشکلات کا حل ہیں یا حل ہو سکتے ہیں جو کہ معاشرے میں اس وقت ہمارے سامنے ہیں ۔ میں معزز ارکان کی خدمت میں یہ گذارش کروں گا کہ اس جائزے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم ان بعض مشکلات اور مسائل کی نشاندہی کریں اور ان اقدامات سے بھی اس ایوان کو آگاہ کریں جو کہ اس ضمن میں ہم نے کئے ہیں لیکن میں آپ سے یہ

گذارش کروں گا کہ اس ضمن میں ہم آپ کی طرف سے جو مشورے اور آرا ہوں ہم ان کو بھی خوش آمدید کہیں گے ۔ کیوں کہ آپ تمام لوگ دیہی آبادی سے تعلق رکھتے ہیں اور بہت سے ایسے مسائل ہیں جن کے بارے میں شاید آپ مجھ سے بھی زیادہ اچھی طرح سے آشنا اور آگاہ ہوں ۔ اور آپ کے مشورے اور آراء ہمارے لئے بے حد مفید ہوں گی ۔ جناب والا ۔ اس محکمہ کے ایک اور شعبہ کی طرف بھی آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔ وہ ہے نو آبادیات کا محکمہ ۔ میں مختصراً اس بارے میں ایک جائزہ پیش کر رہا ہوں ۔ یہ محکمہ 1912 کے قانون کے تحت وجود میں آیا تھا ۔ اس کے ذمہ دو تین سب سے بڑے اور ضروری کام تھے ۔ ان میں سرکار کی اراضی کی دیکھ بھال اور بنجر سرکاری اراضی کو آباد کرنے کے اقدامات اس کے علاوہ ان لوگوں کو جنہیں مختلف سکیموں کے تحت اراضی الاٹ کی گئی ہے ان سکیموں کے بارے میں وقتاً فوقتاً محکمہ کی طرف سے دیکھ بھال کے احکامات کئے جاتے ہیں ۔ ان مختلف سکیموں میں سے میں مختصراً چند ایک کا ذکر کرتا ہوں ۔ مثلاً اسلام آباد چشمہ بیراج گوجرانولہ چھاؤنی تربیلا وغیرہ ان علاقوں کے لوگوں کو جنہیں یہاں سے ہٹایا گیا اور جن کی اراضیات ان منصوبوں کے تحت حکومت نے اپنی تحویل میں لے لی تھی ۔ ان سرکاری اراضیات میں نو آبادیات کے قانون کے تحت بسانا مقصود تھا ۔ چنانچہ ان سکیموں کے تحت ان آبادیوں میں بسایا گیا ۔ اس محکمہ نے مختلف سکیموں کا اجرا کیا اس وقت لاکھوں کی تعداد میں وہ رقبہ جو کہ اس سے قبل بنجر پڑا تھا آباد کیا گیا ۔ جو اس محکمہ کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے ۔ حال ہی میں ایک بہت بڑا اقدام جو کہ اس محکمہ کی طرف سے ہوا ہے وہ میں عرض کئے دیتا ہوں ۔ وہ یہ ہے کہ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ کے لئے کسی سکیم کے تحت ساڑھے بارہ ایکڑ اراضی سے زائد رقبہ کسی شخص کو الاٹ نہیں کیا جائے گا مزید براں ایک بڑا خوشگوار فیصلہ بھی کیا گیا ہے یعنی کہ آئندہ جو رقبہ الاٹ کیا جائے گا وہ ایسے لوگوں کو کیا جائے گا ۔ جو یا تو بے زمین کسان ہوں یا وہ ایسے چھوٹے مالکان

ہوں جن کی اپنی اراضی 4 ایکڑ سے کم ہو اور ان کو ساڑھے بارہ ایکڑ کی حد تک اراضی الاٹ ہو سکے گی جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ گزشتہ جتنی سکیمیں بھی رائج تھیں یہ ان سے مختلف نوعیت کی ہے ۔ اس سے ہماری وہ آبادی جس کی طرف اس سے قبل کوئی توجہ نہیں دی جاتی تھی اور جو آباد کاری کے سلسلہ میں جملہ احکامات کے فوائد سے محروم رہتے تھے اب ان اقدامات سے وہ آبادی یقیناً مستفید ہو گی ۔ اور اس کے لئے ہم محکمہ نوآبادیات کے یقیناً شکر گزار ہیں ۔ کہ انہوں نے اپنے لوگوں کے لیے مفید اقدامات کئے ہیں ۔

اس کے علاوہ جناب والا اشتمال کا شعبہ ہے اشتمال اراضی کی بھی اسوقت زیادہ ضرورت محسوس کی گئی جب شریعت کا قانون نافذ ہوا اور اراضی مختلف چھوٹے چھوٹے حصوں میں بٹ گئی اور کاشت کاروں کے لئے صحیح طور پر کاشت کرنا ممکن نہ رہا مزید برآں مشینی دور بھی ہماری زندگی میں داخل ہو گیا ہے اس کے پیش نظر یہ ممکن نہ تھا نہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو مفید طریقہ سے کاشت کر سکیں اور ان سے فائدہ حاصل کر سکیں ۔ اسلئے اس بات کی انتہائی ضرورت محسوس کی گئی کہ ہم ایک ایسا طریقہ رائج کریں جس سے ان چھوٹے چھوٹے دورافتادہ ٹکڑوں کو یکجا کر سکیں تاکہ ان اراضیات کے مالکان کو سہولت ہو کہ وہ ایک ہی جگہ ایک ہی ٹکڑے میں اپنی اراضی کو کاشت کریں ۔ چنانچہ سب سے پہلے 1960ء میں اشتمال اراضی کا قانون نافذ ہوا جس کے تحت یہ طے پایا کہ اگر کسی گاؤں کے 51 فیصد لوگ اس بات پر آمادہ کہ اس دیہات کی اراضی اشتمال کیا جائے تو وہاں پر اشتمال کے احکامات جاری کر دیے جائیں ۔ اس کے ساتھ ہی ایک شرط رکھ دی گئی کہ نہ صرف 51 فیصد آبادی کو دیکھا جائے بلکہ وہ 51 فیصد رقبہ بھی کاشت کرتے ہوں اور اس کے مالک ہوں اور ان کی خواہش کے مطابق اس دیہہ میں اشتمال کا کام شروع کیا جائے اس سکیم کا پہلا مرحلہ تو 30-6-77

کو ختم ہوا اور اس مرحلہ میں ایک کروڑ 54 لاکھ ایکڑ رقبہ پر اشتمال کی حد مقرر کی گئی تھی ۔ مگر اس کے مقابلہ میں تقریباً ایک کڑوڑ 60 لاکھ ایکڑ رقبہ پر اشتمال کی حد مقرر کی گئی۔ تھی ۔ مگر اس کے مقابلہ میں تقریباً ایک کڑوڑ 60 لاکھ ایکڑ رقبہ اشتمال کیا گیا او یہ رقبہ 9162 مواضعات پر مشتمل تھا ۔ اشتمال سے قبل 49,49,000 (انچاس لاکھ انچاس ہزار) پلاٹ ہائے تھے ، جو کہ اشتمال ہونے کے بعد کم ہو کر 21 لاکھ 57 ہزار رہ گئے ہیں تو یہ اس محکمہ کی کارکردگی ہے ۔ اس محکمہ سے دیہی آبادی کو جو فوائد حاصل ہوئے ہیں ان میں اشتمال اراضی کے علاوہ جو ایک بڑا مفید کام ہو رہا ہے ۔ وہ یہ ہے کہ تمام مال کے ریکارڈ کی جانچ پڑتال ہو رہی ہے اور جہاں جہاں بھی اشتمال ہو گیا ہے یہ جانچ پڑتال نئے سرے سے کر دی گئی ہے ۔ جب بھی کسی دیہہ میں اشتمال ہوتا ہے تو اس دیہہ کے تمام مال کے ریکارڈ کی نئے سرے سے ترتیب ہوتی ہے اس کی جانچ پڑتال کی جاتی ہے اور نئے سرے سے اس کی ترتیب دی جاتی ہے تو اشتمال کے ساتھ ساتھ جہاں لوگوں کو یہ فائدہ پہنچا کہ ان کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو یکجا کر دیا گیا وہاں پر یہ فائدہ بھی پہنچا کہ ان کے حقوق کے تحفظ کی خاطر ایک نئے طریقہ سے اس ریکارڈ کو ترتیب دیا گیا اور اس کو محفوظ کیا گیا اس سے ایک فائدہ جو ہماری دیہی آبادی کو ہوا ہے وہ یہ ہے کہ بہت سے دیہاتوں میں سکولوں ، ہسپتالوں ، تالابوں کیلئے مناسب جگہ مخصوص نہیں کی گی تھی تو جب بھی اس سکیم کا اجراء ہوتا ہے تو اس دہ کے لوگوں کو یہ موقع فراہم ہو جاتا ہے کہ وہ اس اشتمال کے دوران وہ اپنی ان ضروریات کو بھی پورا کر سکیں۔ چنانچہ جہاں جہاں سکولوں ، ہسپتالوں ، تالابوں اور قبرستان کے لئے جگہ مختص نہیں تھی یا مناسب طور پر حاصل نہیں ہو رہی تھی تو اس اشتمال کے ذریعہ لوگوں کے باہمی اتفاق اور ان کے فیصلے سے ایسی ضروری چیزوں کیلئے جگہ مخصوص کر دی گئی اور ان کا اندراج محکمہ مال کے ریکارڈ میں کر دیا گیا ہے ۔

جناب والا اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاں پر اشتمال کی کارروائی

شروع ہوتی ہے بہت سے لوگ اس سے نالاں بھی ہوئے ہیں کیونکہ کسی نہ کسی صورت میں ان کے مفاد کو زک پہنچتی ہے اور یہ بھی ممکن نہیں کہ تمام دیہہ کی آبادی متفقہ طور پرکسی ایک سکیم پر متفق ہو جائیں یہ لازم ہے کہ اتنے ہزار ایکڑ رقبے کے اشتمال کی صورت میں چند افراد یقیناً اس سے متفق نہیں ہونگے - لیکن اس کیلئے بھی طریقہ کار متعین کیا گیا ہے جب کہ کبھی کسی ایک فرد کو اس سکیم سے یا جس سکیم کا اجراء کیا گیا ہے اس سے اتفاق نہ ہو یا اسے نقصان پہنچنے کا احتمال ہو تو اسے یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ افسران بالا سے اپیل کر سکے تاکہ وہ اپنے نقصان کی تلافی کر سکے -

وزیر مال - جناب والا مختصراً یہ جائزہ تھا - اور شعبے بھی ہیں میں سمجھتا ہوں ان سے میں معزز بھائی اچھی طرح سے واقف ہیں میں زیادہ وقت آپ کا نہیں لوں گا کیونکہ مقصد صرف جائزہ پیش کرنا ہی نہیں بلکہ مقصد یہ بھی ہے کہ ہم آپ کی آراء اور مشوروں سے محروم نہ ہوں - اس لئے میں ان الفاظ کے ساتھ تمام ارکان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور جناب والا کا بھی شکر گزار ہوں -

جناب گورنر - شکریہ -

محکمہ مال کی کارکردگی کی رپورٹ کے بارے میں بحث

چودھری محمد صدیق سالار - (ڈپٹی میئر فیصل آباد میونسپل کارپوریشن) - جناب والا میں وزیر مال کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ ان کی یہ بات مجھے پسند آئی ہے کہ اشتمال کا کام ماہر افسران سے کروایا گیا - جناب والا آج کل 22 سال کی عمر میں - سی - ایس پی ہونے کے بعد ایک نوجوان اسسٹنٹ کمشنر بن جاتا ہے اور دو سالوں کے بعد ڈپٹی کمشنر بن جاتا ہے - چاہیے تو یہ تھا کہ ریونیو کے تمام کاموں میں

ان افسران کو پوری طرح ٹریننگ دی جائے اور پھر وہ اس مرحلہ پر پہنچیں - چاہیے تو یہ تھا کہ وہ اپنے مختلف افسران سے اچھی طرح ٹریننگ لیں کام سیکھیں کبھی وہ اپنے پٹواری کے پاس جائیں ، تحصیلدار کے پاس جائیں ، کمشنر کے پاس جائیں اور اس طرح اچھی طرح سے ٹریننگ لیں - اور اس طرح دس سال گزر جاتے پھر وہ ڈپٹی کمشنر یا کمشنر بن جاتا تو اس ملک کیلئے نہایت ہی مفید ثابت ہوتا - اور میں سمجھتا ہوں کہ ریونیو منسٹر صاحب کے دل میں اس ملک کیلئے درد ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی آئندہ کوشش سے ریونیو میں جو کمی ہے اس کو دور کرنے کی کوشش کریں گے اور میں انہیں یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ پنجاب کا کسان ، نہ صرف پنجاب کا کسان بلکہ شہری آبادیاں بھی آپ کی اس کوشش میں ساتھ دیں گی اور خدا کے فضل و کرم سے آپ اس مقصد میں کامیاب ہونگے -

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب گورنر - سردار فضل احمد خان لنگاہ - (بہاولپور) -

سردار افضل احمد خان لنگاہ - (بہاولپور) - جناب والا - میں وزیر موصوف کی کوششوں کا اعتراف کرتا ہوں اور یہ تسلیم کرتا ہوں کہ یہ جو ریونیو کا نظام ہے بالکل سائنٹیفک طریقے سے بنایا گیا ہے جیسا کہ کل شیخ غلام حسین صاحب نے فرمایا تھا کہ آج تک ہم اس میں کوئی کمی نہیں ڈھونڈ سکے لیکن جناب اس بات کا بہت افسوس ہے کہ اس نظام کو ہمارے ہیروز نے بنایا تھا اور پاکستان بننے کے بعد یہ جو اہم نظام ہے اس میں تھوڑی بہت ہماری غلطیاں ہیں اور ہم اس کو آگے نہیں بڑھا سکے - انہوں نے جو جائزہ positive سالڈ میں دیا ہے میں اس کی مختصر نشاندھی کرونگا کہ اس نظام کو کیوں بگاڑا جا رہا ہے - میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ اس نظام میں سب سے اہم رول پٹواری کا ہے اور اس کے بعد باقی افسران کا ہے - لیکن جناب والا - یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ریونیو کا جو

اف اور خاص طور پر جتنا ہی وہ افسر بڑا ہوتا ہے اتنا ہی اس میں قابلیت کا فقدان ہوتا ہے ۔ میرا اپنا تجربہ ہے اور ریونیو افسران بھی جانتے ہیں کہ ایک بہت بڑے ریونیو افسر کے سامنے ایک کیس پیش ہوا تو انہوں نے کہا کہ خسرہ گرداوری اور کھاتہ ایک چیز ہے تو مجھے یہ سن کر بڑا افسوس ہوا کہ انہوں نے جو اتنے بڑے آفس کو hold کیا ہوا ہے انہیں یہ پتا ہی نہیں کہ خسرہگرداوری یا خسرہ نمبر اور کھاتہ کیا چیز ہوتے ہیں ریونیو نظام کے تین documents ہیں جن کے ارد گرد یہ گھومتا ہے ۔ ایک جمع بندی دوسرا خسرہ گرداوری اور تیسرا انتقال جیسے Mutation کہتے ہیں ۔

جمع بندی کا یہ قانون , کہ ہر چار سال کے بعد موقع کے وہ اندراجات کئے جائیں جو خسرہ گرداوری کے متعلق ہوں اور خسرہ گرداوری پابند ہوتا ہے انتقال کے رجسٹر کا ۔ کہ جو تبدیلیاں ہوں ان کے مطابق اندراج کیا جائے ۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جمع بندیات میں دادے اور پڑدادے کو اب بھی مالک اور یا قبضہ دکھایا گیا ہے ۔ اس کے بعد یہ ہے ۔ کہ رجسٹریشن ایکٹ کے تحت جو رجسٹری ہو تین ماہ کے اندر خود بخود ریونیو افسر کے پاس چلی جائے اور اس کا انتقال درج ہو جائے میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آج تک ایسی کوئی رجسٹری نہیں جو بھیجی گئی ہو اور اس کا انتقال درج کیا گیا ہو ۔ بلکہ جب رجسٹری وہاں لے جاتے ہیں اس کا جو حشر ہوتا ہے اس سے ملک صاحب بھی آگاہ ہیں ۔ اس کی وجوہات کیا ہیں اس کی وجوہات یہ ہیں کہ پٹواری کام نہیں کرتا اور پٹواریوں کی اکثریت نے اپنے ماتحت پٹواری رکھے ہوئے ہیں اور وہ اپنی قلم سے کوئی اندراج نہیں کرتے وہ صرف یہ جانتے ہیں کہ انتقالات کب ہمارے پاس آئیں گے اور ہم کتنے پیسے وصول کریں گے ۔

خسرہ گرداوری ۔ جو موقعہ کا ریکارڈ ہے اور جس کی میں نے نشاندھی کی ہے یہ خود پٹواری صاحبان نہیں بناتے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے پاس وقت نہیں ہے اور محکمہ انہار سے لے آتے ہیں جو صرف پانی کا ریکارڈ ہوتا

ہے اور وہاں سے یہ اندراج کر دیتے ہیں ۔
اس کے علاوہ جمع بندیات اور خسرہ گرداوری کے اہم ریکارڈ ہیں ۔ اس میں جس وقت آپ چاہیں اس کا کوئی خسرہ اس کا کوئی ملکیت نامہ تبدیل کیا جا سکتا ہے تو میں یہ عرض کرونگا کہ یہ سارا کام کیوں ایسا ہو رہا ہے پٹواری کو کیوں نہیں پکڑا جاتا گرداور کو کیوں نہیں پکڑا جاتا ۔ نائب تحصیلدار اور تحصیلدار کو اگر ایک سال کا موقع مل جائے تو میں ایمان واثق سے کہتا ہوں کہ وہ ایک ٹیوٹا کار لے لیتا ہے اس کی کیا وجہ ہوتی ہے , اس کی زائد آمدنی دو طریقوں سے ہے , ایک تو رجسٹری کی اور دوسرے Mutation کی جو بیک وقت دونوں چل رہے ہیں ۔ رجسٹریشن کلرک کیلئے bid ہوتی ہے کہ یہاں کون رجسٹری کلرک آئے گا اور میں ایمان سے کہتا ہوں اور میرا اپنا مشاہدہ ہے کہ ایک تحصیل پر یا سب ڈویژن پر جو رجسٹری کلرک ہے اس کی آمدنی اوسطاً روزانہ ایک ہزار روپے ہے اسمیں سے اچھا خاصا حصہ نائب تحصیدار یا تحصیلدار جس کی اس دن باری ہوتی ہے ، لے لیتا ہے ۔ جہاں ملک صاحب نے نشاندہی کی ہے کہ ہم نے Mutation کا سسٹم اسلئے ختم کیا ہے کہ اسکی شکایات ہوتی ہیں ۔ جناب والا ۔ میں کہتا ہوں اور قانون دان صاحبان بھی یہاں بیٹھے ہیں کہ Mutation کی کوئی وقت نہیں ہے جب کوئی مقدمہ ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ اسکی کوئی وقت نہیں ہے ہوتا کیا ہے کہ جب نائب تحصیلدار یا تحصیلدار دورے پر جاتے ہیں تو وہ وہاں پر Tick mark کر کے رکھ دیتے ہیں اس کے بعد کیا ہوتا ہے کہ جس کے وہاں پٹواری کے پاس یا گرداور کے پاس پیسے پہنچتے ہیں اس پر فیصلہ لکھا جاتا ہے نہیں تو وہ وہیں رہ جاتا ہے بلکہ ایسا بھی ہوا ہے فیصلے تو لکھے جاتے ہیں مگر جمع بندیات میں ان کا کوئی ذکر نہیں ہوتا یہ میرا اپنا تجربہ ہے کہ جمع بندیات کے ساتھ لگے ہوئے اوراق نکال لئے جاتے ہیں تو جناب والا ۔ میں یہ ضرور عرض کرونگا کہ آپ اگر رجسٹریشن ایکٹ پر عمل کریں ، اس کی تحریر ہوتی ہے اس پر دونوں فریقین کے دستخط ہوتے ہیں اس کے بعد اگر اور کوئی شخص آئے تو وہ کہہ سکتا ہے کہ دیکھیں آپ نے

یہ بیان دیا ہے اب آپ اس سے نہیں انکار کر سکتے تو جناب والا ۔ یہ چند ایک نشاندھیاں کر دی گئی ہیں آپ ان پر توجہ فرمائیں اور پٹواری ، ور ، نائب تحصیل دار اور تحصیلدار ۔ ہر کوئی چیک لگائی جائے اور documents کے بنانے میں ہم لوگوں کو بھی شامل کیا جائے ۔ کمیٹی بنائی جائے تاکہ ہم بھی بیٹھ کر ان کو مشورہ دے سکیں ۔

جناب گورنر ۔ میرے خیال میں اب آپ پوائنٹ پر آ جائیں ۔ ہر شخص کیلئے دو دو منٹ میرے خیال میں کافی ہونگے ۔ ایسے تو ہم بہت لمبے نکل جائیں گے ۔ (وزیر مال سے) ۔ آپ یہاں آ جائیں اور فاضل ارکان کا جواب بھی دیتے جائیں میرے خیال میں یہ ٹھیک رہے گا ۔

وزیر مال ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرونگا کہ اگر تمام ارکان اپنے اپنے اثرات بیان کر دیں تو آخر میں ان کا جواب دے دوں گا ۔

جناب گورنر ۔ ٹھیک ہے ۔ آپ وہاں بیٹھ جائیے ۔ دیکھیئے جی ۔ ایک ، ایک منٹ یا دو دو منٹ لیجیئے اور پوائنٹ پر آ جائیے اور اس کا تقریباً سب کو پتہ ہے ۔ غلام حیدر سجاد ۔

چوھدری غلام حیدر سجاد (صدر کسان بورڈ پنجاب سرگودھا) ۔ جناب چیئرمین ۔ محترم وزیر مال نے نہایت ہی موثر تقریر فرمائی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اپنے سب جیکٹ پر پورا عبور حاصل ہے ۔ میں آپ کے علم میں اور ان کے علم میں ایک بات لانا چاھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ 1952ء سے لے کر 1958ء تک بے دخل شدہ مزارعان سکیم اور Grow More Food سکیم میں لوگوں کو رقبہ الاٹ کیا گیا اور 1967ء میں ان کو حقوق ملکیت دینے کا اعلان کیا گیا تھا اور انہوں نے اقساط بھی داخل کر دی تھیں ۔ انہوں نے ، بنجر رقبے آباد کئے ، ٹیوب ویل ان پر لگائے ان پر مکانات بنائے لیکن مارچ 1981ء میں بورڈ آف ریونیو کی طرف سے ایک چٹھی جاری کی گئی کہ کارپوریشن کی بیرونی حدود سے دس میل کے اندر میونسپل کمیٹی کی حدود سے پانچ میل کے اندر ۔ ٹاؤن کمیٹی کی بیرونی حدود سے

تین میل کے اندر اور اسٹیشن سے ایک میل کے اندر جو لوگ آباد ہیں ان کو متبادل رقبہ دیا جائے گا وہ درخواستیں دیں اور یہ رقبہ وہ لوگ نہیں رکھ سکتے اور ان کو نوٹس دیئے گئے - اب جناب والا - بیس - پچیس سال کے بعد ان لوگوں کو دوبارہ مہاجر بنایا جا رہا ہے اور وہ لوگ بڑے پریشان ہیں اور یہ چیز اس لئے کی جا رہی ہے کہ شہروں کی آبادیاں بڑھیں گی اسلئے یہ رقبہ چاہئے اس کیلئے Acquisition Act موجود ہے جب بھی ان کی ضرورت ہو گی تو حکومت ان کا معاوضہ دیکر ان سے رقبہ لے سکتی ہے تو جناب والا - میری گزارش ہے کہ بیس ، پچیس سال کے بعد ان کو distrub کر کے باہر بھیجنا اور اس علاقے کو خالی کروانا ، یہ قرین انصاف نہیں ہے پھر انہیں جو متبادل رقبہ دیا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ جو بڑے داران ہیں ان کا رقبہ ان کو دیا جائے گا اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ ڈبل distrub ہونگے اور وہی چکر چلے گا جو آج سے بیس پچیس سال پہلے چل چکا ہے تو جناب والا - میرا مطالبہ ہے کہ ان لوگوں کو اس طرح نہ اٹھایا جائے اگر حکومت کو ضرورت ہے تو یہ رقبہ کسی وقت بھی acquire کیا جا سکتا ہے -

جناب والا دوسرا پوائنٹ محترم وزیر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ جو چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہیں ان کو اکٹھا کیا جائے - اس سلسلے مین زرعی اصلاحات میں پرویژن پہلے ہی موجود ہے کہ جو ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم رقبہ ہے اس کو تقسیم نہ کیا جائے - میں یہ گزارش کروں گا کہ زرعی اصلاحات میں یہ تخصیص نہیں کی گئی کہ یہ رقبہ کن مالکان کا ہے - اس میں یہ لکھا گیا ہے کہ جو مالک ہے وہ تمام واجبات ادا کرے گا مزارع حصہ لے گا خواہ مالک چار ایکڑ کا ہے - خواہ مالک دو ایکڑ کا ہے - خواہ کوئی یتیم بچہ ہے - خواہ کوئی بیوہ عورت ہے یا کوئی فوجی سپاہی ہے - اگر وہ زمین بٹائی پر دیتا ہے تو وہ تمام واجبات ادا کر کے مزارع کو حصہ دیتا ہے تو اس کے پاس کچھ نہیں بچتا تو اس

لحاظ سے جو کمزور حصہ دار ہے ان کو حصہ نہیں ملتا ۔ جو کھاتہ مشترکہ ہے ان میں جو عورتیں شرعی قانون کے مطابق حصہدار بنی ہیں ان میں جو زبردست حصہ دار ہیں وہ ان کو حصہ نہیں دیتے۔ چھ چھ سال تک دعوے چلتے ہیں لیکن وہ بے دخل نہیں کرا سکتے کیونکہ ان کا رقبہ ناقابل تقسیم ہے ۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ مارشل لا ریگولیشن 115 میں اس قسم کی ترمیم کی تجویز کی جائے کہ جو کم رقبے والے مالکان ہیں ان پر اس کا اطلاق نہیں ہونا چاہیے تاکہ کمزور حصہ داروں کا استحصال نہ ہو میرے دو پوائنٹس وزیر مال کی خدمت میں ہیں ۔ مجھے امید ہے کہ وہ اس پر غور فرمائیں گے ۔

سیدہ ساجدہ نیئر عابدی ۔ (خاتون ممبر ضلع کونسل سیالکوٹ) جناب والا میں وزیر مال سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ وراثت اور ہبہ میں جو انتقالات ہوتے ہیں اس کے لیے فیس میں کوئی تخفیف ہو سکتی ہے یا نہیں ۔ دوسرے میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ جو ہمارے دیہی ترقی کے مراکز قائم ہوئے ہیں کیا یہاں پر کوئی ایسی صورت پیدا ہو گی کہ اس علاقے کے جتنے ذمہ دار مالکان ہیں ان کی ملکیت کے کھاتوں کے ریکارڈ ان مراکز میں پہنچا دیئے جائیں ۔ اس سے ایک تو یہ فائدہ ہو گا کہ پٹواری کا بوجھ تھوڑا بہت ہلکا ہو جائے گا ۔ دوسرے مرکز کی سطح پر جو وہاں کوآپریٹو سوسائٹی موجود ہے ان کے ذریعہ ہمیں قرضے لینے میں آسانی ہو جائے گی ۔ وہ مالک کا کھاتہ دیکھ لیں گے اور اس پر قرضہ کی حد مقرر کر دیں گے ۔ اور اگر چیئرمین مرکز اس کی سفارش کر دے اور سوسائٹی کے ممبران اس کی منظوری دے دیں تو اس کاشتکار یا زمیندار کو اس حد تک آسانی سے قرضہ مل سکے گا ۔ ان دونوں چیزوں کے متعلق میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ ایسے ہو سکتی ہیں یا نہیں ۔

رانا نذیر احمد خان (وائس چیئرمین ضلع کونسل گوجرانوالہ) ۔ جناب والا میرا مسئلہ قانون رجسٹری سے متعلق ہے جس کے تحت رجسٹریاں

ہوتی ہیں ۔ اس میں اگر سب رجسٹرار کوئی رجسٹری کرنے سے انکار کردے تو اس کے خلاف اپیل provide کی ہوئی ہے وہ اپیل ڈسٹرکٹ رجسٹرار جو ڈپٹی کمشنر ہوتا ہے کے پاس کی جاتی ہے ۔ جناب والا اگر کوئی سب رجسٹرار کسی رجسٹری کو غلط قرار دے دے ، جس کی کئی وجوہات اخبارات میں بھی ، اور ہمارے مشاہدے میں بھی آئی ہیں ، جیسے کوئی آدمی آج مر جائے اس کے وارثت انتقال سے پہلے اس کی نقل فرد لیکر اس کی رجسٹری کر دی جاتی ہے اور اس کی جو بیوہ یا یتیم بچے ہوتے ہیں ان کی جو رجسٹری ہوتی ہے اس کو منسوخ کرنے کا اختیار رجسٹریشن ایکٹ میں کسی اتھارٹی کو نہیں دیا ہوا ۔ اس کے لئے ان کو سول عدالتوں میں جانا پڑتا ہے ۔ جو ایک لمبا پروسیجر ہے ۔ وہ اپنی داد رسی کے لئے جو ان کا صحیح حق ہوتا ہے اس کو حاصل کرنے کے لئے انہیں سالہا سال تک عدالتوں کے چکر کھانے پڑتے ہیں ۔ اس سے متعلق میری گزارش یہ ہے کہ جس طرح سے انکاری پر اپیل ہوتی ہے اسی طرح جو بھی جعلی یا فراڈ رجسٹریاں ہوتی ہیں ان کو منسوخ کرنے کی بھی اتھارٹی رجسٹریشن ایکٹ میں مہیا کی جائے تا کہ انصاف جلد حاصل ہو سکے اور جو قانونی ہتھکنڈے ہیں ان سے لوگوں کو نجات مل سکے ۔

جناب والا مجھے وزیر مال سے دوسرا سوال جو پوچھنا ہے وہ یہ ہے کہ جو وارثان کے حق میں ہبہ ہوتا ہے۔ اگر والد ۲۵ ایکڑ سے کم کا مالک ہے اور وہ اپنی اولاد کے حق میں رجسٹری کرے تو اس پر کوئی فیس نہیں لی جاتی لیکن اگر وہ سیدھا پٹواری کے پاس انتقال کے لئے جائے تو ۲ فیصد اس سے فیس لی جاتی ہے تو یہ ایک قسم کی mutation ہے ۔ رجسٹری پر تو کوئی فیس نہیں ہوتی ۔ اگر رجسٹری کرائے تو انتقال بھی مفت ہو جاتا ہے لیکن اگر وہ پٹواری کے پاس جائے تو اس کو ۲ فیصد فیس ادا کرنا پڑتی ہے اس میں کوئی یکساں فیصلہ ہونا چاہئیے ۔

جناب والا میرا تیسرا پوائنٹ یہ ہے کہ مارشل لاء ریگولیشن ۱۱۵ کے تحت دو ہولڈنگز ہیں ۔ ان کی رجسٹری بیع پر پابندیاں ہیں ۔ ایک

subsistence اور دوسری اکنامک ہولڈنگ ہے ۔ یہ بالترتیب ۱۰۰ کنال اور ۵۰۰ کنال کی ہولڈنگز ہیں ۔ اس سے کم کی رجسٹری نہیں ہو سکتی ۔ اس سے کم کیانہ تقسیم نہیں ہو سکتا ۔ اس میں استثنیٰ کیا گیا ہے جیسے ایک آدمی ۱۰۰ کنال کا مالک ہے اس میں سے ۱۰ مرلے فرضی طور پر کسی مسجد کے نام ہبہ کر دے تو ۱۰۰ کنال کی حد ٹوٹ جاتی ہے۔ اسی طرح جو اکنامک ہولڈنگ ۵۰ ایکڑ کی ہے اگر رہائش کے لئے وہ دے دیتا ہے تو اس کی بھی حد ٹوٹ جاتی ہے ۔ جس مقصد کے لئے یہ پروویژن قانون میں رکھی گئی تھی اس کا خاطر خواہ کوئی فائدہ نہیں ہو رہا ۔ وہ exemption کاٹ دی جائے وہ حد ختم کر دی جائے ۔

نواب لیاقت علی خان (ملتان) ۔ جناب والا ! وزیر مال نے اشتمال اراضی کے بارے میں بہت سے فوائد گنوائے ہیں ۔ جناب والا میں اس کے متعلق کچھ عرض کروں گا کہ اشتمال اراضی کے نقصان بہت زیادہ ہیں ۔ اس میں چند فوائد تو ضرور ہیں لیکن اس کے نقصانات بہت زیادہ ہیں ۔ پہلا نقصان تو یہ ہے کہ جو چند پڑھے لکھے اور پیسے والے لوگ ہوتے ہیں وہ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں ۔ چھوٹے اور غریب لوگ اس میں مارے جاتے ہیں ۔ ان کی زمین مزید ٹکڑے ہو جاتی ہے یا ان کی زمین دور چلی جاتی ہے ۔ سب سے بڑا نقصان نہ ختم ہونے والی litigation اس معاملہ میں شروع ہو جاتی ہے بے شمار اپیلیں ہوتی ہیں ۔ کئی کئی سالوں تک اپیلیں چلتی ہیں۔ کچھ لوگوں کی اس سلسلے میں دشمنی بھی پیدا ہو جاتی ہے ۔ میرے خیال میں یہ اتنا بڑا نقصان ہے جتنا اس کا فائدہ نہیں ہے ۔

دوسرے وزیر مال نے کہا ہے کہ اگر وہاں لوگوں کی اکثریت یعنی ۵۱ فیصد چاہتی ہو تو وہاں پر اشتمال کیا جاتا ہے ۔ یہ جو سسٹم ۵۱ فیصد لوگوں کی رائے معلوم کرنے کا ہے ۔ تو اس میں ہوتا یوں ہے کہ اگر ۲۵ فیصد لوگ چاہتے ہیں کہ وہاں اشتمال ہو تو ۲۶ فیصد لوگوں کے اور انگوٹھے لگا لیتے ہیں اور وہ انگوٹھے جعلی ہوتے ہیں اس طرح ۵۱ فیصد

کی اکثریت ہو جاتی ہے ۔ اس کے لئے طریقہ کار بدلا جائے اور باقاعدہ اس موضع میں کوئی ریفرنڈم یا الیکشن ہو ، تاکہ صحیح صورت حال کا پتا چل سکے کہ واقعی ۵۱ فیصد لوگ چاہتے ہیں کہ وہاں اشتمال ہو ۔ اگر ۵۱ فیصد لوگ چاہتے ہیں تو وہاں ضرور اشتمال کیا جائے ۔ اس طرح بہت غلط ہو رہا ہے ۔ یہ جو سسٹم ہے اس کو بدلا جائے ۔ اس طرح سے جہاں اکثریت اشتمال نہیں چاہتی ہے وہاں بھی اشتمال ہو رہا ہے ۔

جناب نواب خان ۔ (وائس چیئرمین ضلع کونسل جہلم) ۔ جناب چیئرمین وزیر موصوف نے مالیہ کے بارے میں کچھ نہیں بتایا ۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ مالیہ کا موجودہ رائج فارمولا بتائیں ۔ اگر ہو سکے تو بارانی زمینیں جو بنجر اور غیر مزروعہ زمینیں ہیں ان پر مالیہ معاف کیا جائے ۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی عرض کروں گا کہ ایک فاضل ممبر نے اشتمال کے بارے میں ہمیں آگاہ کیا ہے کہ اس کے فوائد نہیں ہیں ۔ میں عرض کروں گا کہ اس کے بڑے فوائد ہیں صرف بات یہ ہے کہ لوگ ریونیو کے عملہ سے ڈرتے ہیں اور وہ اشتمال کے لئے تیار نہیں ۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ آج کل پٹواری ۔ گرداور اور تحصیل دار تینوں کی کوئی کمپنی قسم کی چیز بنی ہوئی ہے ۔ یہ محدود یا غیر محدود ہے ۔ اس کو ریونیو منسٹر صاحب اچھی طرح جانتے ہیں ۔

ملک امان اللہ (میانوالی) ۔ جناب صدر میں وزیر مال کے ارشادات سے پوری طرح متفق ہوں مگر کچھ ایسے حقائق ہیں جن کی میں نشاندھی کرنا چاہتا ہوں۔ جو اچھی بات ہے ، چاہے وہ بدیشی ہو ، چاہے موجودہ حکومت کی ہو ، وہ اچھی ہوتی ہے ۔ تو اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ خسرہ گرداوری کا جو تقدس تھا انگریزوں کے زمانہ ہی تھا ۔ فی زمانہ وہ تقدس پائیمال ہو چکا ہے ۔ خسرہ گرداوری کتنی اہم چیز ہے ۔ آئی ۔ یو ۔ خان مرحوم کو اس کا تجربہ تھا ۔ وہ پبلک سروس کمیشن کے چیئرمین بھی تھے ۔ ریونیو بورڈ میں ممبر بھی رہے ۔ زرعی اصلاحات کے ممبر بھی بنے ۔ یہ کتنا وسیع علم ہے ۔

اس کے متعلق میں اتنا ماہر تو نہیں ہوں - بہر حال میں قانونی موشگافیوں میں جانے کی جسارت نہیں کروں گا - سادہ باتیں ہی عرض کروں گا - پہلے انگریز ڈپٹی کمشنر گھوڑوں پر سفر کرتے تھے ، موضع میں جاتے تھے - جب ایام خسرہ گرداوری ہوتا تھا وہاں پٹواری کو چیک کرتے - اب حال یہ ہے کہ پٹواری ایک کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھ کر یا اپنے کمرے میں بیٹھ کر خسرہ گرداوری کے سابقہ اندراج سے نقل کر لیتا ہے - ہوتا تو یہ چاہئے کہ جب پٹواری ایام گرداوری میں موقع پر جاتا ہے تو وہ مزارع یا مالک کو خسرہ گرداوری کی ایک نقل یا پرچی دے لیکن وہ ایسا نہیں کرتا - اس سے پہلے یہ قانون تھا کہ موقع پر جو مزارع یا مالک یا کاشتکار ہوتا تھا اس کو خسرہ گرداوری کی ایک نقل یا پرچی پٹواری دیتا تھا -

لیکن اب وہ پرچی زمینداروں کو موقع پر نہیں دی جاتی - حالانکہ اسوقت وسائل کی کمی تھی ، سڑکیں بھی نہ تھیں ، وہ گھوڑوں پر جا کر موقع پر چیک کرتے تھے - اب جب کہ ڈپٹی کمشنر صاحبان اور تحصیلدار صاحبان کو حکومت نے جیپیں بھی دے رکھی ہیں تو وہ موقع پر جا کر چیک کریں - ہوتا یہ ہے کہ پٹواری صاحب اورگرداور صاحب گرداوری کے ایام میں گرداوری کرتے ہیں تو سڑک کے کنارے پر جو پلاٹ ہوتے ہیں ، ان کو دکھا دیتے ہیں - حالانکہ ہونا ایسا چاہیے کہ اگر آٹھ میل یا بارہ میل کا ایک موضع ہے تو اس کے سرے پر یا درمیان میں جا کر اس کی پڑتال ہونی چاہیے - دوسری گزارش جو میں منسٹر صاحب سے کروں گا ، وہ یہ ہے - کہ صدر ایوب کے دور میں یا جو ایک چار سالہ جمع بندی مالکان ، زمینداروں کی تیار ہوتی تھی - محکمہ مال والے اس کی تین کاپیاں بناتے تھے - اور چار سالہ جمع بندی کی ایک کاپی یونین کونسل میں رکھی جاتی تھی جیسے وزیر مال نے یہ کہا ہے کہ ہفتے میں ایک دفعہ پٹواری یونین کونسل میں جائے - میری گزارش یہ ہے کہ پٹواری بھی ضرور آئے لیکن جب چار سالہ جمع بندی تیار ہوتی ہے ، تو اس کی نقل یونین کونسل میں رکھ دی جائے تا کہ زمینداروں

کو اس سے فائدہ ہو اور وہ اپنی ملکیت دیکھ سکیں ۔ جیسا کہ ایک فاضل رکن نے ابھی ابھی فرمایا ہے کہ جو اے سی صاحبان ڈائریکٹ بھرتی ہوتے ہیں تو بحیثیت کلکٹر انھیں اپنے اختیارات کا پتا نہیں ہوتا ، یہ جناب آپ کی اطلاع کے لیے ہے کہ ایک اے سی صاحب بھکر میں لئے لئے گئے تھے ۔ انھوں نے گرداور سے پوچھا کہ آپ کا دفتر کہاں ہے ؟ میں اسے چیک کرنا چاہتا ہوں ۔ تو گرداور صاحب سٹپٹا گئے ۔ کیونکہ گرداور کا کوئی دفتر تو ہوتا ہی نہیں البتہ پٹواری کا دفتر ہوتا ہے ۔ اس نے کہا کہ جناب ، باہر سے ایک ڈاک آتی ہے ۔ وہ میں ادھر سے اُدھر کر دیتا ہوں اور اُدھر سے ادھر ۔ ہمارا تو کوئی دفتر نہیں ہوتا ، البتہ پٹواری کا ہوتا ہے وہاں آپ کو لئے چلتے ہیں ، آپ وزٹ (visit) کر لیں ۔ جناب والا میری گزارش ہے کہ چار سالہ جمع بندی کی نقل یونین کونسل میں ہونی چاہیئے تاکہ لوگ اپنی ملکیت دیکھ سکیں ۔ اس کے علاوہ ۔ ۔ ۔

جناب گورنر ۔ پوائنٹ پر آ جائیے ۔

ملک امان اللہ ۔ یہ دو گزارشات تھیں ، جن کی میں نے وزیر مال صاحب کو نشاندھی کی ہے ۔ اس کے ساتھ میں توقع رکھتا ہوں کہ ان پر عمل کیا جائے گا ۔

مسٹر خورشید احمد کالجو (نائب چیرمین پنجاب کسان بورڈ) ۔ جناب والا ۔ میری گزارش صرف یہ ہے کہ وراثت کے حصے داروں میں صرف اولاد یا کوئی رشتہ دار ہی ہوتے تھے ۔ اب ایک اور رشتہ دار پیدا ہو گیا ہے ۔ کیا اس کی کوئی قانونی پوزیشن بھی ہے یہ ذرا دیکھ لیں وہ یہ ہے کہ جب کوئی آدمی فوت ہوتا ہے تو وراثت میں حکومت بھی رشتہ دار بن گئی ہے ۔ وہ ڈیتھ ڈیوٹی لگا کر حصہ داروں کے ساتھ اپنا حصہ بانٹنا چاہتی ہے ۔ اس کی تھوڑی سی وضاحت کر دیں کہ یہ رشتہ داری کیسی ہے ؟

دوسری بات یہ ہے کہ پانچ مرلہ سکیم کے تحت حکومت نے پہلے

کچھ acquire کئے تھے، ان میں سے کچھ تقسیم ہو گئے تھے مگر کچھ تقسیم نہیں ہوئے تھے ۔ وہ رک گئے تھے ۔ ان کی تقسیم کیوں رکی ہے ؟ وہ تقسیم کر دیں تو بہتر ہو گا ۔ یہ دو سوال ہیں ۔

مسٹر سراج قریشی (صدر مرکزی انجمن تاجران لاہور)۔ جناب چیئرمین میں آپ کی اجازت سے وزیر صاحب سے درخواست کروں گا کہ شہری جائیداد کی فروخت کے معاہدے کی رجسٹریاں ، جائیدا کی اصل مالیت کے بجائے بہت ھی کم قیمت ظاہر کر کے ہو رہی ہیں ۔ اس طرح سے انکم ٹیکس ، گین ٹیکس ، ویلتھ ٹیکس اور اشٹام کی فیس کی رقم چوری ہو رہی ہے ۔ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے عملے کی ملی بھگت سے لاکھوں روپے کی جائیداد کی رجسٹریاں ، انہیں بیس بیس ہزار کی مالیت سے بھی ظاہر کر کے کی جا رہی ہیں ۔ آپ کا محکمہ اس کے تدارک کے لئے کیا انتظامات کر رہا ہے ۔ مہربانی سے تفصیلات سے آگاہ فرمائیں ۔ شکریہ ۔

چودھری انور علی چیمہ (وائس چیئرمین ضلع کونسل سرگودھا) ۔ جناب والا ، ایک چھوٹی سی تجویز ہے ۔ کل میں نے عرض کی تھی لیکن اس کے متعلق مجھے کوئی جواب نہیں ملا ۔ وہ یہ ہے کہ جو دیہی مراکز بنائے گئے ہیں ان کے حلقہ جات کے مطابق قانون کوئی حلقہ جات بنا دیئے جائیں اور قانون کو بھی ان تجویز کردہ حلقہ جات کے مطابق لگائے جائیں اس سے عوام کو فائدہ ہوگا ۔

چودھری ہارون الرشید تبسم ۔ جناب والا ، یہ جتنی شکایات پیدا ہوئی ہیں ، ان کی ہم ترجمانی کرتے رہے ہیں ۔ لیکن ہم وزیر مال صاحب کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہماری بالکل صحیح ترجمانی کی ہے ۔ کوئی پوائنٹ چھوڑا نہیں ہے ۔ جو سب سے پہلا پوائنٹ تھا ، اس کے متعلق میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اس پر عمل ہو جائے تو 90 فی صد ہماری مشکلات سب ڈویژن میں ختم ہو جاتی ہیں ۔ جناب والا ، ایسے سی صاحبان جو سب ڈویژن کے انچارج ہوں ، وہ تجربہ کار ہونے چاہیں ۔ دیکھنے میں یہ

آیا ہے کہ وہ اکثر کم عمر اور ناپختہ کار ہوتے ہیں جب آپ ان کے دفتر میں جائیں تو آپ دیکھیں گے کہ چھوٹے اہل کار ان پر حاوی ہوتے ہیں اور وہ خاموش بیٹھے ہوتے ہیں اور نئے تبدیل شدہ اے سی صاحب کے متعلق تو پوچھنا پڑتا ہے کہ کون اے سی صاحب ہیں ۔ کیونکہ چھوٹے اہل کار اپنی قابلیت کی وجہ سے ان پر چھا جاتے ہیں ۔ پھر لطف یہ ہے کہ انہی کے متعلق اپیلیں ہوتی ہیں اور انہی سے پوچھا جاتا ہے کہ فیصلہ کیسے لکھنا چاہیے ۔ میں اپنی بات طویل نہیں کرنا چاہتا ، جیسے وزیر مال صاحب نے نشان دہی کی ہے ، پڑتال کروانی چاہیے ۔ انہیں کم از کم چھ سات سال کا تجربہ ہو تب انہیں کسی سب ڈویژن کا انچارج لگایا جائے ۔ اگر سب ڈویژن کا انچارج اے سی قابل ہو ، کلکٹری جانتا ہو ، نوج داری جانتا ہو ، باقی معاملات کو جانتا ہو تو وہ ہر طرف سے کنٹرول کر سکتا ہے ۔ اگر انہیں ایک سال ، دو سال کے تجربہ کے بعد کلکٹر بننا ہے ، اپیل سننی ہے تو وہ کیسے اس کو نباہ سکیں گے ۔ تو اس کے متعلق گذارش ہے کہ افسروں کی ایک سب کمیٹی بننی چاہیے جو یہ پڑتال کریں کہ سب ڈویژن کے انچارج ہیں جو اے سی صاحبان ہیں ، ان کا تجربہ کیا ہے ، کلکٹری کے اختیارات ابھی ملے ہیں یا نہیں ، دفعہ 30 کے اختیارات ملے ہیں یا نہیں ۔ کلکٹری کے اختیارات بورڈ آف ریونیو نے دینے ہوتے ہیں ۔

چودھری انور علی چیمہ ۔ ایک فاضل رکن نے اسی پوائنٹ پر اپنا بہت سا وقت لے لیا ہے ۔

جناب گورنر ۔ دیکھیے ، میں نے تو انہیں دو منٹ دیے تھے ۔ ابھی ان کے پاس آدھ منٹ ہے ۔

چودھری ہارون الرشید تہیم ۔ میں تو جناب اپنی چھوٹی چھوٹی مشکلات کے متعلق عرض کر رہا تھا ۔

جناب گورنر ۔ ابھی آپ کے پاس آدھ منٹ ہے ۔ آپ اپنا اگلا پوائنٹ لے لیجئے ۔

چودھری ہارون الرشید تھہیم - جی ہاں - اس بھی ہے جناب اگر اے سی صاحبان تجربہ کار ہوں ، تو یہ ساری مشکلات حل ہو جاتی ہیں، اگر وہ کلکٹری جانتے ہوں ، فوجداری جانتے ہوں - دفعہ 30 کے اختیارات انہیں حاصل نہیں ہوتے چھوٹے عدالتوں کو ہوتے ہیں - اور وہ انہیں ہائی کورٹ سے لینے ہوتے ہیں - اسی طرح بورڈ آف ریونیو سے کلکٹری کے اختیارات لینے ہیں - تو ذرا مہربانی کر کے ایک انکوائری کروا لیں اور ان کی جگہ تجربہ کار اے سی صاحبان لگ جائیں تو یہ ساری مشکلات حل ہو جائیں گی -

راجہ محمد افضل (چیئرمین میونسپل کمیٹی جہلم) جناب صدر میں وزیر موصوف کی توجہ ایک مسئلہ کی طرف دلاؤں گا - وہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں جو زمین زیر کاشت ہے اس کا تو ریکارڈ ہوتا ہے - لیکن جو رقبہ آبادی دیہہ میں آ جاتا ہے اس کے خسرات نمبر ختم ہو جاتے ہیں - اس کی ملکیت define (واضح) نہیں ہو سکتی - جو اس پر قابض ہو جاتے ہیں وہ اس کے مالک ہو جاتے ہیں - اسی طرح شہری آبادیوں میں بھی ہوا ہے جہاں دیہی آبادیوں میں قصبے بن گئے ، گاؤں بن گئے یا آبادی دیہہ میں آ گئی اس کا ریکارڈ نہیں ملتا - اس لیے میری گذارش ہے کہ ان کا ریکارڈ بنایا جائے - دوسرے جس طرح پٹواری کو ہفتے کے دن کے لیے کہا گیا ہے کہ وہ یونین کونسل کے دفتر میں حاضر ہو اس طرح ٹاؤن کمیٹیوں میں بھی پٹواری آ جایا کریں تو بہت اچھا ہوگا تاکہ ہمیں جائیداد کا پتہ چل سکے - اور غیر منقولہ جائیداد کی جو ٹیکسیشن کرنی ہوتی ہے اس کا پتہ بھی چل سکے گا -

نوابزادہ مظفر علی خان (چیئرمین ضلع کونسل گجرات) جناب والا میرے فاضل دوست راجہ محمد افضل نے جو تجویز پیش کی ہے وہ درست ہے - اس کے علاوہ بھی ایک اور میرے بھائی نے ایک تجویز پیش کی ہے کہ قانون گو مرکز کے ماتحت کر دیے جائیں - جناب والا میں اس سے

اتفاق نہیں کرتا کیونکہ یہ قابل عمل نہیں ہے ۔ ہم تو ابھی اس بحث میں ہیں اور زیادہ لوگوں کا ابھی بھی خیال ہے کہ مرکز کی کوئی افادیت نہیں اس کو اپنانا نہیں چاہیے ۔ قانون گوئی حلقہ ایک مستقل چیز ہے ۔ اسے مرکز کے ماتحت نہیں کیا جا سکتا البتہ مرکز کو قانون گوئی کے مطابق کیا جا سکتا ہے ۔ محترم وزیر مال یہ ہدایت جاری فرمائیں کہ پٹواری ہفتے میں یونین کونسل جائے گا ۔ تو بہتر ہے ۔ ویسے تو یہ بالکل نہیں ملتے ۔ اگر ہفتہ میں ایک دن مقرر کر دیں تو پٹواری صاحب مل جائیں گے ۔ میری تو یہ تجویز ہے کہ پٹواری کا دفتر ہی یونین کونسل میں قائم کر دیا جائے ۔ یہ زیادہ بہتر ہوگا کیونکہ لوگوں کو معلوم ہوگا کہ اس جگہ پٹواری مل سکتا ہے اور دفتر میں نہ ملنے کا مسئلہ حل ہو جائے گا ۔

چوہدری جلال دین (وائس چیرمین ضلع کونسل ، مظفر گڑھ) ۔ جناب صدر پٹواری کے متعلق دوستوں نے بہت کچھ کہا ہے میں آپ کی اجازت سے ایک بات عرض کروں مجھے فیروزپور کا ایک واقعہ یاد آیا ہے ۔ اس زمانے میں خواجہ عبدالرحیم صاحب پنچائتوں کے سب سے بڑے افسر تھے وہ ایک دفعہ ضلع فیروز پور تشریف لے گئے وہاں مولوی غلام رسول چشتی صاحب نے سپاسنامہ پیش کیا جس میں انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ اللہ میاں کی کچہری لگی ہوئی تھی سب لوگ ملنے آئے جب وہ ملنے گئے تو اللہ میاں سب کو بیٹھے ہوئے ملے ۔ جب پٹواری آیا تو اٹھ کر ملے پوچھا گیا کہ یہ کیا بات ہے سب لوگوں سے بیٹھے بیٹھے ملے ہیں لیکن پٹواری آیا تو اٹھ کر ملے ہیں ۔ اللہ میاں نے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ یہ میری خدائی کا انتقال کسی اور کے نام نہ کر دے ۔ (قہقہہ) یہ پٹواری کا مسئلہ بڑی دیر سے چلا آرہا ہے ۔ یہ اتنا آسان نہیں ہے ۔ ہم پیسے دیتے ہیں تو وہ لیتا ہے اگر نہ دیں تو نہیں لے گا ۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے آج تک پٹواری کو کوئی پیسہ نہیں دیا ہے انتقال بھی کرائے ہیں ۔ اس میں تو ہمارا اپنا قصور ہے اگر ہم پیسے دیں گے تو لے گا اگر نہیں دیں گے تو نہیں لے گا ۔ بس میں اتنی سی بات پر

ہی اکتفا کرتا ہوں ۔ شکریہ ۔

ایک معزز رکن ۔ جناب صدر ٹھیک ہے ۔ یہ پیسے نہیں دیتے ۔ گندم ، چاول اور کپاس دیتے ہیں ۔

جناب گورنر ۔ عقلمند ایسا ہی کیا کرتے ہیں ۔

چوھدری جلال دین ۔ میں اس کی بھی قسم کھانے کے لئے تیار ہوں ۔ ایک مرتبہ آپ سب جیکٹ کمیٹی میں ہمارے چیرمین تھے تو جناب نے بھی فرمایا تھا کہ مجھے پٹواری کے نام سے چڑ ہے ۔ اس کی تائید وزیر مال بھی کریں گے

جناب گورنر ۔ میں نے چڑ ، نہیں کہا تھا ، وہ اپ کو ہوگی ۔

چوھدری اختر علی (چیرمین ضلع کونسل ، سیالکوٹ) ۔ جناب والا میں رجسٹری محرر اور نائب محرر کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ھوں ۔ یہ بہت اہم آسامی ہوتی ہے اور یہ آسامی ہر ضلع میں ھوتی ہے ۔ میری یہ تجویز ہے کہ اس کی سیلیکشن کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنائی جائے اور اس میں عوامی نمائندوں کو بھی شامل کیا جائے ۔ کیونکہ ھر ضلع میں دیانتدار اور ایماندار آدمیوں کی کمی نہیں ھوتی ۔ اور جناب والا جو غریب آدمی ھوتا ہے وہ ایماندار ضرور ھوتا کیونکہ بھرتی ھونے کے لئے اس کے پاس پیسے نہیں ھوتے اس لئے نہ وہ رشوت دے سکتا ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ لے گا بھی نہیں ۔ اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ ان آسامیوں کو پر کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے ۔

سیدہ ساجدہ نیر عابدی (لیڈی کونسلر ، ضلع کونسل ، سیالکوٹ) ۔ اس کے متعلق یہ بھی ھونا چاھئے کہ اس کی میعاد کا تعین ھونا چاھئے ۔ اور اس ضمن یہ بھی گذارش ہے کہ حد کا بھی تعین فرمایا جائے جو صحیح طریقے سے پیسے انہیں جمع کراتے ان کا فیصلہ تو جلد ھو جاتا ہے ۔

جناب گورنر ۔ اس پر ابھی بحث ہو رہی ہے ۔ آگے ۔

بیگم سلمیٰ تصدق حسین (چیرمین پنجاب ہاوس وائوز ایسوسی ایشن) ۔ جناب صدر یہ دیکھا گیا ہے کہ ایسے صاحبان تجربہ کار نہیں ہوتے میری یہ تجویز ہے کہ ان کو ریونیو اکیڈیمی میں بھیج دیا جائے ۔ تاکہ وہ وہاں ٹریننگ حاصل کریں پھر اپنا کام بخوبی انجام دے سکیں ۔

سیٹھ محمد عبدالرحمن (چیرمین میونسپل کمیٹی بہاولپور- جناب صدر اشتمال اراضی کا مسئلہ بہت اہم مسئلہ ہے اس کے متعلق دو آرا پیش کی گئیں ہیں ۔ ایک نے مفید کہا دوسرے نے اسے مفید کے ساتھ کچھ اور بتایا ۔ اس کے بارے میں میری تجویز یہ ہے کہ اس کے متعلق ووٹ لے لئے جائیں ۔ کہ فلاں موضع میں استمال ہونا چاہئے یا نہیں ۔ میرا خیال ہے کہ وزیر مال اس کی تائید کریں گے ۔ جہاں زمیندار نے غریب لوگوں کی زمین دبائی ہوتی ہے وہاں وہ چاہتے ہیں کہ استمال نہ ہو ۔ اکثریت ایسے مواضعات کی ہے ، جن میں چھوٹے زمیندار جن کا ایک ایکڑیا دو ایکڑ رقبہ بڑے زمیندار نے دبا رکھا ہے وہاں اس کی دقت پیش آتی ہے اور وہاں استمال نہیں ہوتا ۔ یہی وجہ ہے کہ 51% والے ناکام ہو رہے ہیں ۔ اس کے لئے ایک حد مقرر ہونی چاہئے ۔ جب کسی موضع کے کھاتے 2، 3 یا 4 ایکڑ تک رہ جائیں اس کا استمال ضرور ہونا چاہئے ۔ اس حل ہی یہی ہے ۔ میں پرانی آبادی کے کئی مواضع بتا سکتا ہوں ۔ جن کے کھاتے لاکھوں تک ہیں نتیجہ یہ ہے کہ اگر وہاں بغور مطالعہ کیا جائے تو ان میں سے اکثر کھاتے کم ہو کر صرف ایک کنال ، 8 کنال یا 9 کنال تک رہ گئے ہیں اس سے بہت سے بھائی واقف ہیں۔ اس لئے اس کی شرائط بنائی جائیں کیونکہ اگر ایک غریب آدمی چاہتا ہے کہ اشتمال ہو لیکن بہت سے کہتے ہیں کہ اشتمال نہ ہو ۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی حق رسی نہیں ہوتی ۔ حق رسی کا یہی طریقہ ہے کہ حکومت کے پاس اختیارات ہونے چاہئیں کہ جہاں وہ

ضرورت محسوس کرے وہاں اشتمال کر دے ۔ آپ ایک معیار مقرر کر دیں ۔ اس طرف توجہ دینی ضروری ہے ایک اور بات یہ کہ حکومت نے دس پندرہ سالہ سکیم کے تحت لوگوں کو مربع دئے ہوئے تھے اب ان کی میعاد گذرنے والی ہے ان کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے کہ آیا وہ زمینیں انہیں کو منتقل کر دی جائینگی اس کے متعلق وضاحت فرما دی جائے۔ کہ کیا پالیسی ہوگی ؟

میاں عبدالخالق ۔ (چیئرمین میونسپل کمیٹی رحیم یار خان) جناب والا ۔ میں رجسٹری کے متعلق عرض کرنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ شہروں میں جو سکیمیں بنتی ہیں اور اس کے لئے جو زمین حاصل کی جاتی ہے اس کے انتقالات نہیں ہوتے ۔ میرے ضلع رحیم یار خان میں ایک ماڈل سکیم بنی ہوئی ہے ۔ اس کی زمین آج سے بیس سال پہلے حاصل کی گئی تھی لیکن اس کا انتقال ابھی تک نہیں ہوا ۔ اس میں چھ کنال کے قریب زمین خالی پڑی تھی ۔ پٹواریوں نے مل کر وہ زمین تیس ہزار روپے مرلہ کے حساب سے بیچنی شروع کر دی اور آج سے ایک سال پہلے جب ہمیں پتا چلا تو ہم ڈی سی صاحب کو ملے اور اس کا انتقال کرایا ۔ جب انتقال ہوگیا تو اس کی مالیت ایک لاکھ روپے فی مرلہ ہوگئی اور یہ تقریباً ایک کروڑ روپے کی رقم بنتی ہے ۔ اس کے بعد یہ ہوا کہ وہ عدالت میں چلے گئے اور انہوں نے Stay لے لیا ۔ سرکاری اہلکاران نے کمیٹیوں کے خلاف Stay ٹائپ کر کے رکھے ہوئے ہیں ۔ جب کوئی سائل ان کے پاس جاتا ہے تو وہ اسی وقت حکم امتناعی دے دیتے ہیں اس طرح سے ہماری کروڑوں روپے کی جائیدادیں محکمہ مال کے انتقال نہ درج کرنے کی وجہ سے بے ایمانی کی نذر ہو جاتی ہیں اور لوگ ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں ۔ ہماری ایک سکیم نہیں تھی بلکہ پانچ چھ سکیمیں تھیں ۔ تو ہونا یہ چاہیے کہ جب ایک زمین کسی سرکاری سکیم کے لئے حاصل کی جائے تو اس کا انتقال ساتھ ہی ساتھ ہو جانا چاہیے ۔

جناب گورنر ۔ سوا سات بجے تک نماز مغرب کے لئے ایوان کی کارروائی ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اس مرحلہ پر ہاؤس کی کارروائی بعد از مغرب کے لئے ملتوی ہوگئی) ۔

(سات بجکر چودہ منٹ پر اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی) ۔

جناب گورنر ۔ شیخ محمد اقبال (جھنگ) ۔

شیخ محمد اقبال (جھنگ) ۔ جناب چیئرمین ۔ عام بحث میں حصہ لیتے ہوئے معزز ارکان نے چند تجاویز وزیر مال کی خدمت میں پیش کی ہیں ان میں ایک یہ بھی تھی کہ محکمہ مال میں تجربہ کار آفیسرز لگائے جائیں تو جناب والا ۔ میں اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گا کہ ان کا یہ کہنا کہ ایک سی ۔ ایس ۔ پی ۔ افسر کو اے ۔ سی ۔ یا ڈی ۔ سی ۔ لگا دیا جاتا ہے ، وہ ایک جوان آدمی ہوتا ہے اور اسے تجربہ نہیں ہوتا میں اس سے اتفاق نہیں کرتا ۔ میرے علم میں یہ بات ہے کہ جوان آدمی بہت اچھا کام کرتا ہے اور اسے جب تجربہ ہو جاتا ہے تب ہی اسے اے ۔ سی ۔ لگایا جاتا ہے ور اسے محکمہ کی ابتدائی ٹریننگ دی جاتی ہے ۔ جناب والا ۔ یہ بات درست نہیں ہے کہ گرداور سے اسے تحصیلدار بنایا جائے پھر اے ۔ سی ۔ اور پھر ڈی ۔ سی ۔ اس میں نقصان بھی ہوتا ہے کیونکہ جتنے وہ کام میں لائق بن جاتے ہیں اتنی ہی وہ کام میں کوتاہیاں کرتے ہیں ۔ تو جناب والا ۔ میں یہ عرض کرونگا کہ سی ۔ ایس ۔ پی افسر ہی کو لگائیے کیونکہ یہ جوان آدمی ہوتے ہیں ۔ کام بھی زیادہ کرتے ہیں اور دیانتدار بھی ہوتے ہیں چنانچہ میری یہ گزارش ہے کہ یہ کوئی طریقہ کار نہیں ہے کہ دس سال یا بیس سال پرانا آدمی ہی لگایا جائے اس سے میں اتفاق نہیں کرتا ۔

شکریہ

جناب گورنر ۔ مسٹر نواب خان ۔

مسٹر نواب خان ۔ (جہلم) ۔ جناب والا ۔ میں وزیر مال کا بہت مشکور ہوں کہ انھوں نے اپنے خیالات سے ہم کو نوازا لیکن میں اس سلسلہ میں عرض کرونگا کہ محکمہ مال کی کارکردگی بالکل ختم ہو کر رہ گئی ہے ۔

اشتمال اراضی کے عملہ کے متعلق میری عرض یہ ہے کہ جو اشتمال اراضی میں ناکامی کی وجہ یہ ہے کہ جو عملہ محکمہ مال کی طرف سے اس کام کے لئے مامور کیا جاتا ہے وہ یا تو سزا کے طور پر ادھر بھیجا جاتا ہے یا جو لوگ بالکل نااہل ہوتے ہیں انہیں ادھر تبدیل کر دیا جاتا ہے اور وہ کام میں بالکل دلچسپی نہیں لیتے اشتمال چونکہ بہت ہی مفید اور ضروری چیز ہے تو اس لئے جناب والا ۔ جو عملہ ادھر تعینات کیا جائے وہ بہتر ہو اور جو موجودہ کام کر رہا ہے وہ لائق اور تجربہ کار نہیں ہے ۔

مسٹر خاقان بابر ۔ جناب چیئرمین ،میرے کچھ دوستوں نے شکایت کی ہے کہ تم اپنے لئے بولتے ہو ہمارے مسئلے پر کیوں نہیں بولتے ۔ جناب والا پوزیشن یہ ہے کہ محکمہ کارونا رویا گیا ہے اور لوگوں نے پٹواریوں کی شکایات بھی کی ہیں ۔ یہ تو ٹھیک ہے مگر سوال یہ ہے کہ اس کا علاج کیا ہے ۔

جناب گورنر ۔ علاج کیا ہے یہ بتائیں ۔

مسٹر خاقان بابر ۔ مجھے تو یوں لگتا ہے کہ محکمہ مال کے لوگ مال مست ہیں ان کو یہ پتا ہی نہیں کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے ۔ مالک تقاضے کیا ہیں ۔ میری مودبانہ گزارش یہ ہے کہ ایک تو آپ کی تجویز ہے کہ افسر صاحبان دورے کریں ۔ یہ چیکنگ کریں۔ گھروں پر دورے کریں انگریز انگلستان سے آ کر یہ کام کر سکتا تھا تو ہمارے افسر یہ کام کیوں نہیں کر سکتے ہیں ۔ چیکنگ کا سسٹم بنایا جا سکتا ہے جس سے یہ لوگ اتنا لگے کہ سچ مچ چیکنگ کی گئی ہے ۔ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر تو نہیں بلایا گیا بلکہ موقع پر جا کر معائنہ کیا گیا ہے ۔ ایک تو چیکنگ سے تھوڑا بہت فرق پڑے گا ۔ دوسرے سخت سزا سے بھی اس میں کمی آ سکتی ہے ۔ دونوں کام اس محکمہ کے سلسلے میں بیک وقت کیے جائیں تو شاید یہ اہتمام ہو سکے کہ پٹواری کے دل میں جو کفر کا قلعہ ہے ، ہو سکتا ہے کہ مسمار ہو جائے ورنہ اس کی زمین اس کے نام اور اس کی زمین اس کے نام ۔

بیس مقدمات کرتے ہوئے تیس برس گزر گئے ہیں - ہم یہ دیکھتے ہیں کہ وایہ کو کس طرح پریشان کیا جا رہا ہے - اس پٹواری کے تین فقرے اس کام کے لئے کافی ہیں - ہمارا 85 سال تک ایک مقدمہ چلتا رہا ہے - میں نے ایک مقدمہ کیا - اس میں میرے والد صاحب پہلے پیروی کرتے تھے اس سے قبل ان کے استاد پیروی کرتے رہے ، صرف دو کنال انتقال کا جھگڑا تھا - 85 برس کے بعد کیس جیتا - ہائی کورٹ کا جج سات دن کے بعد مر گیا اب وہ مقدمہ سپریم کورٹ میں معلق ہے اب میرا خیال ہے کہ میرا بیٹا اس کو پیروی کرے گا - یہ چکر پٹواری صاحب کی وجہ سے ہوا ہے - یہ بڑا پیچیدہ معاملہ ہے - میں فوری طور پر کوئی تجویز تو نہیں دے سکتا - اس پر سوچوں گا لیکن اس کو اس طریقے سے حل کرنا چاہئے کہ پٹواری ایمانداری سے کسی طریقہ پر کام کرنے پر مجبور ہو سکے -

جناب گورنر - میاں صلاح الدین صاحب آپ بھی کچھ فرمائیں گے -

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں صلاح الدین) : جناب والا ! رجسٹریوں کے عمل میں سب سے بڑی خرابی تھی کہ رجسٹرار کے پاس جب کوئی رجسٹری لے کر آ جاتا ہے تو وہاں متعلقہ پٹواری موجود نہیں ہوتا - میری تجویز ہے کہ پٹواری کو اس کے ساتھ ہونا چاہئے اس لیے کہ وہ بتا سکے کہ یہ زمین یا مکان رجسٹری کروانے والے کا ہے یا نہیں - لیکن یہ نہیں ہو رہا ہے - پھر ایک اور چیز بھی ہو رہی تھی جس کو میں نے بند کروایا تھا - لوگ کسی وکیل کو پیسے دے کر مقرر کر لیتے وہ کسی کے ایما پر جا کر رجسٹری کروا لیتا تھا - جیسا کہ میرے فاضل دوست مسٹر خاقان بابر نے ہائی کورٹ میں جا کر آرڈر کو منسوخ کرایا - ہوتا یوں ہے کہ کوئی غریب ، کوئی بیوہ ، کوئی بچہ یا کسی یتیم کی رجسٹری ہو جاتی ہے جیسے یہ کہہ رہے ہیں مہینوں نہیں بلکہ سالوں کیس چلتے رہتے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ اس چیز کے متعلق بڑی سختی سے یہ ہونا چاہئے کہ کسی زمین یا مکان کی کوئی رجسٹری نہیں ہو سکتی جب تک پٹواری اور

نائب تحصیلدار اس کی شہادت نہ دے کہ آیا یہ زمین یا مکان اس شخص کا ہے یا نہیں ۔ لیکن لاہور میں پورا ایک گینگ ہے جو یہ کام کرتا ہے یہاں ہر ایک کی برادری ہے ۔ پھر اگر ان کا کوئی وکیل ہے 420 کرتا ہے تو اس کے مقابلہ میں یہ پیش نہیں ہوتے ۔ میں کہتا ہوں یہ کچھ نہیں کرتے ۔ آپس میں ایک عزیز داری بن جاتی ہے ۔ واقعی یہ صحیح کہہ رہے ہیں ۔

مسٹر خاقان بابر ۔ جسٹس کیانی صاحب کے سامنے میرا کیس ہے ۔ سکندر بخت وکیل نے گڑبڑ کی تھی تو میں نے کھڑے ہو کر ہائی کورٹ میں اس کے خلاف کیس لڑا تھا ۔ Reported

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ میں آپ کے پاس کیس لیکر آ رہا ہوں ۔ آپ فکر نہ کریں ۔

(قہقہہ)

سردار محمد عظیم خان سدوزئی (ملتان) ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ محکمہ مال اور محکمہ انہار کے پٹواریوں کا ایک ہی کام ہوتا ہے ۔ یعنی نہر والوں کے پاس بھی وہی کام ہوتا ہے اور مال والوں کے پاس بھی وہی کام ہوتا ہے ۔ ان کو آپس میں مدغم کیوں نہیں کر دیا جاتا ۔

نمبر دو جو اصل کرپشن (Corruption) کی جڑ ہے وہ انتقال ہے جہاں نائب تحصیلدار ، تحصیلدار اور پٹواری پیسے لیتے ہیں ۔ تو ان کے انتقال درست اور غلط کرنے کے اختیارات چھین لیے جائیں پھر یہ محکمہ درست ہو سکتا ہے ۔

جناب سراج قریشی (لاہور) ۔ جیسا کہ میاں صلاح الدین صاحب نے فرمایا ہے کہ زمین اور مکان کی رجسٹری کے وقت پٹواری کی موجودگی ضروری ہے ۔ میرے خیال میں زمین کے لیے تو یہ تجویز مناسب ہے لیکن شہری جائیداد اور مکان پر نمبر لگے ہوتے ہیں ۔ باقاعدہ ان کی شناخت ہو سکتی ہے ۔ وہاں پٹواری کا کوئی مسئلہ نہیں ہوتا ۔ یہ زمینوں کے لیے فرما دیں تو بہتر تھا مگر مکانوں کے لیے تو کسی پٹواری کی ضرورت نہیں ہے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ میں عرض کروں گا کہ شہروں میں بھی جہاں پلاٹ ہوتے ہیں ، جہاں باقاعدہ سکیمیں بنی ہوتی ہیں مگر ان کے نقشے ہی پاس نہیں ہوتے۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ سڑکیں بک جاتی ہیں ، مارکیٹیں بن جاتی ہیں ۔ پتا نہیں کہ کیا کیا ہوتا ہے - اس لیے وہاں خسرہ نمبر تو ہونا چاہیے - یہ میں اس لیے کہہ رہا ہوں ۔

وزیر مال کی جانب سے محکمہ کی کارکردگی کے بارے میں بحث کا جواب

جناب گورنر ۔ وزیر مال

وزیر مال (ملک اللہ یار خان) جناب والا سب سے پہلے ایک معزز رکن نے یہ پوچھا تھا کہ گرو مور فوڈ (Grow More Food) کے تحت یا کسی اور سکیم کے تحت جو اراضیات لوگوں کو الاٹ کی گئی تھیں ان کو میونسپل کارپوریشن یا میونسپل کمیٹی کی حدود کے دو تین یا پانچ میل کے اندر ۔ تبادل زمین دی گئی وہاں سے لی جا رہی ہیں ۔ اور یہ شاید ان کے لیے بہت تکلیف دہ ہے اور انہوں نے اس خیال کا اظہار کیا ہے ۔ کہ یہ اراضیات ان سے نہ لی جائیں ۔ انہوں نے یہ تجویز بھی پیش کی ہے کہ جب کسی وقت حکومت کو ان اراضیات کی ضرورت ہو تو لینڈ ایکوزیشن ایکٹ کے تحت ان اراضیات کو حاصل کر سکتے ہیں ۔ اس ضمن میں میں ان کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ ان تمام آرا کو ، تمام مسائل اور حالات کو پیش نظر رکھ کر یہ طے کیا گیا ہے کہ جو کارپوریشن یا میونسپل کمیٹی کی دو تین یا پانچ میل حدود کے اندر اراضیات ہوں ان اراضیات پر ملکیتی حقوق نہ دیئے جائیں اس لیے جب بھی ہم نے دیکھا کہ وقت کے ساتھ ساتھ جب بھی کوئی آدمی کسی زمین پر قابض رہتا ہے خواہ وہ اجز پر ہی لی گئی ہو ، پندرہ بیس سال کا عرصہ گزر جانے کے بعد یہ بہت مشکل ہوتا ہے کہ اس اراضی سے اس کو بے دخل کیا جائے ، اس سے قبضہ حاصل کیا جائے ۔ اس

لیے یہ ضروری سمجھا گیا کہ بجائے آج سے پانچ یا دس سال بعد حکومت کو ضرورت محسوس ہو کہ اس زمین کو حاصل کیا جائے اور شاید اس وقت ایسا کرنا ممکن بھی نہ ہو اس لیے اب اس وقت ہمارے پاس متبادل اراضیات ہیں جو اس کے عوض میں ہم اسے دے سکتے ہیں لیکن آج سے 10 سال بعد شاید حکومت کے پاس سرکاری اراضیات میں سے کچھ بھی نہ بچے اور ہم ان کو کوئی متبادل رقبہ بھی نہ دے سکیں ۔ اس وقت حکومت کے لیے بہت مشکل ہوگا کہ ان لوگوں کو وہاں سے بے دخل کر دیا جائے اور ان کو کوئی متبادل رقبہ بھی نہ دیا جائے ۔ اس ضمن میں یہ طے کیا گیا تھا کہ مختلف سکیموں کے تحت ان کو جو اراضیات الاٹ کی گئی تھیں پانچ یا دس سالہ سکیم کے تحت حکومت نے یہ نہایت ہی فراخ دلانہ فیصلہ کیا ہے کہ ان کو اس رقبہ میں سے ساڑھے بارہ ایکڑ رقبہ کے ملکیتی حقوق دے دیے جائیں لیکن ایسے لوگوں کو جو ان حدود کے اندر رہتے ہیں ۔ اب وہ مصر ہیں یا ان کو یہ خیال ہے ان کو اب مہلت دے دی جائے ۔ اس کے لیے اب حکومت نے دو سال کے لیے مہلت دے دی ہے ۔ لیکن ان کو ملکیتی حقوق اسی صورت میں مل سکیں گے جب ان کو متبادل رقبہ مل جائے گا اور پھر ان کو ساڑھے بارہ ایکڑ کے ملکیتی حقوق دے دیے جائیں گے ۔

جناب والا ایک معزز رکن نے مارشل لا ریگولیشن 115 کے تحت ناقابل تقسیم اراضی کے ضمن میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے کہ اس پروویژن کو حذف کیا جائے کیونکہ ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم اراضیات کے مالکان کو اس چیز کی اجازت دی جائے ۔ یہ جو مشکل ہے یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اور آج نہیں بلکہ آج سے دس پندرہ سال پہلے سے اس پر سوچ بچار ہوتی رہی ہے بلکہ پنجاب حکومت نے اس ضمن میں مرکزی حکومت کو اپنی تجویز بھی بھیج دی تھی ۔ کہ آپ اس پر مزید غور کریں ۔ اگر ممکن ہو تو اس پروویژن کو اس میں سے حذف کر دیا جائے لیکن مرکزی حکومت نے اس سے اتفاق نہیں کیا اور انہوں نے کہا ہے کہ فیڈرل لینڈ

کمشن اور مرکزی حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ ناقابل تقسیم رقبہ جو چھوٹا اکنامک یونٹ ہے اس کو ناقابل تقسیم ہی رہنے دیں اس کو قابل تقسیم کرنے کی اجازت نہ دیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے اپنے طور پر یہ excercise کی ہے۔ اور ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایسے فریقین جو ناقابل تقسیم ٹکڑے کے حصہ دار ہیں یا بہت سے حصہ دار ہیں تو ظاہر ہے آج موجودہ صورت میں جو حصہ دار قابض ہے وہی اس میں سے پیدا وار کھاتا ہے دوسرے حصہ داروں کو اس میں سے بہت کم حصہ ملتا ہے اس مشکل کو حل کرنے کے لیے ہم نے یہ طے کیا ہے کہ ان کو یہ موقع دے دیا جائے۔ دونوں فریقین کو یہ اختیار دیا جائے کہ اگر اس میں سے تین حصہ دار ہیں یا چار حصہ دار ہیں وہ آپس میں طے کر لیں کہ کون اس رقبہ کو کاشت کرے گا کس کے قبضہ میں ہو گا اور باقی حصہ داروں کو ان کے مطابق پیدا وار کس طرح دی جائے۔ اور اگر وہ ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہوں، اور ایسا ممکن نہ ہو کہ تمام حصہ دار اپنے باہمی سلوک سے، یا اتفاق سے یہ فیصلہ کر سکیں تو اس صورت میں ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پہلے ہم انہیں یہ چوائس دیں گے، یہ اختیار دیں گے۔ لیکن اگر وہ اس پر آمادہ نہیں ہو پاتے، یا باہمی اتفاق سے یہ فیصلہ نہیں کر پاتے تو اس صورت میں ہم ایک مینجر مقرر کریں گے جو کہ اس اراضی پر قبضہ حاصل کرے گا، اس کی کاشت کرے گا اور اس کی پیداوار کی آمدنی تحصیل میں خزانے میں جمع ہوگی اور تمام حصہ داروں میں تقسیم ہو جائے گی۔ کم از کم اس سے ان حصہ داروں کی داد رسی ہو سکے گی جن کے حقوق پامال ہو رہے ہیں جو قابض نہیں ہیں۔

ایک معزز رکن نے وراثت اور ہبہ کے انتقالات کی شرح فیس کے بارے میں اظہار خیال کیا تھا اور کہا تھا اس میں کمی کی جائے۔ اس ضمن میں میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ یہ مسئلہ بھی ریونیو بورڈ کے زیر غور ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہم کسی نہ کسی حد تک اس شرح کو

بھی کم کر سکیں گے۔

ایک معزز خاتون رکن نے فرمایا تھا کہ کھاتوں کی کتاب اور جمع بندی کا ریکارڈ مرکز کے دفاتر میں رکھے جائیں گے تاکہ لوگوں کو مدد کرنے کی بروقت ضرورت سہولت ہو سکے۔ فی الحقیقت جب 1968ء کا قانون بن رہا تھا، ریونیو ایکٹ میں ترامیم کی گئی تھیں تو اس کے تحت یہ فیصلہ کیا گیا تھا تمام فردات کی نقول، چہار سالہ جمع بندی کی نقول، یونین کونسل کے دفتر میں رکھی جائیں اور پھر سیکرٹری یونین کونسل کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ وہ خواہش مند حضرات کو یہ نقول دے دیں۔ یہ تجربہ کچھ دیر چلتا رہا۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ اس میں ایک خرابی پیدا ہو گئی کہ یونین کونسل کے سیکریٹری صاحبان چونکہ مال کے کام سے نا آشنا تھے، اس لیے نہ ہی وہ کھاتوں کو سمجھ سکتے تھے، نہ وہ صحیح طور پر مختلف حصہ داروں کے حصص کی تشخیص کر سکتے تھے اور نہ ہی وہ ان کی جانچ پڑتال کر سکتے تھے۔ اس لیے یہ ان کے بس کا روگ نہ تھا اور نہ ہی یہ ممکن تھا۔ اس لیے یہ تجربہ ناکام رہا اور اسی کے پیش نظر اس کو ختم کر دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت بھی جو معزز رکن یہ تجویز پیش کر رہے ہیں، شاید انہیں اس تجربہ سے آگاہی نہ ہو۔ یہ تجربہ ہم ایک مرتبہ کر بیٹھے ہیں۔ شاید ہم اسے دہرانا مفید نہ سمجھیں۔ لیکن جہاں تک فردات کی نقول کے حصول کا تعلق ہے، جیسا کہ میں نے عرض کر دیا ہے، اگر ہم مقصد حاصل کر سکتے تو اس کے لیے ضروری نہیں کہ یہ نقول وہاں یونین کونسل کے دفتر میں ہوں۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ اس ضمن میں لوگوں کی سہولت کے پیش نظر یہ ہدایت کر دی گئی ہے کہ جس وقت تک پٹواری صاحبان کو ان کے ہیڈ کوارٹرز میں، ان کے حلقوں میں متبادل سہولتیں فراہم نہیں کی جائیں، جب تک انہیں مکانات کی سہولت فراہم نہیں کی جاتی، اس وقت تک تمام پٹواری صاحبان ہر مہینے میں ہفتے کے ایک دن یونین کونسل کے ہیڈ کوارٹر میں حاضر ہوں گے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی، جیسا کہ میں نے پہلے جائزہ رپورٹ

پیش کرتے وقت گزارش کی تھی ، یونین کونسل کے چیئرمین اور اراکین یونین کونسل پر بھی فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اس بات کی جانچ پڑتال کرتے رہیں اور اگر ممکن ہو تو کم از کم یونین کونسل کے ایک رکن بھی اس دن وہاں حاضر ہوں ۔ باہمی اتفاق سے یہ طے ہوسکتا ہے کہ یونین کونسل کے تمام اراکین میں سے ایک رکن باری باری یونین کونسل کے دفتر میں اس دن حاضر ہوں اور دیکھیں کہ آیا واقعی کوئی پٹواری اس دن آتا ہے یا نہیں ، یا خواہش مند حضرات کو نقول صحیح طریقے سے حاصل ہو رہی ہیں یا نہیں ۔ اس ضمن میں تمام کلکٹر صاحبان کو ہدایت جاری کر دی گئی ہیں ۔ ساتھ ہی یہ ہدایات بھی جاری کر دی گئی ہیں کہ تمام دیہاتوں میں جو پٹوار حلقے ہیں ، ان کے جو صدر مقام ہیں ، وہاں انہیں رہائشی سہولتیں فراہم کرنے کے لیے کوشش کی جائے ۔ اس کے لیے دیہی آبادی پر بھی فرض عائد ہوتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ معزز اراکین یہاں تشریف فرما ہیں ، وہ مجھ سے اتفاق فرمائیں گے کہ ہمیشہ سے ، شروع سے ہی ، جب کہ پٹواری صاحبان اپنے حلقوں میں رہائش پذیر ہوتے تھے ، اس وقت بھی سرکاری طور پر کوئی پٹوار خانے ان کے لیے مہیا نہیں کیے جاتے تھے ۔ شاید ہی کوئی جگہ ہو جہاں سرکاری پٹوار خانہ ان کے لیے مہیا کیا گیا ہو ۔ ورنہ عام طور پر ایسا ہی ہوتا تھا کہ مقامی آبادی ان کے لیے رہائشی سہولتیں فراہم کرتی تھی اور بغیر کسی چارجز کے ، بغیر کسی کرائے کے وہ انہیں مہیا کرتے تھے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی طریق کار ہے ، ہم نئے سرے سے بھی اس کا اجراء کر سکتے ہیں ۔ یہ آپ کے اور ہمارے مفاد میں ہے ۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ، پٹواری دیہی زندگی میں ہمارے خاندان کا ایک فرد ، ایک رکن ہے ۔ اگر ہم اس طریقے سے اس کے ساتھ پیش آئیں اور اس کی تکالیف حل کرنے کی کوشش کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ اپنے ہیڈکوارٹر میں قیام نہ کرے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ذمہ داری ہماری دیہی آبادی پر بھی عائد ہوتی ہے ۔ یہ

قطعی طور پر ممکن ہے کہ اگر آپ حضرات بھی کوشش فرمائیں اور ہماری دیہی برادری کے لوگ کوشش کریں تو یہ سہولتیں پٹواریوں کو مہیا کی جا سکتی ہیں ۔ اگر آج سے پندرہ بیس سال پہلے مہیا کی جا سکتی تھیں تو کیا وجہ ہے کہ آج نہیں کی جا سکتیں ۔ لیکن ایک بات واضح کر دینا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر یہ کہیں کہ تمام پٹواری صاحبان کو سرکاری طور پر پٹوار خانے مہیا کیے جائیں تو یہ ناممکن ہے ۔ اور شاید آئندہ پچاس سال تک بھی یہ ممکن نہ ہو کہ پٹوار حلقوں میں ان کے لیے رہائشی سہولتیں مہیا ہو سکیں ۔ اس لیے یہ آپ کے اپنے مفاد کی بات ہے ، یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے اپنے حلقوں میں ان کے لیے سہولتیں فراہم کریں تاکہ ان کے پاس کوئی بہانہ ، کوئی جواز نہ ہو کہ ہمیں کوئی ایسی مشکل ہے ، یا ہمیں کوئی رہائش میسر نہیں، اس لیے ہم یہاں نہیں رہ پاتے ۔ اس لیے میں تمام اراکین سے گزارش کروں گا کہ اپنے اپنے حلقوں میں آپ اس ضمن میں کوشش فرمائیں کہ چیئرمین حضرات جو یہاں تشریف فرما ہیں ، تمام پنجاب کی ضلع کونسلوں کے چیئرمین حضرات ، آپ اپنے اپنے ضلع کونسل کے اراکین اور چیئرمین کونسل کی وساطت سے یہ کوشش کر سکتے ہیں ۔ مجھے امید ہے کہ اگر آپ یہ کوشش شروع کر دیں تو آپ آئندہ دو تین ماہ میں تمام پٹواری صاحبان کے لیے مناسب رہائشیں فراہم کر سکتے ہیں ۔ اس صورت میں ہمیں یونین کونسل کے دفتر میں ، مرکز میں ریکارڈ رکھنے کی کوئی ضرورت نہ ہو گی ۔

ایک معزز رکن نے اس امر کی نشان دہی کی ہے کہ خاص طور پر شہری جائیدادوں کی منتقلی کے سلسلے میں جو معاہدات ہوتے ہیں ، ان کی تکمیل کے سلسلے میں وہ بہت کم رقوم درج کرتے ہیں ، معاہدوں میں بہت کم فیس ادا کی جاتی ہے ۔ اس ضمن کے یہ گزارش ہے کہ ہم اس سے اچھی طرح واقف ہیں اور اس سلسلے میں ایک مناسب ترمیم کرنے پر غور کر رہے ہیں ۔ مجھے امید ہے کہ بہت جلد اس ضمن میں بھی کوئی مناسب ترمیم کر

سکیں گے۔ جس کے بعد رجسٹرار کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ اگر اس کے علم میں یہ بات آ جائے کہ کسی معاہدے کے لیے مناسب قیمت ادا نہیں کی گئی تو وہ دوبارہ فریقین کو طلب کر سکے گا۔ اور بقایا رقوم کی فیس ادا کرنے کے لیے انہیں پابند کر سکے گا۔

ایک رکن نے انتقال وراثت کے متعلق فرمایا ہے۔ انتقال وراثت کی رجسٹری ہوتی ہے اور یہ رجسٹرار صاحبان کے پاس ہوتی ہے پٹواری صاحبان انتقالات درج کرتے ہیں۔ 2% شرح فیس ادا کرنا پڑتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ 2% غالباً لوکل کونسل فنڈ کی فیس ہے جو تمام انتقالات کے ساتھ اور رجسٹری کے ساتھ لی جاتی ہے۔ اس ضمن میں مزید چھان بین کریں گے اور دیکھیں گے کہ انتقالات وراثت میں یہ فیس عائد کرنا کہاں تک جائز ہے۔ معزز رکن کا نقطہ کافی وزنی ہے اور اس پر مزید غور کریں گے۔ ایک معزز رکن نے اشتمال اراضی کے متعلق بہت اچھا نقطہ اٹھایا ہے۔ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ بعض ایسی جگہیں ہیں جہاں پر کمزور لوگ اپنی آواز موثر طور پر افسران تک نہیں پہنچا سکتے یا وہ اپنی مرضی کے مطابق یا قانونی منشا کے مطابق اپنی اراضی کو یکجا کرانے میں ناکام رہتے ہیں۔ قانون اشتمال میں اس کے متعلق ذکر کیا گیا ہے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے بعض لوگ جو طاقتور ہیں یا زیادہ زورآور ہیں وہ اشتمال کرانا چاہتے ہیں جو کم تر لوگ ہیں وہ اشتمال نہیں کرانا چاہتے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو کم اثر والے لوگ ہوتے ہیں وہ اشتمال کرانا چاہتے ہیں لیکن بااثر لوگ اشتمال نہیں کرانا چاہتے۔ اس ضمن میں گذارش ہے کہ ایسی پروویژن موجود ہے جس کے تحت ایسے لوگ چاہے وہ ایک فرد ہے یا افراد ہیں کلکٹر صاحب کو درخواست دیں تو کلکٹر صاحب کو یہ اختیارات ہیں کہ وہ اپنے طور پر یہ حکم کر سکتے ہیں۔ کہ اس موضع کا اشتمال کیا جائے یہ پہلے سے ہی شق قانون میں موجود ہے قطع نظر اس بات کے کہ 51 آبادی اشتمال کے حق میں ہے یا نہیں۔ ایک معزز رکن نے یہ فرمایا کہ جو اراضیات بنجر ہیں ان پر

مالیہ معاف کیا جائے ۔ ان کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اراضی بنجر پر مالیہ کی تشخیص نہیں ہوتی ۔ شاید میرے بھائی کی اطلاع درست نہیں ہے ۔ خسرہ گرداوری کے سلسلے میں ایک شکایت کی ہے کہ گرداوری کی صحیح معنوں میں نشان دہی نہیں ہوتی میں نے اس کی وضاحت کر دی تھی ۔ لیکن فی الحقیقت میں اس کی ذمہ داری پٹواری پر عائد نہیں کر سکتا یہ قصور پٹواری کا نہیں اور نہ ہی میں اس کو مورد الزام ٹھہراؤنگا ۔ کیونکہ تمام محکمے میں وہ کم تر ین عہدے پر فائز ہیں ۔ جو اس کے افسران ہیں صحیح معنوں میں وہ اس کام سے واقف نہیں ہیں ۔ وہ جو طے شدہ اور مرتب شدہ قواعد ہیں ان کے تحت وہ ان گرداوری کی پڑتال نہیں کر سکتے جس وقت پٹواری کے علم میں آ جائے کہ ان کی پڑتال نہیں ہو رہی ، ظاہر ہے وہ کیوں تکلیف کریں گے ۔ وہ کیوں کڑکتی دھوپ میں اور بارش میں کھیت کھیت جا کر ان ٹکڑوں کی پڑتال کریں گے ، جب کہ یہ معلوم ہو کہ میرے افسران ، قانون گو صاحبان یا کلکٹر صاحبان یا تحصیلدار صاحبان پڑتال نہیں کریں گے ۔ ظاہر ہے اسے اس کا احساس نہیں ہوگا ، ضرورت ہی نہیں ہوگی ۔ قواعد کے تحت ہر بات طے ہو چکی ہے اور لکھی گئی ہے ، اس کے مطابق صحیح طور پر ان کی پڑتال کی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ ان گرداوریوں میں خرابی پیدا ہو سکتی ہے ۔ ضرورت اس امر کی ہے جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ افسران مال اس بارہ میں خصوصی توجہ فرمائیں اور کوشش فرمائیں کہ اس بارہ میں باقاعدہ طور پر گرداوری کے وقت قانون گو صاحبان ، تحصیلدار صاحبان اور کلکٹر صاحبان اپنے اختیارات کے مطابق جانچ پڑتال کرتے رہیں ۔

ایک صاحب نے death duty کے بارہ میں فرمایا ہے کہ یہ ختم کر دی جائے ۔ میرے خیال میں یہ دو سال قبل ختم کر دی گئی ہے ۔ میرے معزز دوست کو شاید علم نہیں ہے ۔ ایک معزز رکن نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ قانون گو حلقوں کو مرکزی سطح پر لایا جائے ۔ میں اس سے اختلاف کرونگا ۔ ہماری یہ کوشش ہے کہ کھاتہ جات اور کھاتوں کے اضافے کے پیش نظر ہم یہ کوشش کریں کہ پٹواری صاحبان کی تعداد میں اضافہ کریں ۔

جہاں ایک حلقہ پٹواری ہے وہاں دو حلقے پٹواری ہو جائیں اس طرح جو قانون گو حلقے ہیں ان کو بھی کم کرکے قانون گو حلقوں کی تعداد زیادہ کریں گے - نہ کہ ہم ان کو کم کرکے ان کو بڑھا کر مرکزی سطح پہ لے آئیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے مفاد میں نہیں ہوگا بلکہ کوشش ہے حلقوں کو گھٹا دیں - کیونکہ ایک مرکز میں دو یا تین حلقے ہوتے ہیں - ایک مرکز میں اس صورت میں معزز رکن کی تجویز کے مطابق بجائے دو یا تین قانون گو حضرات کے ایک قانون گو مرکز لیول پر رہ جاتا ہے - جہاں ہم نے موجودہ صورت میں ایک نائب تحصیلدار تجویز کیا ہوا ہے - دو تین قانون گو حلقوں کا کم از کم مرکز کی کونسل کی حد تک نائب تحصیلدار انچارج ہوتا ہے اس لئے یہ ممکن نہیں ہے -

ایک صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ جو ٹکڑے اراضی آبادی دیہہ میں آ جاتے ہیں ، یا شہری آبادی میں آ جاتے ہیں ، ان کا ریکارڈ نہیں ہوتا - میں سمجھتا ہوں اور جو میرے علم میں ہے کہ کھاتے نمبر خسرات کا اندراج ہو جاتا ہے چاہے وہ آبادی دیہہ میں ہو یا شہری آبادی میں آ جائے - ان کا ریکارڈ موجود ہوتا ہے اور مالکان اراضی پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے ریکارڈ کی جانچ پڑتال کرتے رہیں اور ان کی نقول وقتاً فوقتاً لیتے رہیں - ایسا نہیں کہ وہ حذف ہو جائیں - ان کی ملکیت کا اندراج بدستور رہتا ہے ملکیت کی صورت میں اور زمین کی صورت میں منتقل نہیں ہو جاتے - ان کے اندراجات بدستور رہتے ہیں ، مالکان اراضی پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ان کی نقول لے کر اپنے پاس رکھیں -

میاں صلاح الدین صاحب نے یہ شکایت کی ہے کہ رجسٹری کرتے وقت یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ رجسٹری کرانے والے صاحب کون ہیں اور فریقین جس وقت پیش ہوں ان کی شناخت کے لئے پٹواری صاحبان بھی موجود ہوں یا کوئی اور شخص موجود ہو - تو ان کی اس شکایت کو دور کرنے کے لئے اور اندیشے کے پیش نظر ہم نے پہلے بھی یہ فیصلہ کیا

ہے کہ جو لوگ کسی کے معاہدے کی تعمیل کرانے کے لئے رجسٹرار صاحبان کے پاس جائیں وہ اپنا شناختی کارڈ بھی ساتھ لائیں ۔ یعنی شناختی کارڈ اور اپنا فوٹو گراف معاہدے کے ساتھ منسلک ہو ۔

ملک امان اللہ (میانوالی) ۔ جناب والا ۔ رجسٹری والا پروسیجر انتقال کے وقت بھی ہونا چاہیئے ۔

وزیر مال ۔ جناب والا ۔ اس بارے میں بھی ہم غور کریں گے ۔

وزیر مواصلات (میاں صلاح الدین) ۔ جناب والا ۔ جو زمین وہ بیچ رہے ہیں اس کے ساتھ کم از کم پٹواری کی گرداوری کے کاغذات ہونے چاہیئں ۔

وزیر مال ۔ وہ بھی ہوتے ہیں ۔

وزیر مواصلات (میاں صلاح الدین) ۔ جناب والا ۔ وہ کئی کئی سال پیشتر کار وائی کر لیتے ہیں ۔ اس لئے پٹواری کی گواہی بہت ضروری ہے ایسے سینکڑوں کیس ہوئے ہیں ۔

وزیر مال ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پٹواری صاحبان کی حاضری کی شاید ضرورت نہ ہو ۔

وزیر مواصلات (میاں صلاح الدین) ۔ جناب والا ۔ میں نے کوئی 50 ہزار رجسٹریاں منسوخ کروائی ہیں ۔

وزیر مال ۔ نہیں ۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ رجسٹری کے وقت پٹواری صاحبان کی حاضری لازمی ہو اور پٹواری کی یہ ڈیوٹی ہو کہ وہ تمام دن تحصیلدار کے دفتر میں بیٹھا رہے ۔

وزیر مواصلات (میاں صلاح الدین) ۔ جناب والا۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ کم از کم ایک ہفتہ یا پندرہ دن پیشتر وہ پٹواری ریکارڈ لے کر آئے اور تصدیق کر جائے کہ یہ زمین اس کی ہے یا نہیں ۔

سردار سلطان احمد (ساہیوال) ۔ جناب والا ۔ پٹواری کو بھی حلقہ کے ڈسٹرکٹ کونسل میں رکھا جائے ۔

سیدہ ساجدہ نیر عابدی (سیالکوٹ) ۔ جناب والا ۔ فرد کے بغیر رجسٹری نہیں ہوتی ۔

وزیر مال ۔ نہیں میں میاں صاحب کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ جب کسی وقت کسی معاہدے کی تکمیل کرتے ہیں تو وہ دیکھتے ہیں کہ جو فردات ان کے پاس پیش ہوتی ہیں وہ latest ہیں اور آخری گرد آوری یا جمع بندی کی نقول بھی latest ہوتی ہیں ۔ اور یہ تمام رجسٹرار صاحبان اس کی تصدیق کرتے ہیں ۔

ایک معزز رکن نے یہ تجویز فرمائی ہے کہ مال اور نہر کے پٹواری صاحبان چونکہ علیحدہ علیحدہ ہیں ان کو یکجا کیا جائے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ممکن نہیں ہو گا ۔ کیونکہ مال کا کام نہر سے بالکل مختلف ہے ۔ مال کے نظام کے تحت پٹواری نے اپنے فرائض سر انجام دینے ہوتے ہیں اور نہری پٹواری نے اپنے نظام کے تحت فرائض انجام دینے ہوتے ہیں ۔ اس لئے یہ ممکن نہیں ہو گا کہ دونوں پٹواری صاحبان کا کام یکجا کر دیا جائے ۔ شکریہ ۔

MR. CHAIRMAN : Thank you very much.

جناب چیف سیکرٹری (چوہدری محمد صدیق صاحب) ۔ جناب والا ۔ میرا ارادہ کسی بھی طریق سے اس بحث میں حصہ لینے کا نہیں ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ عوامی نمائندوں کا حق ہے ۔ تو میرا مقصد صرف یہ ہے کہ حال ہی میں حکومت نے جو بڑے دور رس نتائج کے حامل فیصلے کئے ہیں ، اس معزز ایوان کو ان فیصلوں سے مطلع کر دوں ۔ بہت دیر سے گورنر صاحب اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ ان تمام قوانین اور قواعد و ضوابط کا اور تمام طریقہ کار جو پیچیدہ شکل میں ہیں اور عام فہم نہیں ہیں ، انہیں سادہ بنایا جائے ۔ میرا ذہن اور میری سوچ ان کی اس خواہش

کا سالہ نہ دے سکی کہ یہ بہت جلد کیا جائے ۔ لہذا اس میں تاخیر ہو گئی ۔ مگر اب ایک ایسا طریقہ وضع کیا گیا ہے جس سے اس کام کا آغاز کیا جا سکے گا ۔ میں نے اس لئے یہ عرض کیا ہے کہ اس تاریخ میں چند ایک subjects جو آج کی بحث کے موضوع رہے ہیں ۔ ان کی وضاحت بھی ہوئی تھی ۔ تو تین سطحوں پر کمیٹیوں کی تشکیل کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے ۔ کمیٹیوں کے سرکاری ممبران کا انتخاب بھی ہو چکا ہے ۔ سب سے نچلی کمیٹی محکمانہ ہو گی ۔ اس کے اوپر نگران کمیٹی ہو گی ۔ اس کے بعد ایک رہبر کمیٹی ہو گی ۔ محکمانہ کمیٹی کے لئے ایک فہرست مرتب کر لی گئی ہے ۔ ہر محکمہ کے لئے یہ سوچ لیا گیا ہے کہ اس محکمے کے کونسے قواعد و ضوابط اور کونسا طریقہ کار لوگوں کے لئے مشکلات پیدا کرتا ہے ۔ بے ضابطگی ، رشوت اور اس قسم کی خرابیوں کا باعث بنتا ہے اور اس کے کیا کیا مدارج ہیں ۔ انہیں کیسے آسان بنانا چاہیئے ۔ یہ محکمانہ کمیشن اپنے افسروں کی مدد سے ، اور ان لوگوں کی مدد سے بالخصوص جن کا تعلق اس کام سے پڑتا ہے اور عوامی نمائندوں کی مدد سے ان قواعد کو آسان بنانے کے لئے سفارشات پیش کرے ۔ جہاں تک نگران کمیٹی کا تعلق ہے وہ محض اس لئے ہو گی کہ وہ اس بات کی دیکھ بھال کرے کہ یہ کمیٹیاں اپنا کام بر وقت انجام دیں ۔ ماضی میں بھی ایسی کمیٹیاں بنتی رہی ہیں مگر وہ سال ہا سال تک اپنی سفارشات پیش نہیں کرتی رہیں ۔ مجھے یاد ہے کہ مال ہی کے ایک کام کے بارے میں جو کہ رجسٹریشن کے متعلق تھا ایک کمیٹی 1961ء میں بنی تھی ۔ اس نے 1968ء تک اپنی رپورٹ پیش نہیں کی ۔ تو یہ نگران کمیٹی درمیانی سطح پر اس لئے تشکیل دی جا رہی ہے کہ وہ ان کے کام کی ترقی اور رفتار کا جائزہ لے ۔ جب اس کمیٹی کی رپورٹ تشکیل دی جا چکی ہو گی تو اس پر رہبر کمیٹی غور کرے گی ۔ جو سب سے اونچی کمیٹی ہو گی ۔ جب وہ کمیٹی اپنی سفارشات مرتب کر لے گی تو اسے کابینہ کے سامنے پیش کر دیا جائے گا ۔ جب کابینہ منظوری دے گی تو امید ہے کہ وہ قواعد وہ قوانین

ابھی ترمیم شدہ صورت میں بہت جلد نافذ کر دیئے جائیں گے ۔ میں توقع کرتا ہوں کہ جب یہ ایوان اگلے اجلاس کے لئے اکٹھا ہو گا تو ہم کچھ نہ کچھ انہیں سادہ اور عام فہم بنانے میں پیش رفت کر چکے ہوں گے ۔ سال کے جن قوانین پر یہ کمیٹیاں غور کریں گی ان میں رجسٹریشن ، انتقال ، خسرہ گرداوری ، اشتمال اراضی ، نقول کا حصول ۔ پرچہ ملکیت کا حصول ۔ زرعی مقاصد کے لئے قرضہ کا حصول شامل ہیں ۔ جناب والا ۔ میں محض ایوان کی اطلاع کے لئے یہ بات عرض کر رہا ہوں ۔ شکریہ ۔

محکمہ خوراک کی کارکردگی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

جناب گورنر ۔ وزیر خوراک صاحب سوال ہیں آپ آدھا گھنٹہ لیں گے ۔

وزیر خوراک (سردار رفیق حیدر خان لغاری) ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب گورنر ، معزز اراکین کونسل اس سے پہلے کہ میں اپنے محکمے کی کارکردگی کی رپورٹ پیش کروں میں چاہتا ہوں کہ آپ کو محکمہ خوراک کے جو basic functions ہیں ان کے بارے میں کچھ عرض کروں ۔ محکمہ خوراک کا کام یہ ہے کہ ہماری زراعت سے جتنی پیداوار گندم کی صورت میں چاول اور گنے کی شکل میں ہوتی ہے اس کو chanalise کرے ۔ گندم کو خریدے ۔ حکومت اس ریٹ کے بارے میں ، جو کہ حکومت نے پلوٹ ریٹ مقرر کیا ہے ، ہر کسان کو مکمل یقین دلاوے کہ وہ ریٹ اسے ضرور ملے گا ۔ اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں ہو گی ۔ اسی طرح چاول میں بھی RSCC کے لئے خرید کرتے ہیں تاکہ RSCC اسے برآمد کرے اور ملک کے لئے زرمبادلہ پیدا کر سکے ۔ اسی طرح ہم شوگر کے بارے میں ان کی نگرانی کرتے ہیں ۔ تاکہ کسان گنے کو وہاں تک لے جائیں ۔ اس سے چینی حاصل کریں گے ۔ پھر چینی کی راشننگ کے ذریعے دوبارہ

لوگوں کو آسان طریقے سے پہنچانے کی سہولتیں محکمہ خوراک کے فرائض میں ہے ۔

وزیر خوراک ۔ بعض صاحبان کے سوالات سے مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ اس بارے صحیح معلومات نہیں رکھتے ہیں تو میں نے یہ ضروری سمجھا کہ آپ کی اطلاع کے لئے آپ کو بتا دوں کہ محکمہ خوراک صوبائی سطح پر کیا کام کر رہا ہے ۔

محکمہ خوراک کی کارکردگی کی رپورٹ ۔

FOOD MINISTERS PRESENTATION

وزیر خوراک (سردار رفیق حیدر خان لغاری) جناب گورنر، معزز خواتین و حضرات ۔ میں اس خوشخبری کے ساتھ اپنی رپورٹ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کاشتکاروں کی محنت حکومت کی صحیح منصوبہ بندی سے ہم پہلی مرتبہ گندم میں خود کفیل ہو گئے ہیں ۔ اب تک صرف محکمہ خوراک نے 21 لاکھ 17 ہزار 4 سو دو ٹن گندم خرید کی ہے ۔ وفاقی حکومت نے محکمہ خوراک پنجاب کے لئے گندم خریدنے کا ہدف 17 لاکھ ٹن مقرر کیا تھا جو خریداری کے 48 دن کے اندر اندر یعنی 18 جون 1981ء کو پورا کر لیا گیا ۔ لیکن حکومت پنجاب نے یہ ہدف پورا ہو جانے کے باوجود بھی خریداری جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ۔ خریداری اور ذخیرہ کرنے کے کام کی وسعت کا اندازہ آپ گذشتہ چند سالوں کے اعداد و شمار کا موازنہ کرکے لگا سکتے ہیں ۔ یہ اعداد و شمار خریداری ذخیرہ اور سٹاک کی وہ پوزیشن ظاہر کرتی ہیں جو یکم جولائی تک ہیں ۔

سال	کل خریداری	سابقہ سٹاک جو یکم مئی کو موجود تھا	یکم جولائی کی سٹاک پوزیشن
1978.79	4,24,074	27,951	3,50,206
1979.80	12,41,933	99,278	9.65,369
1980.81	16,14,143	4,20,383	17,15,987
1981-82	21,17,402	6,94,269	23.87,258

خرید کردہ اور سٹاک میں یکم جولائی 1981ء تک موجود گندم محکمہ خوراک کی تاریخ میں سب سے زیادہ تھی ۔ مشکل سے مشکل عمل کو کامیابی سے ہم کنار کرنے کے لئے بروقت منصوبہ بندی بہت ضروری تھی ۔ ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولروں اور ریجنل ڈپٹی ڈائریکٹروں کو مارچ کے شروع میں ہدایات جاری کردی گئی تھیں کہ وہ گندم خرید کرنے اور اسے ذخیرہ کرنے کا ضلع وار پروگرام تیار کریں ۔ جس میں مراکز خریداری بمعہ مقرر کردہ ہدف اور ہر مرکز کی ضروریات جس میں باردانہ ۔ ترپالیں ۔ تولنے والے سکیل اور نقل و حمل کے لئے ٹرانسپورٹ کی ضروریات بیان ہوں ۔ علاوہ ازیں ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولروں نے یہ بھی بتانا تھا کہ ہر خریداری مرکز پر کتنا سٹاف مقرر کرنا ہے ۔

پلان تیار کرتے وقت ڈی ۔ ایف ۔ سی سے یہ بھی کہا گیا تھا کہ وہ ممکنہ مشکلات جو خریداری میں پیش آ سکتی ہوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس طرح کا بندوبست کریں کہ گندم کا ہر دانہ اچھی طرح ذخیرہ ہو اور کسی طرح کا کوئی نقصان نہ ہو ۔

چونکہ گندم کا ذخیرہ کرنے کے گودام بہت ہی کم تھے ۔ اس لیے ان سے یہ بھی کہا گیا تھا کہ وہ بتائیں کہ وہ فالتو گندم کو کس طرح ذخیرہ کریں گے اگر گندم پلیٹ فارموں پر رکھنی تھی تو ان کو بتانا تھا کہ آیا بوروں اور ترپالوں کا مکمل انتظام ہے یا نہیں ۔ اگر نجی گودام حاصل کرنے ہیں تو ان کا محل وقوع بتانا تھا ۔ ہر ایک ڈرافٹ پلان کی ڈی ایف سی اور ڈپٹی ڈائریکٹر مفصل چھان بین کریں اور ڈائریکٹر فوڈ سے اس کی Clearance حاصل کریں اس طرح جب خریداری کا ہدف بڑھایا گیا تو ان Plans کو ترمیم کیا گیا تاکہ اضافی گندم کی خریداری اور ذخیرہ کا بندوبست کیا جا سکے ۔ بہر حال بر وقت منصوبہ بندی کے بغیر محکمہ خوراک شاید ریکارڈ خریداری اور ممکنہ حد تک مناسب طور پر ذخیرہ بھی نہ کر سکتا ۔

خریداری -

محکمہ خوراک کے مقرر کردہ 348 خریداری مراکز کے علاوہ دیہی امداد باہمی کی سوسائٹیاں بھی گندم کی خریداری میں شامل کر لی گئی تھیں اور ان کو آڑھتیوں کے برابر کر دیا گیا تاکہ آڑھتیوں میں اور کسانوں میں کوئی فرق نہ رہے - اس سے نہ صرف کسانوں کی حوصلہ افزائی ہوئی بلکہ اس سے ہماری مراد یہ تھی کہ آڑھتیوں کو discourage کیا (کی حوصلہ شکنی کی) جائے - اور ہماری کوشش یہ رہی کہ ہم زیادہ سے زیادہ کسانوں سے direct procure (براہ راست حاصل) کر لیں تاکہ زیادہ سے زیادہ معاوضہ ان کو مل سکے - اور 21 جولائی تک 20.6 لاکھ ٹن گندم حاصل کر لی گئی - جس میں سے 19.1 لاکھ ٹن 30 جون 1981 تک خرید کی گئی تھی - اس طرح مئی اور جون میں تقریباً 31.884 ٹن گندم روانہ خریدی گئی - اس Figure سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس خریداری کی وسعت خریداری نقل و حمل اور ذخیرہ کے کتنے مسائل محکمہ خوراک کو در پیش تھے -

ہر مرکز پر اوسطاً 5921 ٹن گندم خرید کی گئی - جس کی اوسطاً قیمت -/85,85,450 روپے بنتی ہے - علاوہ ازیں کاشتکاروں - آڑھتیوں اور امداد باہمی کو 71,052 روپے کی اوسط سے روزانہ ٹرانسپورٹ کا خرچہ ادا کیا گیا - عملہ کی کمی کی وجہ سے بہت سارے مراکز پر صرف ایک فوڈ گرین انسپکٹر جو کہ گریڈ سات کا ملازم ہوتا ہے اور جس کی تنخواہ تقریباً 650 روپے ماہوار ہوتی ہے تعینات تھا اس ملازم نے اوسطاً 86,56,502 روپے قیمت خرید اور ٹرانسپورٹ کا کرایہ ادا کیا - شاید ہی کوئی ایسی مثال ہو کہ اتنا کم تنخواہ یافتہ ملازم اتنی بڑی رقم کی تقسیم پر مامور ہو - کچھ قابل ذکر اقدامات جو کاشتکاروں کے مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے وزارت میں آنے کے بعد اٹھائے ان میں کاشتکاروں کو شخصی ضمانت پر لا محدود باردانہ کی فراہمی اور (Delivery charges) کرایہ بار برداری 67 پیسے سے 95 پیسے بڑھا دیا گیا - پچھلے سال کے مقابلہ میں اس دفعہ آڑھتی حضرات کو (حوصلہ

شکنی) Discourage کیا گیا ۔ تقریباً %67 گندم براہ راست کاشتکاروں سے خریدی گئی جب کہ پچھلے سال 15 سے %20 کاشتکاروں سے لی گئی تھی البتہ پالیسی بدلی گئی ہے کہ Seasonal (فصلی) آڑھتیوں کو لائسنس ہی جاری نہ کیا جاوے مطلب یہ ہے کہ جو آڑھتی گندم کی procourment (خریداری) کے season (موسم) میں ہی کاروبار کرتے ہیں اور صرف کسانوں سے کم قیمت پر خرید کر کے ہمارے سنٹر پر آ کر زیادہ قیمت پر فروخت کرتے ہیں ۔ اس دفعہ یہ طے کیا گیا ہے کہ وہ آڑھتی جو کہ سارا سال (مستقلاً) parmanently آڑھت کا کام کرتے ہیں ۔ ان کے علاوہ کسی اور کو لائسنس نہ دیا جائے ۔ تاکہ وہ اس کاروبار میں حصہ نہ لے سکے ۔

نقل و حمل ۔ مراکز خریداری سے گوداموں تک ۔

348 مراکز خریداری میں سے 185 مراکز (Stor Centre) ذخیرہ بھی ہیں ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ 163 بقایا مراکز سے گندم خرید کر متعین مراکز ذخیرہ تک لے جانی تھی ۔ اس عمل پر نقل وعمل کا ایک بہت ہی وسیع Operation (عمل) درکار تھا ۔ ان ہی دنوں کپاس کی بوائی کا بھی Season (موسم) ہوتا ہے اور اس وجہ سے پہلے سے ہی مشینی فرائع آمد و رفت (M. Transport) کم ہو جاتے ہیں ۔ بعض جگہوں پر تو ایسے ذرائع سرے سے ہی موجود نہ تھے ۔ ان مشکلات کو مد نظر رکھتے ہوئے کوئی ایسا پلان بنانا تھا کہ N.L.C. کی امداد سے ان مشکلات پر قابو پایا جا سکے کیونکہ گندم کو مراکز پر رکھنے سے برسات میں ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے ۔ لہذا اصل مسئلہ گندم کو خرید کر اور اس کا درست ذخیرہ کرنا ہماری Procurement (حصول) کا سب سے اہم لیکن نازک مسئلہ تھا ۔ جس کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی ۔

محکمہ خوراک کے افسران اور ٹرانسپورٹ کے ٹھیکہ دار حضرات نے ٹریکٹر ۔ ٹرالیاں ۔ ٹرکوں اور بعض جگہوں پر اونٹ گاڑیوں کو استعمال میں لا کر اس مشکل کام کو مکمل نتائج پانی سے ہمکنار کیا ۔

گوداموں میں گندم کا ذخیرہ

گوداموں میں گندم کا ذخیرہ کرانے کے انتظامات بھی ایک مشکل عمل تھا ۔ جو بہت زیادہ مستعدی کا تقاضا کرتا ہے ۔ اس میں مزدوروں کی کمی نے سب سے زیادہ مسائل پیدا کئے ۔ ٹریکٹر اور ٹرالیاں اکثر اوقات مزدوروں کی سستی کی وجہ سے انتظار میں گھنٹوں کھڑی رہتی ۔ ہمارے افسران بسا اوقات ٹھیکداروں پر دباؤ ڈال کر یا ترغیب دے کر زیادہ مزدوروں کا بندوبست کرکے یہ کام لگواتے رہے یہ حقیقت ہے کہ برسات کے آنے سے پہلے ساری گندم ذخیرہ کر لی گئی یہ بات تصدیق کرتی ہے کہ یہ عمل کامیابی سے چلایا گیا ۔

بعض جگہوں پر سے یہ شکایت بھی موصول ہوئی ہیں کہ مزدور ، ٹرک یا ٹرالی سے گندم اتارنے پر غیر قانونی بخشیش مانگ رہے ہیں ۔ اس چیز کے خلاف فوری کارروائی کی گئی ۔ لیکن وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ یہ بے ایمانی مکمل طور پر ختم ہوگئی ہے ۔

ذخیرہ ۔ اس کے لئے جیسے ہی شکایات موصول ہوئیں ، ٹیمیں تشکیل دے دی گئیں اور میں خود بھی موقع پر گیا ۔

جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ مکمل گوداموں میں گندم ذخیرہ کرنے کی Capacity ` گنجائش) صوبہ بھر میں 15 لاکھ ٹن ہے اور یہ بھی اس طرح حاصل کی جاتی ہے کہ ڈر ہے چھت کے قریب تک اٹھا دیئے جالیں ۔ اس کے مقابلہ میں گندم ذخیرہ کرنے کا اندازہ تقریباً 25 لاکھ ٹن تھا ۔ لہذا زیادہ سے زیادہ گودام کرایہ پر حاصل کرنے تھے ۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی تعین کرنا تھا کہ ایک پلیٹ فارم پر زیادہ سے زیادہ کتنی گندم بحفاظت ذخیرہ کی جا سکتی ہے ۔ لہذا ہر وقت مناسب انتظامات سے جو گندم ذخیرہ کی گئی ہے وہ اس طرح ہے ۔

گورنمنٹ کے گوداموں میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ = 16,95,268 ٹن

کرایہ کے گودام فیکٹریوں میں ۔ ۔ ۔ ۔ = " 2,38,784

پلنتھ یا تھڑوں پر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ = " 4,82,617

ریلوے پلیٹ فارم پر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ = " 5,909

سکول اور کالج کی عمارت میں ۔ ۔ ۔ ۔ = " 28,298

کل میزان ۔ ۔ ۔ ۔ = ٹن 24,50,776

گندم کی اتنی بڑی مقدار کو 11 ہفتوں کے تھوڑے سے عرصہ میں ذخیرہ کر لینا کوئی آسان کام نہ تھا ۔ بہر حال موجودہ کمی کو پورا کرنے کے لئے وفاقی حکومت کے گوداموں کے علاوہ پنجاب میں بھی سالانہ 11 لاکھ ٹن Capacity کے گودام بھی تعمیر ہونگے علاوہ ازیں محکمہ خوراک نے نجی شعبہ میں گوداموں کی تعمیر کی حوصلہ افزائی کے لئے ایک سکیم مرتب کی ہے اور اس کو مشتہر بھی کر دیا گیا ہے ۔ انشا اللہ تین چار سال میں ہم گوداموں میں بھی خود کفیل ہو جائیں گے ۔

چاول ۔

وفاقی حکومت نے 1980-81 کی فصل کے لئے جو ہدف مقرر کیا تھا ۔ اس میں 3 لاکھ ٹن چاول باسمتی اور ایک لاکھ ٹن اری سکس چاول شامل تھے ۔ چاول کی monaply سرکاری اجارہ داری کی بنا پر خرید کنٹرول شدہ علاقہ کے مندرجہ ذیل اضلاع سے کی جاتی ہے ۔ لاہور ۔ قصور ۔ شیخوپورہ ۔ گوجرانوالہ ۔ سیالکوٹ ۔ سرگودھا ۔ فیصل آباد ۔ جھنگ ۔ گجرات ۔ ساہیوال وہاڑی ۔ ملتان ۔ مظفر گڑھ ۔ رحیم یار خان اور بہاولنگر ۔

گورنمنٹ یہ چاول Export کرنے کے لئے خریدتی ہے ۔ لہذا اس ہدف کو پورا کرنے کے لئے چاول چھڑنے کی مقرر کردہ ملوں کے علاوہ تمام مشینوں اور چکیوں کو سیل کر دیا گیا ہے ۔

چاول اور مونجی کی بین الاضلاعی نقل و حمل پر پابندی عائد کر کے چیک پوسٹیں قائم کر دی گئیں ان اضلاع میں 208 مراکز خریداری بنا دیئے گئے تھے ۔

محکمہ خوراک نے 3,08,940 ٹن باسمتی اور 63,176 ٹن اری سکس چاول خرید کر رائس ایکسپورٹ کارپوریشن کے حوالے کر دیا ۔ باسمتی کا ہدف پورا کر لیا گیا ہے لیکن خراب فصل کی وجہ سے اری سکس کا ہدف پورا نہ کیا جا سکا ۔ وفاقی حکومت نے دھان کی نئی فصل برائے سال 82-1981ء کی قیمت خرید کا اعلان کر دیا ہے باسمتی مونجی کی قیمت 85 روپے اور اری سکس مونجی کی قیمت 49 روپے فی 40 کلو گرام مقرر کی ہے ۔ باسمتی چاول اور اری سکس چاول کی قیمت ابھی وفاقی حکومت نے مقرر نہیں کی ۔ چاول کی نئی فصل کیلئے پلان تیار کیا جا رہا ہے ہم نے اس کے بارے میں کافی غور کیا ہے اور ایگریکلچر ایسوسی ایشن جو زمینداروں کو اور کسانوں کو represent کی (نمائندگی) کرتی ہے اس کو بھی بلایا اور جب میں اپنے دورے پر گیا میں نے کسانوں سے بھی ڈسکس کیا (بات چیت کی) اور میری یہ خواہش تھی کہ اس دفعہ چاول پروکیورمنٹ (چاول کے حصول کی) پالیسی بنائیں اور اس میں زیادہ سے زیادہ ہم کسانوں سے مشورہ لیں اور ان کی مشکلات معلوم کریں اور یہ کوشش کریں کہ ان کی مشکلات دور کی جا سکیں اور جو ہماری پالیسی میں پچھلی دفعہ کمی رہ گئی تھی وہ اس دفعہ نہیں رہنی چاہیئے تو اس سے ہمیں کافی مفید مشورے ملے اور بعض چیزیں جو ہمارے زیر غور ہیں ، ان میں ایک تو ضلع کی پابندی ہے اور ہم سوچ رہے ہیں کہ اس کو ہٹا دیا جائے ، اس سے جو نقصان ہوتا تھا وہ یہ ہے کہ ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں کاشتکار اپنی فصل نہیں لے جا سکتے تھے اور اس سے

ریٹ میں کافی فرق پڑتا تھا ۔ ایک ضلع میں کچھ ریٹ ہوتا تھا اور دوسرے ضلع میں کچھ ریٹ ہوتا تھا کیونکہ وہاں کی ملوں کے اوپر ہی اس کا دارومدار تھا اور وہ اپنی من مانی کرتے تھے ، تو لہذا ہم اسکو strongly recommend (اسکی پر زور سفارش) کر رہے ہیں اور انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ اس دفعہ ہم پنجاب کے کنٹرولڈ ایریا کے بارڈز چیک کریں گے اور کنٹرولڈ ایریا کے اندر ہم نے اسکو فری کر دیا ہے تاکہ ریٹ میں کوئی فرق نہ رہے اور ہر کسی کو اچھے سے اچھے ریٹ ملے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے ساتھ ساتھ کچھ کسان بھائیوں سے یہ مشورہ بھی ملا تھا کہ کسانوں کیلئے کچھ فیصد مقرر کی جائے اور ان کی اپنی consumption ضرورت کیلئے کچھ allow کیا جائے کہ اگر وہ ڈائریکٹ ملوں پر دیں تو وہ اپنے استعمال کیلئے کچھ رکھ سکیں جس طرح ہم شوگر کین میں کرتے ہیں کہ ان کے گنے کے عوض ان کو چینی کی ایک خاص مقدار ملتی ہے اسی طرح چاولوں میں بھی ان کو اس قسم کی رعایت ہونی چاہیے تو اس کے بارے میں بھی اپنی recommendations (سفارشات) بھیج رہے ہیں اور جیسے ہی ان کی منظوری ہو گئی انشاء اللہ اسکو پالیسی میں شامل کر لیا جائے گا ۔

ملوں کے اوپر بھی یہ (سفارش کی گئی recommend کیا گیا) ہے کہ پابندی لگائی جائے اور ان کو بھی ہم اس چیز پر پابند کر رہے ہیں کہ وہ ایک خاص مقدار یعنی 20 فیصد کم از کم جو husking کریں وہ ڈائریکٹ زمینداروں سے ، جو یہ کہ آڑھتی کے ذریعہ ، اس سے بھی زمینداروں کو ایک تو قیمت صحیح ملے گی اور دوسرے ہم ان کو ایک حد کے بعد پولیس فری سیل کوٹہ دیتے ہیں جو کہ پالیسی میں پہلے ہی شامل ہے اور وہ تقریباً دس

فیصد ہوتا ہے تو یہی سہولت ہم کہتے ہیں کہ اگر کاشتکار اور کسان ڈائریکٹ ملوں پر دیں تو وہی سہولت ہم ، ان کے اپنے کوٹے کے علاوہ ، recommend کر رہے ہیں کہ ان کو ملے ۔ تو اس سے مجھے یقین ہے کہ یہ چاول کی کاشت کرنے والوں کیلئے اچھا خاصا incentive اچھی خاصی ترغیب ہے تا کہ وہ زیادہ سے زیادہ اس کی کاشت کریں ۔

اب میں مختصراً چینی کے بارے میں عرض کروں گا ۔ اس وقت صوبے میں 18 شوگر ملیں قائم ہیں ۔ موجودہ crushing season برائے سال 1980-81ء میں 4.8 لاکھ ٹن چینی پیدا کی گئی جس کے مقابلے میں پچھلے سیزن برائے سال 1979-1980ء میں 1.77 لاکھ ٹن چینی پیدا کی گئی تھی جس سے آپ کو بخوبی ظاہر ہو گیا ہو گا کہ اس سال 2.31 لاکھ ٹن چینی زیادہ پیدا کی گئی ہے اس بہتر پروڈکشن کی بڑی وجوہات یہ تھیں ۔ گنے کی اچھی پیداوار ، (۲) اس کی بہتر قیمت جو شوگر ملوں سے ہم نے ان کے لئے مقرر کی تھی ۔ (۳) اس کے علاوہ ہم نے ان کو ایک سہولت یہ بھی دی کہ ایک مقررہ حد کے اوپر ان کے لئے کوئی ایکسائز ڈیوٹی نہیں ہو گی اور وہ مقررہ حد ان کے پچھلے تین سال crushing کی حد تھی اور ہم نے ان کو کہا تھا کہ اگر آپ اس حد کو اس crushing کو cross کریں گے تو پھر آپ کو یہ سہولت بھی دی جائے گی ۔ اس کی وجہ سے ملوں نے کسانوں کو بہتر سے بہتر سہولتیں بھی دیں اور زیادہ سے زیادہ گنا خریدنے کی کوشش کی جس کے نتیجے میں ہمیں زیادہ چینی ملی ۔ جس طرح پہلے میں نے عرض کیا تھا کہ اس حد سے زیادہ جو انہوں نے پروڈکشن کی اس کی ہم نے ان کو اجازت دی کہ وہ کھلے بازار میں بھیجیں اور ہم اس کو پروکیور (سرکاری طور حاصل) نہیں کریں گے ۔ اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ ایک تو زیادہ سے زیادہ پیدا ہو اور دوسرے بازار میں چینی مل سکے کیونکہ یہ فری سیل کوٹے ہی کھلے بازار میں بکے گی اور لوگوں کو چینی ملے گی تو

اس لیے آپ نے یہ محسوس کیا ہوگا کہ اس دفعہ تقریباً کنٹرول ریٹ کے برابر آپ کو چینی مل رہی ہے اور رمضان شریف میں بھی اس کی قیمت میں کوئی فرق نہیں آیا اور ابھی تک کنٹرول قیمت کے لگ بھگ چینی مل رہی ہے اور جس قدر کوئی چینی چاہے لے سکتا ہے اور جو چینی انہوں نے فری سیل کوٹہ کے ذریعے کھلے بازار میں بیچی ہے اس کی فیگرز میں آپ کو بتاتا ہوں ۔ 863 34 ٹن ان 18 ملوں نے بازار میں چینی بیچی ہے اور باقی ماندہ 3 72 لاکھ ٹن چینی لوگوں کو راشن سسٹم کے ذریعے تقسیم کرنے کے لئے حاصل کر لی ۔ چینی کی پالیسی میں بھی ایسے ہی اقدامات کئے جا رہے ہیں کہ کاشتکاروں کو فائدہ پہنچایا جا سکے ۔ ایک تو آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کیونکہ چینی کی پالیسی مرکزی حکومت بناتی ہے اور پچھلے دنوں ہمارے وفاقی وزیر یہاں آئے تھے اور ان کے ساتھ اس کے بارے میں کافی تفصیل سے ڈسکشن (بات چیت) ہوئی اور انہوں نے یہ طے کر لیا ہے کہ آئندہ بجائے دس کلو کے پندرہ کلو چینی گنے کے عوض ملے گی اور جو چار ہزار ٹن کی اس پر پابندی تھی اس کے اوپر اب کوئی حد نہیں مقرر کی گئی اور جس طرح کوئی کاشتکار کسی مل پر بھگتان کرے گا پندرہ کلو کے حساب سے اس کو چینی دے دی جائے گی اور یہ چینی اسی شرح سے ہوگی جیسے آپ کو پانچ روپے کے حساب سے ملتی رہی ہے اور یہ سہولت صرف کاشتکاروں کے لئے ہی رکھی گئی ہے ورنہ آپ کو علم ہے کہ چینی کے ریٹ اب دوبارہ revise کئے گئے ہیں لیکن اس سہولت کو برقرار رکھا گیا ہے اور آئندہ جو زمیندار کو کوٹہ ملے گا وہ اسی پانچ روپے کے حساب سے ملے گا یہ صرف اس لئے کیا جا رہا ہے کہ کاشتکار زیادہ دل لگی سے اپنی زمینوں پر کام کرے اس قسم کی cash crops میں زیادہ سے زیادہ محنت کر کے yield per acre بڑھائے کیونکہ یہ کافی عرصہ سے سنا جا رہا تھا کہ گنے کے ریٹ بڑھائے جائیں اور اس میں زمیندار صاحبان کا یہ خیال تھا کہ ابھی بھی گنجائش موجود ہے ۔

میں جناب والا یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ جہاں تک ریٹس کا تعلق ہے اس وقت دنیا میں جو گنے کے عوض ریٹ دے رہے ان میں سے ہمارے سب سے اونچے ریٹ ہیں ہم ان میں مزید کوئی اضافہ نہیں کر سکتے لہذا ہم نے دوسرے طریقے سے آپ کو سہولتیں دی ہیں تاکہ آپ کو اس کا کچھ معاوضہ مل سکے اور آپ کو زیادہ سہولت مل سکے اس لیے یہ اقدامات ہم نے کیے ہیں - اس کے ساتھ ہی ساتھ ہم یہ بھی سفارش کر رہے ہیں کہ پی ایل - 4 یا اس قسم کی جو اقسام ہیں جن میں سے زیادہ Sucrose (شکر) ہمیں حاصل ہوتا ہے اس کے اوپر کچھ پریمیم سنٹرل گورنمنٹ مقرر کر رہی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ کاشتکار اسی اقسام میں جائیں جس سے ہمیں زیادہ سے زیادہ چینی مل سکے -

راشننگ -

اب میں کچھ راشننگ کے بارے میں عرض کرتا ہوں کیونکہ یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ سال میں کچھ عرصہ ایسا بھی ہوتا ہے جس میں سابقہ سالوں کی نسبت گندم کے نرخ بڑھ جایا کرتے ہیں - یہ عرصہ ابتدائی فروری سے لے کر مارچ کے آخیری دنوں تک ہوتا ہے جب کہ فصل کی بوائی ختم ہو رہی ہوتی ہے اور نئی فصل کی آمد قریب ہوتی ہے جس کو کاشتکار بھائی تیوہوان سیہہ بھی کہا کرتے ہیں - اس سال گندم کے بھاؤ کھلے بازار میں مستحکم رہے کیونکہ شہری علاقوں اور راولپنڈی ڈویژن کے بیشتر اضلاع کے دیہی علاقوں میں آٹے کی فروخت اور تقسیم جاری رکھی گئی - اس عرصہ میں 34,937 ٹن گندم فلور ملوں کو مہیا کی گئی - راشن ڈپوؤں کے ذریعہ سے بھاری آٹا سپلائی کیا گیا - اس میں 1,59,561 ٹن تھیلوں کے ذریعہ جن میں پانچ فیصد چھان نکالا گیا فیئر پرائس دوکانوں کو سپلائی کیا گیا - مرکزی حکومت نے پنجاب میں لوگوں کے استعمال کے لیے برائے سال 1981-82 میں 11 لاکھ ٹن آٹا تقسیم کرنے کی اجازت دے دی ہے مگر فصل کے بعد بازار میں گندم کی قیمت مندے کی طرف رہی کیونکہ لوگوں کو

گندم کا آٹا وافر مقدار میں مہیا ہوتا رہا ۔ مئی اور جون 1981 میں ایک لاکھ 83 ہزار 92 ٹن گندم ملوں کو سپلائی کی گئی ہے تا کہ راشن ڈپوؤں پر آٹا سپلائی کیا جا سکے ۔ اس طرح 44 ہزار 6 سو 49 ٹن گندم پھیلا آٹا بنانے کے لیے مہیا کی گئی ہے وہ لیٹر پرائس دوکانوں پر پہنچنے کے لیے دی گئی ہے۔

راشن ڈپوؤں پر آٹے کی قیمت بڑھا کر 166 روپیہ فی 100 کلو گرام مقرر کر دی گئی ہے جب کہ اس سے پہلے 26-8-81 تک لوگوں کو 134 روپیہ فی سو کلو گرام کے بھاؤ پر آٹا ملتا رہا ۔ یہ اس بھی قابل ذکر ہے کہ حکومت پنجاب آٹے پر اس وقت تقریباً 40 کروڑ روپے سب سڈی دے رہی ہے تاکہ صارفین پر زیادہ بوجھ نہ پڑے ۔

اب میں آپ کو کچھ اعداد و شمار چینی کے بارے میں بھی بتاتا ہوں ۔

GOVERNOR : Are you concluding now. Sum it up quickly.

وزیر خوراک جناب والا میں مختصراً آپ کو بتاتا چلوں ۔ 1981 کے عرصہ میں صوبہ بھر میں گھریلو صارفین کیلئے شہری علاقوں میں 819 و 41 ویلے ٹن اور دیہی علاقوں میں 515 و 22 ٹن چینی تقسیم کی گئی اور اس وقت بھی جیسے میں پہلے آپ کو عرض کر چکا ہوں کہ چینی کھلے بازار میں وافر مقدار میں ہے اور ہمارے پاس بھی سٹاک وافر مقدار میں موجود ہے اور انشا اللہ اس میں کسی قسم کی کمی نہیں آنے دی جائے گی ۔

اب میں آپ کو مختصراً اپنے اینٹی سمگلنگ سٹاف کے بارے میں عرض کرتا چلوں ۔ اس دفعہ ہم نے زیادہ expedite کیا تو انہوں نے کافی محنت کی ہے اور اس وقت تک کل 110 کیس 265 لوگوں کے خلاف درج ہوئے ہیں اور تقریباً 12,284 بوریاں دھان چاول کی قبضہ میں لے لی گئیں ۔ میرے خیال میں انہوں نے کافی محنت کی ہے ۔ اس میں جو ملوث لوگ ہیں ان کے خلاف سخت اقدامات کر رہے ہیں ۔ تاکہ آئندہ اس قسم کی کوئی حرکت نہ ہو سکے ۔

جیسا کہ جناب گورنر صاحب نے فرمایا ہے کہ میں دالوں کے بارے میں بھی کچھ عرض کروں ۔ دالوں کی پوزیشن کچھ یوں ہے کہ پنجاب میں تقریباً چار لاکھ ٹن چنے کی اور تقریباً ایک لاکھ ٹن باقی دالوں کی کھپت ہوتی ہے ۔ اس دفعہ کچھ چنے کی فصل خراب ہونے کی وجہ سے یہ مقدار نہ مل سکی جس کی وجہ سے تھوڑی سی کمی رہی اور کچھ قیمتوں کا رجحان تیزی کی طرف رہا ۔ اس بارے میں ہر وقت اقدامات کیے گئے ۔ پاسکو (PASCO) کو یہ کہا گیا کہ آپ کے پاس جو سٹاک ہے آپ جمعہ بازار میں اس کو کنٹرول ریٹ پر فروخت کریں ۔ اس وقت وہ اس چیز کو جاری رکھے ہوئے ہیں اور ان کے پاس اتنا سٹاک ہے کہ وہ جمعہ بازار میں اس چیز کو مہیا کرتے رہے ہیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ یوٹیلٹی سٹور پر بھی کنٹرول ریٹ پر دالیں مہیا کی جا رہی ہیں وہ بھی اس چیز کو جاری رکھے ہوئے ہیں ۔ حال میں ان سے بات ہوئی اور انھوں نے اس چیز کی یقین دہانی کرائی کہ وہ اس چیز کو جاری رکھیں گے ۔ اس کے بعد تاجران سے بھی گفتگو ہوئی ۔ میں ان کا مشکور ہوں کہ انھوں نے اپنے پورے تعاون کا یقین دلایا ہے ۔ انھوں نے اسے عملی طور پر بھی کر کے دکھایا ہے ۔ آج سے تین چار روز پہلے کے جو ریٹ تھے وہ اب سوا دو روپے نیچے گر چکے ہیں ۔ انشا اللہ اب جب کہ ہم اس کو امپورٹ بھی کر رہے ہیں جیسے کل جناب بریگیڈیر صاحب نے آپ کو بتایا ہے کہ دالوں کو فری لسٹ پر رکھ دیا گیا ہے ۔ وافر مقدار میں ہم دالیں منگوا رہے ہیں تاکہ قیمتیں مزید کم کی جا سکیں ۔ مجھے توقع ہے کہ انشا اللہ آئندہ تیزی کا رجحان بھی ختم ہو جائے گا اور دالیں بھی آپ کو کھلے بازار میں ملتی رہیں گی ۔ تو یہ مختصراً میں نے کوشش کی ہے کہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی کے بارے میں بتاؤں ۔ کوئی سوال ہو تو میں حاضر ہوں ۔ یا یوں کر لیجیے کہ آپ سوالات اکٹھے ہی کر لیں ، میں نوٹ کر لوں گا اور آخر میں جواب عرض کر دوں گا ۔

جناب گورنر ۔ ابھی کارروائی جاری رکھنا چاہیں گے ؟

نواب زادہ مظفر علی خان ۔ جلدی جلدی سوال کر لیتے ہیں ۔

آوازیں - کل فریش (تر و تازہ ہو کر) شروع کریں گے -

جناب گورنر - اگر آپ کی یہی رائے ہے اور کل کرنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے -

چوھدری محمد صدیق سالار - کل تو عام بحث کا دن ہے -

جناب گورنر - اس لیے اگر آج ہو جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا - رات کو ساڑھے نو دس بجے گھر چلے جائیں گے - اب نماز کے لیے تھوڑا سا وقفہ کر لیتے ہیں - آپ سوا نو بجے واپس آ جائیں - دس گیارہ بجے ختم کر لیں گے - کل جنرل ڈسکشن کا دن ہے - اگر کھانا کھانا ہے تو ساڑھے نو بجے واپس آ جائیے گا -

(8 بج کر 42 منٹ پر نماز اور طعام کے لیے وقفہ ہوا) -

محکمہ خوراک کی کارکردگی کی رپورٹ کے بارے میں بحث

شیخ غلام حسین - (ممبر میونسپل کارپوریشن - راولپنڈی) جناب والا وزیر خوراک نے ایک مکمل رپورٹ پیش کی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ گزشتہ سال کی نسبت بہتر انتظامات ہوئے ہیں - پہلے جو پروکیورمنٹ تھی وہ پندرہ بیس فیصد تھی اس مرتبہ ۷۰-۶۰ فیصد ہوئی ہے - میں صرف ریکارڈ کی درستگی کے لئے گزارش کروں گا کہ انہوں نے جواعداد و شمار دیئے ہیں کہ حکومت نے اپنے گوداموں میں 14 لاکھ ٹن گندم رکھی ہے تو اس میں مجھے شک ہے کہ یہ اعداد و شمار شاید درست نہ ہوں اس لئے میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ دوبارہ اسکی تحقیقات کر لیں - اگر تو یہ درست ہیں تو بالکل ٹھیک ہے اگر یہ درست نہ ہوں تو یہ بات چونکہ اسمبلی میں کہی جارہی ہے تو ریکارڈ کو درست رکھنے کیلئے میں ان سے گزارش کروں گا کہ اس کو دوبارہ چیک کر لیں کہ واقعی 14 لاکھ ٹن سرکاری گوداموں میں گندم رکھی گئی ہے انہوں نے بتایا ہے کہ اسکے علاوہ کرایہ پر بھی گودام لئے گئے ہیں ملوں میں جو

گندم سٹور کی گئی ہے وہ اسکے علاوہ ہے - یہی میری ان سے درخواست ہے -

نوابزادہ مظفر علی خان - جناب والا اللہ تعالے کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم گندم کے معاملہ میں خود کفیل ہو گئے ہیں جو کہ ہماری بنیادی ضرورت ہے اس سلسلہ میں ملک کے محنت کش کاشتکاروں کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں ، جن کی محنت شاقہ سے ہمارا سر دنیا کی برادری میں بلند ہو گیا ہے اور اب ہمیں اپنی اس بنیادی ضرورت کے لئے کسی کا دست نگر نہیں رہنا پڑے گا -

جناب والا اب میں گندم کی خریداری کے متعلق کچھ عرض کروں گا - جو حکومت نرخ مقرر کرتی ہے وہ سپورٹ پرائس ہوتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کاشتکار اور زمیندار کی اس طرح مدد کرنا ہوتا ہے تاکہ ان کو اس سے کم نرخ نہ ملیں - لیکن جناب والا جو بات میرے مشاہدے میں آئی ہے جیسے میں نے کوشش کی اور حکومت کے افسران اور ذمہ دار لوگوں تک میں نے اس بات کو پہنچایا کہ گندم کی خریداری میں کافی خامیاں ہیں جس کی وجہ سے وہ ریٹ (نرخ) جو میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا ناکافی ہیں اور وہ بھی کاشتکاروں کو پورے طور پر نہ ملے - گندم کے ہر مرکز کے ساتھ محکمہ کی ملی بھگت سے ایک دکان کھلی ہوئی تھی شاید ہی کوئی ایسا مرکز ہو جس کے ساتھ اس قسم کی دکان نہ ہو - جب کاشتکار اپنی گندم لاتا ہے تو تھوڑی بہت ڈائریکٹ مرکز والے خرید لیتے ہیں - جو بات میرے علم میں ہے جو بات میرے ضلع کی ہے میں اس کے متعلق عرض کروں گا - اسے باقی صاحبان بھی جانتے ہیں - ہوتا یہ ہے کہ مرکز والے حیلے بہانے کرکے گندم لینے سے انکار کر دیتے ہیں اور زمیندار گندم کو روکنا برداشت نہیں کر سکتا - زمیندار کا مسئلہ یہ ہے کہ جب اسکا فیصلہ ہوتا ہے اسکو بکنے سے پہلے وہ اسے کھا چکا ہوتا ہے - وہ اسے روک نہیں سکتا - زمیندار نے مجبور ہو کر ساتھ والی دکان

پر آڑھت بھی دی اور اسے دو تین روپے کم ریٹ بھی ملا - جناب والا اس دفعہ تو سیزن گزر گیا ہے - میں جناب سے اور وزیر موصوف سے معلوم کرنا چہتا ہوں کہ اس سلسلے میں آپ آئندہ کیا کچھ کر رہے ہیں - میری گزارش ہے کہ دھان کی خریداری میں گندم کی خریداری کے وقت جو خامیاں تھیں انہیں دور کیا جائے -

ایک آواز - باقی اضلاع میں بھی ایسا ہی ہوا ہے -

نوابزادہ مظفر علی خان - (چیرمین ضلع کونسل ، گجرات) جناب والا میں ایک بات راشن ڈپوؤں کے متعلق عرض کروں گا خاص طور پر دیہات میں جو چینی کے ڈپو ہیں - میرا عملی تجربہ ہے کہ ہمارے دیہات میں چینی کے ڈپو ایک لعنت کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں - ڈپوؤں کے تنازعوں کی وجہ سے کاشتکار اپنا کام کاج اور کھیتی باڑی چھوڑ کر ان کے پیچھے مقدمات میں پڑے ہوئے ہیں - اس میں مسئلہ چینی کے حصول کا نہیں بلکہ وہ جہالت ہے جو ہم ترک نہیں کر رہے - مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ میں فلاں سے چینی لوں گا ، فلاں سے چینی نہیں لوں گا - اس سلسلہ میں گاؤں میں لڑائی جھگڑے ہو رہے ہیں - قتلوں تک کی نوبت آئی ہے -

جناب والا جیسے وزیر موصوف نے ہمیں بتایا ہے - یہ بڑی ایک خوش آئند بات ہے کہ اس سال چینی کی پیداوار گذشتہ سالوں کی نسبت بہت زیادہ ہوئی ہے - اور انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس وقت بازار میں چینی کی کوئی کمی نہیں - جتنی چینی درکار ہو مل سکتی ہے تو میں سمجھتا ہوں اگر یہ حالت ہے تو کم از کم گاؤں کی حد تک چینی کے راشن ڈپوؤں کو ختم کر دیا جائے -

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ہم چینی کے بغیر رہ سکتے ہیں - یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے - ہم گڑ بھی کھا سکتے ہیں بلکہ گڑ کے بغیر بھی رہ سکتے ہیں - صرف

مسئلہ جو پیدا ہوتا ہے وہ ہماری ضدوں کا ہے ۔ ہم اپنی انا کا مسئلہ بنا لیتے ہیں ۔

جناب والا وہاں کے متعلق عرض ہے کہ جب دھان کی خرید داری شروع ہوتی ہے تو بڑی ملوں پر دھان چھڑنے کی پابندی لگا دی جاتی ہے اور گاؤں میں جو چھوٹی چھوٹی مشین دھان چھڑنے کیلئے ہوتی ہیں وہ بھی بند کر دی جاتی ہیں ۔ جناب والا میں مطالبہ کروں گا کہ وہ مشینیں بند نہیں کرنی چاہئیں کیونکہ اس وقت جو چھوٹے چھوٹے کاشتکار اور زمیندار ہیں گندم ان کے پاس نہیں رہتی اور وہ دھان کی فصل کو چاول میں تبدیل کرکے روز مرہ کی خوراک کے کام میں لاتے ہیں تو اس معاملہ میں تھوڑی سی رعائیت ہونی چاہئے اور وہ یہ کہ چھوٹی چھوٹی مشینوں کو اگر بند نہ کیا جائے تو سمگلنگ یا کسی اور ایسے کام کیلئے استعمال نہیں ہو سکتیں۔ میں وقت کی کمی کے پیش نظر جلدی جلدی عرض کروں گا ۔

جناب والا گنے کے نرخ کی بات وزیر موصوف نے کی ہے ۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ دینا میں سب سے زیادہ گنے کے نرخ ہمارے ہاں ہیں ۔ میں جناب کے فراہم کردہ اعداد و شمار کے متعلق تو کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن عملی طور پر میں بھی ایک کاشتکار ہوں اور گنے کا کاشتکار ہوں ۔ میں سمجھتا ہوں جب گنے کا نرخ پونے تین روپے تھا تو آج کے نرخ سے زیادہ تھا ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ in puts کی قیمت کئی گنا بڑھی وہ بڑھ جانے کے بعد گنے کی جو قیمت خرید بڑھائی گئی ہے وہ ہمیں عملی طور پر فائدہ نہیں دیتی ۔ اس لئے اگر ہماری حکومت کو یہ خیال رہے یا ذمہ دار لوگوں کو یہ خیال ہو کہ گنے کے نرخ بہت زیادہ ہیں تو انہیں اس مسئلہ پر کچھ نظر ثانی کرنی چاہئے اور یہ معلوم کرنا چاہئے کہ عملی طور پر کاشتکار کو زیادہ نرخ صحیح اور مثبت اثر کر رہے ہیں یا نہیں۔شکریہ ۔

مسٹر خاقان بابر - (صدر آل پاکستان فری لیگل ایڈ سوسائٹی ۔ لاہور) جناب والا لاہور شہر میں جو آج آٹا ڈپو پر تقسیم ہوا ہے یعنی فین روڈ کے ڈپو سے تقسیم ہوا ہے اس میں سونڈی اور لوڑی دیکھ لیجئے۔ کیا اسکو انسان کھا سکتا ہے ۔ یہ آج کی بات آپکو بتا رہا ہوں ۔ یہ کاغذی کارروائی کی بات نہیں کر رہا ہوں ۔ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ گراونڈ پر کیا ہو رہا ہے ۔ میں وہاں سے آٹا تھوڑا سا ساتھ لے آیا ہوں اس میں لوڑی اور سنڈی دیکھ لیجئے ۔ کیا یہ انسانوں کے کھانے کے قابل ہے ؟ یہ لاہور شہر کا حال ہے ۔ دیہات کے ڈپوؤں کا حال خدا بہتر جانتا ہے ۔

(اس مرحلہ پر خاقان بابر صاحب نے وہ آٹا جناب گورنر کو دیکھنے کیلئے پیش کیا (جناب گورنر صاحب نے وہی آٹا مسٹر جیون خان کو دیکھنے کیلئے دے دیا) ۔

MR. CHAIRMAN : Mr. Jewen Khan, I thank it is for you.

مسٹر خاقان بابر ۔ جناب والا لاہور شہر میں آج یہ آٹا تقسیم ہوا ہے ۔ میں گزارش یہ کرنی چاہتا ہوں کہ حکومت کی جدوجہد بجا ہے ۔ وزیر صاحب کی کارکردگی درست ہے ۔ جس انداز سے وہ مسئلہ پیش کرتے ہیں میں اس سے متاثر ہوا ہوں ۔ جب انہوں نے محنت کی ہے ٹھیک ہے لیکن عملاً پوزیشن کیا ہے ؟ ذرا اس کی طرف دھیان کیا جائے ۔ پھر دال روٹی کا محاورہ صادق آئے گا کہ دال روٹی کھا کر گزارا کر لیں گے ۔ آج پوزیشن یہ ہے کہ دال بھی آپ جانتے ہیں کس بھاؤ ہے ۔ میں اس کی بات نہیں کرتا ۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ کیا اس ملک کے اندر اتنا کوئی ذہین آدمی نہیں ہے کہ وہ مصیبت آنے سے پہلے سوچے ۔ دال کا مسئلہ پچھلے سال سے چل رہا ہے ۔ اب جو امپورٹ لائسنس دیئے گئے ہیں یہ چھ ماہ پہلے بھی دیئے جاسکتے تھے ۔ جو لوگ اس بات پر سوئے رہے ہیں یا جو اس میں ملوث ہیں یا جو گورنر صاحب یا حکومت یا سیکرٹری صاحب کے نوٹس میں یہ بات نہیں لائے ان سے

باز پرس کی جائے ۔ میں کہتا ہوں کہ اس ملک میں ایک رواج بن گیا ہوا ہے جب مصیبت پڑھتی ہے پھر یہ کہتے ہیں یہ یہ وجوہات ہیں اب اسکا علاج کریں ۔ یہاں شوگر کا معاملہ بھی ہوا ہے ایک دم شوگر غائب ہوگئی ۔ اسکے بعد کیا کیوں اگلے سال ٹھیک ہو گئی ۔

مسٹر خاقان بابر ۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب تک وہ لوگ اس نالائقی کے ذمہ دار ہیں ، جنہوں نے وقت پر حکومت کو نہیں بتایا کہ دال پیدا نہیں ہوئی یا چنے پیدا نہیں ہوئے اس کا کوئی بندوبست کیجیے ۔ حکومت ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرتی ، حکومت کو بھی برا بھلا کہا جائے گا اور ہمیں بھی ۔ لوگوں کو بھی تکلیف ہوگی اور وہ لوگ ایک جانب بیٹھے مسکراتے رہیں گے اور انہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا ۔ اس لئے اب یہ وقت آ گیا ہے کہ ایسے لوگوں سے باز پرس کی جائے ۔ میں جناب کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں اور عوام کا بھی تجربہ یہی ہے کہ جس چیز کی قیمتیں بڑھ گئیں پھر وہ کبھی نیچے نہیں آئیں ۔ اب دال کی قیمت انٹرنیشنل مارکیٹ سے منگوا کر مقرر ہوگی ، پھر نیشنل مارکیٹ میں وہی رہے گی ۔ کاشت کار بھائیوں کا مفاد بجا ، ہم ان کے ساتھ ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ صارفین کی تکالیف پر بھی نگاہ رکھنی چاہیے ۔ یہ مزدور ، یہ کارکن ، یہ کارخانے میں کام کرنے والا ، یہ تیرہ چودہ روپے دال لے کر کیسے گزارہ کر سکے گا ۔ اگر ہم اس قوم کو دال روٹی سے بھی محروم کر دیں گے تو میرے خیال میں یہ نہایت ہی افسوس ناک بات ہوگی ۔ تو میں دو گزارشات کروں گا ۔ ایک تو اس کی انکوائری کروائیے کہ ہر وقت آپ کے نوٹس میں یہ بات کیوں نہیں لائی گئی ۔ یہ بعد کی بات ہے کہ ایک دفعہ حملہ ہو گیا ، نقصان ہو گیا ، لوگوں کو تکلیف ہوگئی ، قیمتیں چڑھ گئیں ۔ ہو سکتا ہے کہ مصیبت میں ایسا ہوا ہو ۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس میں بدنیتی کار فرما ہو کہ آج قیمتیں بڑھا لو کل کو سستے نرخ لے کر اس بھاؤ پر بیچیں گے ۔ یہ کاروباری چکر بھی ہو سکتا ہے ۔ اس لیے اس کی انکوائری لازمی ہے ۔

جناب والا ، میں مودبانہ درخواست کروں گا کہ جو لوگ ذمہ دار ہوں ، ان کے خلاف کارروائی کی جانی ضروری ہے ۔

چوہدری انور علی چیمہ ۔ (وائس چیئرمین ضلع کونسل ، سرگودھا) جناب والا میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ فاضل رکن موچی گیٹ میں تقریر کر رہے ہیں یا اسمبلی ہال میں تقریر کر رہے ہیں ؟

چوہدری محمد صدیق سالار ۔ (ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) جناب والا ، میں فاضل ممبر سے مودبانہ درخواست کروں گا کہ یہ درست ہے کہ آپ نے ایک ایک برائی کی نشان دہی کی ہے ۔ یہ درست ہے کہ عوام کی نمائندگی بھی کرتے ہیں ۔ یہ درست ہے کہ حکومت نے آپ کو اس لیے نامزد کیا ہے کہ آپ ایک ذہین باپ کے ذہین بیٹے ہیں ۔ مگر میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر اس معزز ایوان میں بات کو اس انداز میں یعنی panic کی شکل میں بھیانک انداز میں پیش کریں اور کہیں کہ ہمارے پاس کھانے کو نہیں ، دال بھی نہیں ، روٹی بھی نہیں ، تو ان پڑھ عوام اور مزدور جو کام کرتا ہے ، وہ کیا اثر لے گا کہ واقعی ہمارے ملک میں کھانے کے لیے کچھ نہیں رہا ۔ ہمیں اس بات پر بھی غور کرنا ہوگا کہ ہماری فصلیں کس وجہ سے برباد ہوئیں ۔ ان میں کیا نقص ہوا ۔ کوئی حکومت ، کوئی افسر اعلیٰ ، کوئی ذمہ دار فرد یہ نہیں چاہتا کہ اس کے ملک میں یا اس کے ملک کے سب جیکٹ میں کوئی ایسی بیماری آئے ، کوئی ایسی خرابی آئے جس سے وہ عوام میں رسوا ہو ۔ کسی کی بھی یہ خواہش نہیں ہوتی ۔ کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں ۔ مثلاً آپ ذرا یاد کریں ، پڑھے لکھے وکیل ہیں ، ۱۹۴۲ء کی جنگ کو دیکھیں ۔ برطانیہ کے اسوقت کے حالات پر غور کریں تو آپ کو علم ہو جائے گا کہ اس قوم کو آٹھ دن کے بعد ایک انڈا اور ایک کیلا ملتا تھا لیکن پھر بھی وہ قوم کو اس جنگ میں لڑتی رہی ۔ ان کے اخبار باقاعدہ چھپتے رہے ، ان کے کارخانے چلتے رہے ، وہ بالکل نہ گھبرائے ۔ انھوں نے محنت کی ، ملک کی تعمیر کی اور جرمنوں

جیسے ظالموں سے انھوں نے لڑائی کی ۔ ہمارے ملک میں محض دال کی قلت پیدا ہوئی اور ہم اس طرح اسے گھبراہٹ میں کونسل میں پیش کر رہے ہیں جیسے کوئی بہت بڑا طوفان برپا ہو گیا ہے ۔ حقیقت میں ہمارے ہاں کچھ بھی نہیں ہوا ۔ خدا کے فضل سے ہمارے پاس کھانے کے لیے سبھی کچھ ہے ۔ انشاءاللہ تعالیٰ آپ کی آواز پورے پنجاب کے افسران اعلیٰ نے بھی سنی ہے، ہم بھی اپنے شہروں میں کمیٹیوں کے ممبر ہیں ۔ ہم نے حال ہی میں فیصل آباد میں سٹوروں سے دالیں نکلوائی ہیں اور دو سیر دال فی کس کے حساب سے جمعہ بازاروں میں ملنا شروع ہو گئی ہے ۔ ہم خود بد قسمت لوگ ہیں جو ذخیرہ اندوزی کیے ہوئے ہیں ۔ لیکن اس کو panic کی شکل میں ، ڈراؤنی شکل میں مت پیش کیجیے ۔

مسٹر خورشید احمد ۔ (سیکرٹری جنرل آل پاکستان ، فیڈیشن آف ٹریڈ یونینز لاہور) : جناب صدر ، میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ ہم اس ایوان کے تمام ممبران ، چاہے رائٹ سے ہیں ، چاہے لیفٹ سے ہیں یا سنٹر سے ، بنیادی طور پر اس بات میں یقین رکھتے ہیں کہ ہم یہاں اپنے کسی ذاتی مفاد کے لیے نہیں آئے ۔ اگر ہم میں سے کوئی آدمی اپنے ذاتی مفاد کے لیے یہاں آیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر لعنت ہے ۔ یہاں جو کچھ ہم تعمیری طور پر پیش کرتے ہیں اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ملک کی فلاح و بہبود ہو ، ملک خوش حال ہو اور عوام کی مشکلات کا اچھے اور مثبت انداز میں حل ہو ۔ اس پس منظر میں خاقان بابر صاحب نے جو بات کی ہے اس کا مقصد یہ نہ تھا جو سالار صاحب نے لیا ہے کہ بدامنی panic پھیلایا جائے ، بلکہ یہ تھا کہ جناب صدر کو صورت حال سے آگاہ کیا جائے ۔ شہریوں کی مشکلات کا تدارک کیا جائے ۔ دوسری بات میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں ، وزیر خوراک صاحب نے جو presentation کی ہے اور گندم کے معاملے میں ہمیں جو خوش آئند خبر دی ہے کہ ہمارا ملک خود کفیل ہو گیا ہے ، یہ ہمارے لیے باعث فخر ہے ۔ خوراک ایک قسم کا بنیادی سیاسی

ھتھیار ہے جو ایک قوم دوسری قوم پر استعمال کرتی ہے اس لحاظ سے خود کفیل ہونا ہمارے لیے باعث فخر ہے - لیکن اس کے ساتھ ساتھ جہاں میں کاشتکاروں اور کسانوں کو ، جو اس ملک کی ریڑھ کی ھڈی ہیں ، مزدوروں کی طرف سے مبارکباد دیتا ھوں اور اس سلسلے میں حکومت کی مساعی پر اظہار تحسین کرتا ھوں ، وھاں دالوں کے معاملے میں وزیر خوراک صاحب نے جو بات کی ہے اور جو پاسکو (PASCO) کا معاملہ ہے ، اسے ٹھیک کرنا چاھیئے - دالیں یوٹیلٹی سٹورز میں مہیا کریں - جناب والا ، اس سلسلے میں میری یہ عرض ہے ، سالار صاحب کا میں احترام کرتا ہوں ، یہ سالار ہیں - لیکن ایک سالار کو اپنے پیچھے اپنی فوج کو بھی دیکھنا چاھیئے - یہ خود بڑے صنعتی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں ان کو معلوم ھونا چاھیئے جو تنخواہ دار آدمی ہے چاہے وہ کسی بھی طبقے کا ہے ، آج وہ سب سے زیادہ تکلیف میں ہے - میں آپ کے علم میں اس لیے لانا چاھتا ھوں کہ اس کی انکم فکس (آمدن محدود) ہے - چاہے وہ کسی بھی گریڈ کا ہے اور جو رزق حلال سے کمائی کرتا ہے - لیکن جس آدمی کی آمدنی (محدود) نہیں ، اس کی مشکلات دوسرے زاویے سے ہیں - کیونکہ اگر وہ تاجر ہے تو وہ اپنا منافع اسی حساب سے بڑھا لیتا ہے ، اسے کوئی فرق نہیں پڑتا - لیکن فکس انکم (محدود آمدن) والے سب سے زیادہ تکلیف میں ہیں جس میں کارکن اور دوسرے اجرت پر کام کرنے والے لوگ شامل ہیں - پنجاب ایسا صوبہ ہے جسے فخر حاصل تھا کہ یہاں دال روٹی ھر آدمی کی بساط میں تھی - اس concept میں (چیز کو مد نظر رکھ کر) یہ بات کی گئی ہے - پاسکو PASCO کی دال کے سلسلے میں وزیر صاحب نے بتایا ہے - میں آپ کے سامنے آج کا اخبار ، جو حکومت خود سینسر کر کے شائع کرتی ہے ، پیش کرتا ھوں :

"پاسکو نے چنے اور دالوں کی قیمتوں میں 31 فی صد اضافہ کر دیا ہے -"

یہ روزنامہ "نوائے وقت" میں ہے - اور اس سے پہلے لکھا ھوا ہے :

"آڑھتیوں نے دو ماہ کے دوران 80 سے 120 فی صد تک دالوں کے دام بڑھا دے۔"

یہ جو وزیر موصوف کا موقف ہے کہ تاجر حضرات نے ہمارے ساتھ بڑی مہربانی کی ہے کہ دو تین روپے کم کر دے ہیں ۔ میں اس سلسلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب کسی چیز کی کم یابی ہوتی ہے ، جب کسی چیز کی قیمتیں 80 سے 120 فی صد تک بڑھتی ہیں اس وقت اسی پر قابو پانے کے لیے محکمہ خوراک کے راشننگ کا نظام موجود ہے ۔ راشننگ کا مقصد ہی یہ ہے کہ جو چیز کم ہوتی ہے وہ عام آدمی جس کی آمدنی فکس ہے کو پہنچ سکے ۔ دال آج سے چھ مہینے قبل پاسکو نے خریدی تھی ، جو خود حکومت کا ایک ادارہ ہے انہوں نے کاشتکار سے ، کسان سے مقررہ قیمت پر دال خریدی تھی ، پھر اس کو سٹور کر لیا ۔ میں مہینے کے بعد خریدنے کے لیے خود منڈی جاتا ہوں ۔ اس بجٹ سے پہلے پاسکو نے خود سو روپے من قیمتیں بڑھائیں اور اب 31 فی صد بڑھا دی ہیں ۔ یہ وفاقی حکومت کا اپنا ادارہ ہے جس نے یہ کیا ہے ۔ اس کے بعد تاجروں نے 80 سے 120 فی صد تک بڑھا دیں ۔ بجائے اس کے کہ حکومت انہیں درخواستیں اور اپلیں کرے ، کیا یہ ممکن نہ تھا جن قیمتوں پر آج سے چھ ماہ پہلے انہوں نے دالیں خریدی تھیں ، اس پر انھیں دس پندرہ فی صد منافع دے کر وہ سٹاک اپنے قبضے میں لے لیتی اور پھر عام شہریوں تک ، جوکہ wage earners (تنخواہ دار) ہیں ، جوکہ دال روٹی پر گزارہ کرتے ہیں ، ان تک پہنچاتی ؟ کیونکہ گوشت کی قیمتیں بہت چڑھ گئی ہیں کسی زمانے میں حکام نے یہاں گوشت کی قیمت بارہ روپے سیر مقرر کی تھی ، پھر چودہ روپے کی اور آج چوبیس روپے میں بھی گوشت نہیں ملتا ۔ ایک عام محنت کش ، تنخواہ دار آدمی گوشت کھانے کا تصور نہیں کر سکتا ۔ دال ہی باقی تھی ۔ اب تو سبزی کی بھی حالت خراب ہو گئی ہے ۔ جب سے برسات آئی ہے ، آدمی سبزی بھی نہیں کھا سکتا اور وہ دالوں کی طرف revert کر گیا ہے ۔ کیا یہ ممکن نہ تھا کہ

دالیں اپنے قبضے میں کر کے حکومت ان کو راشننگ کے ذریعے wage earner (تنخواہ دار) تک پہنچاتی ، ان کے لیے سٹاک مقرر کرتی ؟ دوسری جو میں نے عرض کی تھی ، وہ یہ ہے کہ سڈل مین کا تصور ، جو انھوں نے کہا ہے کہ ہم نے eliminate (ختم) کیا ہے ، 67 فی صد گندم ہم نے کاشتکار اور کسان سے procure (حاصل) کی ہے تاکہ اسے ڈائرکٹ معاوضہ ملے ۔ میں اپنے ملک کے محب وطن تاجروں کا احترام کرتا ہوں ۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس طرح بعض تاجروں نے منافع خوری شروع کی ہے اسکی مثال ایسے ہے کہ اگر سو روپے پر سو فی صد منافع ہو تو وہ کہتے ہیں کہ منافع ہے ۔ اگر سو سے دس فی صد ہو تو وہاں کہتے ہیں کہ گھاٹا ہے بلکہ 50 فی صد منافع ہو تو وہ کہتے ہیں کہ گھاٹا ہے مندا ہے ، خراب ہے ۔ میں لاہور کا رہنے والا ہوں ۔ میں نے بچپن میں دیکھا ہے کہ ہمارے بزرگ بتایا کرتے تھے کہ غیر مسلم کاروبار میں تھے ، وہ باردانے پر کاروبار کیا کرتے تھے ۔ یعنی چیز اسی دام لی ور اسی دام بیچ دی صرف بار دانہ نفع میں رہا ۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے تاجر حضرات ایک دم امیر بننا چاہتے ہیں وہ یہ چاہتے ہیں انکی شادمان میں یا گلبرگ میں کوٹھی ہو اور ایک دم کار مل جائے ۔ وہ 50% منافع کو بھی گھاٹے کا سودا کہتے ہیں ۔ میں حکومت سے درخواست کرونگا کہ وہ صارفین اور عوام کا تحفظ کرے ۔ یہ منافع خوری اسلام میں قطعاً جائز نہیں ہے حکومت اسکو چیک کرے اور منافع کی خاص شرح مقرر کرے ۔ جو لوگ رشوت کو لینا حرام سمجھتے ہیں اور رزق حلال پہ گزارہ کرتے ہیں وہ محنت کر کے ملک کی تعمیر و ترقی میں کردار ادا کرنا چاہتے ہیں وہ اور بات ہے کہ بعض ملازمتیں ایسی ہیں جہاں رشوت بالکل نہیں ہے لیکن بعض ملازمتیں ایسی ہیں جہاں رشوت آسانی سے مل سکتی ہے لیکن پھر بھی وہاں کے بعض اہلکار اپنی ایمانداری سے کام کرتے ہیں اور وہ اپنی زندگی مطمئن طریقے سے گزارنا چاہتے ہیں ۔ حکومت کو انکے لئے اس منافع خوری کا سد باب کرنا چاہئے ۔ آخر میں میں یہ عرض کرونگا کہ وزیر موصوف اس بات کی کوشش کریں کہ فلور ملوں

میں 5ء%‏ میدہ نکالنے کی اجازت نہ دی جائے ۔ جیسا کہ خاقان بابر صاحب نے فرمایا ہے کہ حکومت اپنے سٹاک میں سے ان فلور ملوں کو دے ۔ حکومت اس پر 40% سبسڈی دیتی ہے تاکہ اس ملک کے عوام کو آٹا جو انکی بنیادی ضرورت ہے مل سکے ۔ حکومت اس ضمن میں اپنے خزانہ سے 40 کروڑ روپے خرچ کر رہی ہے لیکن اسکے باوجود فلور ملیں 5% میدہ نکال رہی ہیں اور عوام کو آٹا مہیا کر رہی ہیں میں وزیر خوراک سے درخواست کرونگا بلکہ اپیل کرونگا کہ جو لوگ ملاوٹ کر رہے ہیں وہ قوم کی صحت خراب کرنے کا باعث بنتے ہیں ۔ انکے خلاف سخت اقدام کیا جائے ہمارے ملک میں جسطرح کھانے پینے کی چیزوں میں ملاوٹ کی جاتی ہے اور لوگوں کی جانوں سے کھیلا جاتا ہے یہ ایک گھناونا جرم ہے جسکا ارتکاب تمام قوم کے خلاف کیا جا رہا ہے ۔ میں ایوان سے درخواست کرونگا کہ ایسے مفاد پرست لوگوں کو مثالی سزائیں دی جائیں ۔ تاکہ نئی نسل کو پتہ چلے کہ پاکستان میں نیکی اچھائی اور سچائی کی قدر و قیمت ہے ۔ لوٹ کھسوٹ کی اجازت نہیں ہے ۔ (تالیاں) آپ نے ابھی کہا ہے کہ اپنی مدد آپ کرو اور خود کفالت کے اصول کو اپناؤ چنانچہ ہمیں سویا بین آئیل اور دالوں میں بھی خود کفیل ہونا چاہئے ۔ بقول علامہ اقبال

چھپا دست ہمت میں زور قضا ہے

اگر ہم ایمان داری کے کام کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے مسائل حل نہ ہوں ۔ شکریہ ۔

غلام حیدر سجاد ۔ (صدر کسان بورڈ پنجاب ، سرگودھا) جناب صدر شہری میرے بھائی ہیں ۔ میں کسی طبقاتی کشمکش کا قائل نہیں ہوں ۔ دیہاتی آبادی کے نمائندہ ہونے کی وجہ سے ان لوگوں کے موقف کو پیش کرنا میرا فرض ہے ۔ میں وزیر خوراک کی خدمت میں دو نکات پیش کرونگا ۔ ایک شوگر پالیسی کے متعلق ہے اور دوسرا تقسیم خوراک کے سلسلے میں ہے ۔ شوگر پالیسی کے سلسلے میں یہ گزارش ہے ۔ کہ جب

شوگر پالیسی بنائی جارہی تھی تو کسانوں کو کہا گیا تھا کہ وہ اپنا موقف پیش کریں ۔ انہوں نے اپنا موقف پیش کیا تھا اور تجویز کیا تھا کہ ایک من گنے کی قیمت گیارہ روپے 10 پیسے مقرر کی جائے ۔ اور کہا تھا کہ یہ انکا خرچ ہے اسپر Base کرکے انکو قیمت دی جائے ۔ بہر حال وہاں فیصلہ ہوا تھا کہ مل والوں کو رعایت دیں اور کسانوں کو Compensate کریں جب یہ پالیسی آئی تو مل والوں کو یہ رعایت دے دی گئی ۔ کسانوں کو رعایت نہیں دی گئی وہ رعایت یہ تھی کہ آٹھ لاکھ ٹن چینی بنانے کے بعد یعنی یہ ہدف پورا کرنے کے بعد جو زائد چینی تیار کی جائے گی ۔ وہ کسانوں کو پانچ روپے 19 پیسے کے حساب سے دی جائے گی اور وہ اسے کھلے بازار میں فروخت کر سکیں گے ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ آٹھ لاکھ ٹن کا ہدف پورا کرنے کے بعد جو زائد چینی بنائی گئی وہ اسطرح بنائی گئی کہ زون ایریا میں گنے کی قیمت نو روپے اور فری ایریا میں گیارہ ، بارہ روپے مطلب یہ تھا کہ ایک من گنے پر دو روپے زائد دیتے تھے ۔ اسطرح ایک من چینی پر 50 روپے زائد وصول کیا ۔ دس من گنے سے ایک من چینی بنتی ہے بازار میں دس روپے فی کلو چینی ملتی ہے اس طرح وہ پانچ روپے فی کلو منافع کماتے تھے چنانچہ زون ایریا میں لوگوں کو نقصان پہنچا ۔ وہ پابند رہے ان کا گنا بعد میں اٹھایا گیا اور باہر سے پہلے اٹھایا گیا یہ عجیب ہے کہ فری ایریا میں گڑ بنا سکتے ہیں لیکن زون ایریا میں نہیں بنا سکتے ۔ میں وزیر خوراک کی خدمت میں گزارش کرونگا کہ اس پر غور فرمالیں ۔ دوسرے تقسیم خوراک کے بارے میں بھی غور فرمایا جائے ۔ شہروں میں چینی آٹا زائد دیا جاتا ہے لیکن دیہات میں بہت کم ، اگر میں یہ کہوں کہ برائے نام دیا جاتا ہے تو بیجا نہ ہو گا ۔ اعداد و شمار کے مطابق 28% آبادی شہری ہے اور 72% لوگ دیہاتوں میں رہتے ہیں ۔ لیکن 28% آبادی کے ساتھ ۔ ترجیحی سلوک کیا جاتا ہے سابقہ مشیر بریگیڈیر عطا محمد صاحب سے میں نے پوچھا کہ یہ تفریق کیوں ہے انہوں نے جواب دیا کہ شہر والے لوگ بسوں کو آگ لگا دیتے ہیں ، دفتروں کے شیشے توڑ دیتے ہیں اس پر میں نے کہا کہ یہ کام تو ہم بھی کر سکتے ہیں ، ہم بھی گدھے ، ٹرالیاں سڑک میں کھڑی کرکے ٹریفک روک سکتے

ہیں - ہم گنے کی کاشت کرنا بند کر سکتے ہیں ، لیکن یہ ملکی مفاد میں نہیں ہے نتیجہ یہ نکلا کہ شہر والے لوگ شور و غل زیادہ کرتے ہیں - یہ تو کوئی جواز نہیں ہے - ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ صحیح بات کون سی ہے - میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ آنے والے دور میں اس تفریق کو ختم کریں - شہر والے بھی میرے بھائی ہیں - ایک صاحب نے فرمایا ہے کہ دیہات میں راشن ڈپو ختم کر دیں میں ان سے اتفاق نہیں کرتا - جسطرح شہروں میں تمام امیر نہیں ہوتے اسیطرح دیہات میں بھی سب لینڈ لارڈز نہیں ہوتے - لیکن شہر میں بھی امیر آدمی راشن سے چینی ، آٹا لیتے ہیں اسیطرح دیہاتوں میں بھی لینڈ لارڈز راشن ڈپو سے چینی لیتے ہیں لیکن انکی تعداد کم ہوتی ہے - دیہاتوں میں غریب زیادہ ہیں اور لینڈ لارڈز کم ہیں -

شیخ محمد اقبال - (چیئرمین میونسپل کمیٹی جھنگ) جناب چیئرمین صاحب جناب وزیر خوراک صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم گندم میں خود کفیل ہو گئے ہیں ، میں اس پر انکو اور کاشتکار بھائیوں کو مبارکباد دیتا ہوں - اس میں میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت کا بہت سا حصہ ہے اس سے پہلے بہت سی حکومتیں آئیں لیکن اس مقصد کے حصول میں موجودہ حکومت کا زیادہ ہاتھ ہے - آٹے کی پالیسی کے بارہ میں میں وزیر خوراک کی خدمت میں ایک بات پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ ضلع جھنگ میں ایک فلور مل ہے جسکا میں بھی حصہ دار ہوں یہ 1978 میں چالو کی اس میں ایک ریٹائرڈ کرنل میرے پارٹنر (حصہ دار) ہیں میں نے تمام منیجمنٹ (انتظام) ان کے سپرد کر دی - ہم نے پرائیویٹ گندم پیسنا شروع کر دی - میں نے ان سے کہا کہ ہم سرکاری گندم پیسیں تو معاوضے کے حصول کے لئے تین مہینے تک محکمہ فوڈ کے چکر ... رہیں گے - اگرچہ اسکے ساتھ ساتھ دو ملیں اور تھیں جنکی سو سو ٹن کی گنجائش تھی - انہوں نے یہ کوشش کی کہ بائیس بائیس ٹن تقسیم کی - انہوں نے مجھے بتایا کہ مل والوں کے ساتھ انکی ساز باز ہے اسلئے میں وزیر خوراک سے عرض کرونگا کہ اس میں

کیا فائدے ہیں اور کیا نقصان ہیں ۔ آج جو گندم بازار میں 54/55/56 روپے فروخت ہو رہی ہے اس کی قیمت آپ نے 58 روپے 40 کاو کی مقرر کی ہے ۔

اصل میں ہوتا یہ ہے کہ سرکاری گندم جو مل میں جاتی ہے وہ بازار میں اچھے ریٹ پر فروخت ہو جاتی ہے ۔ جو پچاس روپے اور اکیاون روپے من والی سرکاری گندم پیسی جاتی ہے وہ ڈپوؤں پر تقسیم ہوتی ہے ۔ آج بازار میں پرائیویٹ ملوں کا آٹا کم ریٹ پر فروخت ہو رہا ہے اور ڈپوؤں پر زیادہ ریٹ پر فروخت ہو رہا ہے چنانچہ ڈپوؤں پر کوئی غریب آدمی آٹا لینے کے لیے نہیں جاتا ۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ گورنمنٹ 40 کروڑ روپے کی سبسڈی (Subsidy) بھی دے مگر اس کے باوجود کسی غریب آدمی کو فائدہ نہ ہو تو میری یہ تجویز ہے کہ یہ آئے ولے سسٹم کو چینی کی طرح ختم کر دیا جائے ۔ بازار میں کھلا آٹا ملے اور یہ جو سرکاری گندم ملیں پیس رہی ہیں یہ بھی مارکیٹ میں آئے اور دونوں کا مقابلہ ہو ۔ اچھی قسم کا آٹا بازار سے ملے اور 40 کروڑ روپے کی بچت بھی ہو ۔ اور جو ذخیرہ حکومت نے کیا ہوا ہے وہ اس وقت بازار میں آ جائے جب ذخیرہ اندوز مارکیٹ میں مہنگائی کریں ۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ جیسے میرے معزز رکن نے فرمایا ہے کہ ڈپوؤں پر ناقص آٹا اور پرائیویٹ ملوں پر اچھا آٹا دو چار روپے من کم کر دیا جا رہا ہے ۔ اس صورت میں میری یہ گزارش ہے اور میں یہ اپنے تجربے کی بنا پر کہہ رہا ہوں کیونکہ میں اپنی پرائیویٹ مل چلا رہا ہوں کہ یہ جو سرکاری آٹا ہے یہ پرائیویٹ ملوں میں جاتا ہے اور بازار سے ناقص گندم جو پچاس اکیاون روپے من ہے وہ ان ملوں میں جاتی ہے جہاں سرکاری گندم پس رہی ہے ۔ اور پھر یہ فی بوری دس بارہ روپے زیادہ کے حساب سے دیتے ہیں تو غریب آدمی ڈپو سے آٹا نہیں لیتا بلکہ بازار سے خریدتا ہے ۔ اس طرح سے 40 کروڑ روپے کا ضیاع ہوتا ہے ۔ اس وقت پرائیویٹ ملوں والے چاندی کما رہے ہیں کہ 56 روپے من گندم لے کر 63 یا 64 روپے من آٹا دو روپے من ڈپو

سے سستا دے رہے ہیں اس طرح سے سات آٹھ روپے فی من پرائیویٹ ملوں والے کما رہے ہیں - صرف اسی وجہ سے چونکہ ڈپوؤں پر ناقص آٹا مل رہا ہے لوگ بازار سے آٹا خرید رہے ہیں - غریب آدمی جس کے لیے ڈپو بنایا گیا ہے اسے کوٹہ سسٹم سے کوئی فائدہ نہیں ہے - یہ حقیقت ہے اور میری یہ تجویز ہے کہ ڈپو والا سسٹم ختم کرکے ان ملوں کا مارکیٹ میں مقابلہ کرایا جائے - اس طرح سے اچھا آٹا بازار میں آئے گا -

جناب والا - ہمارے پاس اتنی گندم ہے کہ یہ ختم ہونے والی بات نہیں ہے -

چوہدری محمد صدیق سالار - (فیصل آباد) - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - شیخ صاحب فرما رہے ہیں کہ ڈپوؤں پر آٹا اچھا نہیں ملتا - تو کیا اچھا آٹا آسمان سے آئے گا - میرے شہر میں جتنا آٹا ڈپوؤں پر آتا ہے جسے ہم کھاتے ہیں اور ہمارے مزدور کھاتے ہیں - اگر وہ اچھا نہیں ہے تو کوئی نہ کھائے اور ڈپوؤں پر بھی نہ آئے -

جناب شیخ محمد اقبال - جناب والا - وہ آٹا ہوٹلوں پر جاتا ہے - ڈپو ہولڈر دو روپے من سستا بیچتے ہیں اور ان کو 12 روپے بوری بچتی ہے - آپکو تو پتا ہی نہیں کہ ہوتا کیا ہے - جناب والا - فوڈ والے 12 روپے بوری دیتے ہیں - اس میں دو من آٹا ہوتا ہے تو چھ روپے من کا فرق پڑ گیا - اگر وہ ہوٹل والوں کو دو روپے کم بیچ دیں تو کوئی فرق نہیں پڑے گا - کیونکہ غریب آدمی تو ڈپو پر جاتا نہیں - اور جو آٹا آجکل مل رہا ہے اس کو کوئی آدمی لینے کے لئے تیار نہیں ہے - ڈپو ہولڈر روتے ہیں کہ ہمیں نہ دو - پھر میں نے پوچھا کہ آپ آٹا لیتے ہیں تو کرتے کیا ہیں - آپ کو زبردستی دیا جاتا ہے کیونکہ آپ کا کوٹہ تو سو بوری ہوتا ہے - انہوں نے کہا کہ ہم ہوٹل والوں کے پاس بیچ دیتے ہیں - اور یہ حقیقت ہے -

جناب گورنر - میرے خیال میں تمام Main Points تو ہو گئے ہیں - اب دو دو تین تین منٹ میں مختصر تقاریر ہونی چاہیے -

جناب خورشید احمد کانجو (نائب چیئرمین - پنجاب کسان بورڈ)۔
جناب والا - جب کسان کنونشن ہوا تھا تو فاضل وزیر صاحب نے گنے کے ریٹ کا اعلان کیا تھا - تو اس وقت مل والوں کی یہ بات طے ہوئی تھی کہ جس حد کے بعد ان کو ایکسائز ڈیوٹی معاف ہے وہاں گنے والوں کا ریٹ بڑھا دیں - صوبہ سرحد میں یہ ہوا ہے کہ انہیں وہاں پر نو روپے کی بجائے گیارہ روپے کے حساب سے ادائیگی ہوئی ہے - یہ اس حد کے بعد ہوا ہے - لیکن پنجاب میں ایسا نہیں ہوا- حد کے بعد انکو ایکسائز ڈیوٹی معاف کی جاتی ہے - اگر یہ ریٹ نہ بھی بڑھایا جائے تو کم از کم صوبہ سرحد کی تقلید کرتے ہوئے یہاں پر دو روپے بڑھا دیئے جائیں تو یہ بھی کسانوں کے لئے حوصلہ افزائی ہوگی - جناب والا - جیسے جناب چیف سیکرٹری صاحب نے فرمایا کہ وہ کچھ سوچ رہے ہیں اس لئے اس پر میں مزید بات نہیں کرتا البتہ ایک بات کی طرف آپ کی خصوصی توجہ دلاتا ہوں کہ یہاں مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاسکو PASCO والوں نے ہارون آباد میں 11 ہزار بوری خرید کی ، بھری ، ٹرکوں پر لادی ، اندارج ہوا ادائیگی بھی ہوگئی - لیکن عملاً کچھ نہیں ہوا - ایف آئی اے انسپکٹر بہاولپور وہاں پہنچا ، اس نے چھاپا مارا ، لوگ پکڑے گئے اور کیس رجسٹرڈ ہوا لیکن پتا یہ لگا کہ کچھ نہیں ہوا تھا - وہ لوگ مان گئے - ان کا تبادلہ ہوگیا اور ان کی جگہ دوسرے لوگ بھی آگئے مگر اس کے فوراً بعد وہ کیس ختم بھی ہوگیا - وہ لوگ واپس آگئے - تو اس کی بھی تحقیقات کر لیں کہ یہ حقیقت کیا ہے ؟

جناب والا - دوسری بات یہ ہے کہ ہارون آباد کے کئی مقامات ایسے ہیں جہاں پاسکو والوں نے کاشتکاروں کو گندم کی ادائیگی نہیں کی - اس کے لئے کوئی بندوبست کر دیں -

جناب محمد واثق خان (اٹک) - جناب والا - میں آپکی اجازت سے وزیر خوراک صاحب سے ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ ہم پنجاب والے گندم میں خود کفیل ہو گئے ہیں -

لیکن میں اس کے برعکس آپ کی اطلاع کے لئے عرض کرنی چاہتا ہوں کہ تین چار مہینوں کے اندر پنجاب میں گندم کی کمی واقع ہو جائے گی۔ وہ اس لئے کہ یہاں ایک تو چنا مہنگا ہو گیا ہے اور دوسرے کھلی کی قیمت بہت زیادہ ہو گئی ہے چنانچہ زمیندار اپنی بھینسوں کو ڈال رہے ہیں جس کے باعث تین چار مہینوں کے بعد گندم کی کمی واقع ہو جائے گی۔ کوئی زمیندار ایسا نہیں ہے جو ایک سو تیس یا ایک سو چالیس روپے کے حساب کھلی کی بوری خریدنے۔ وہ سب گندم ڈال رہے ہیں تو یہی چیز گندم کی کمی کا باعث ہو گی۔ اس پر آپ کو نوٹس لینا چاہیے۔ اس پر بحث ہونی چاہیے کہ اس کا کیا حل نکل سکتا ہے۔

چوہدری جلال الدین (مظفر گڑھ)۔ جناب والا میں آپ کی وساطت سے وزیر خوراک صاحب کے نوٹس میں یہ چیز لانا چاہتا ہوں کہ پاسکو PASCO نے جو مظفر گڑھ میں گندم کا لین دین کیا ہے۔ اس نے زمینداروں کو اتنا پریشان کیا ہے کہ جس کا حساب نہیں ہے۔ 52 یا 53 روپے فی من خرید کی ہے۔ آڑھتیوں کو بدنام کیا جاتا ہے کہ وہ دو چار روپے من پر کام کر سکیں۔ لیکن پاسکو کے اپنے ایجنٹوں نے اپنے اڈے لگائے ہوئے ہیں اور کنڈے لگائے ہوئے ہیں دو چار روپے من کے حساب سے کم خرید کرتے ہیں اور جو آڑھتیوں کے پاس یا دوسروں کے پاس گندم آتی ہے ان کو وہ پوری ادائیگی نہیں کرتے۔ اور لیٹ Payment کرتے ہیں۔

جناب گورنر۔ یہ پاسکو PASCO والے ؟

چوہدری جلال الدین۔ جی ہاں۔

جناب گورنر۔ کیا یہ فوڈ والے بہتر تھے ؟

چوہدری جلال الدین۔ جناب والا۔ وہاں فوڈ والے تو ہیں ہی نہیں۔ جہاں پاسکو والے ہوں وہاں فوڈ والے بھی ہوں تا کہ دونوں محکمے مقابلے میں اور برابر کام کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان (اٹک)۔ جناب والا۔

میرے دو پوائنٹ ہیں - ایک procurement کے بارے میں ہے - تو اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ وزیر خوراک صاحب نے فرمایا کہ سب سے کم آمدنی والے ملازمین نے procurement کی ہے - تو محکمہ خوراک کے بارے میں جو پہلے reputation ملک میں موجود ہے وہ یہاں پر ہر فاضل رکن اور ہر پاکستانی پر عیاں ہے کہ کتنی زیادہ کرپشن بدیانتی اس محکمہ میں ہے اور پھر ان کم آمدنی والے ملازمین کو اس اہم ذمہ داری پر لگا دیا جاتا ہے پھر ان پر کوئی نگرانی بھی نہیں - جو بات جناب مظفر علی خان صاحب نے بتائی ہے یا دوسروں نے تائید کی ہے کہ اس procurement کے دوران ساتھ دوسری جگہیں کھل گئیں جہاں یہ کمی رہی تو یہ ایک ایسی جان بوجھی غلطی تھی - جس کا زیادہ اچھے طریقے سے کنٹرول کرنا ضروری تھا - خواہ اس میں کسی کو ملا کر یا کمیٹی بنا کر اس کا بندوبست کرایا جاتا تاکہ سکیل نمبر چھ یا سات کے آدمی کو لاکھوں روپے دے دیئے جائیں کہ وہ جو کچھ بندوبست اس سنٹر پر کرے گا وہ کافی سمجھا جائے گا - اس کی procurement بھی اچھی ہوگی اور وہ گندم کو بدلے بھی نہیں کرے گا - اور اچھی قسم کی گندم خرید کر رکھے گا - یہ تو نہ ماننے والی بات ہے - اس پر کسی کو یقین نہیں آ سکتا -

جناب والا میرا دوسرا پوائنٹ ڈسٹری بیوشن کے بارے میں ہے - تو راشن ڈپوؤں کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے - واقعی یہ جھگڑا بہت بڑھ چکا ہے یہ صرف میرے ضلع میں ہی نہیں بلکہ کئی دوسرے مقامات پر بھی لڑائی ہو چکی ہے اور کئی جگہوں پر تنازعات چل رہے ہیں - کئی جگہوں سے سفارشوں کے خطوط آ رہے ہیں کہ اس کو ڈپو دیا جائے اور اس کو نہ دیا جائے - اگر ان کو سمجھانے کی کوشش کی جائے کہ یہ ڈپوؤں کی الاٹمنٹ کوئی بڑی چیز نہیں ہے تو وہ اس بات کو نہیں سمجھ پاتے - گاؤں والوں کو بہت تھوڑی مقدار ملتی ہے یا ملتی ہی نہیں ہے کسی حد تک اس بات کے یہ کم آمدنی والے ملازمین ، جیسے فوڈ انسپکٹر یا اے -

ایف ۔ سی بلکہ ڈی ۔ ایف ۔ سی تک ذمہ دار ہوتے ہیں یہ لوگ ڈپو ہولڈرز سے Share لیتے ہیں اور وہ اپنے ٹرانسپورٹیشن چارجز جو انہیں کم مل رہے ہیں کی کمی بھی ناجائز ذرائع سے پوری کرتے ہیں ۔ چنانچہ وہ یہ کرتے ہیں کہ کچھ چینی وہ خود بوری سے نکال لیتے ہیں اور کچھ ڈپو ہولڈر کے نکالنے پر چشم پوشی کرتے ہیں وہاں جب گاؤں میں پہنچتے ہیں تو جتنے آدمی اس ڈپو سے راشن لینے کے حقدار ہیں ان کو ان کے حق کے مطابق چینی نہیں ملتی وہاں راشن کارڈ بھی نہیں ہیں ۔ وہاں کسی نے خود بنا رکھے ہیں یا بنانے کے لئے کئی دفعہ کہا گیا ہے لیکن ان کے راشن کارڈ بنائے نہیں جاتے اس کے علاوہ ۔ (elected body) الیکٹیڈ باڈی یا لوکل باڈی کو جو کنٹرول دیا ہے وہ بھی صرف الاٹمنٹ کا ہے میرے ضلع میں پچھلے سال رورل ایریا کے ستر ڈپو خالی تھے ، باقی اربن ایریا کو الاٹ کئے گئے ہیں ۔ اس کے بعد ہم کئی دفعہ جناب ڈی۔ ایف۔ سی۔ کو کہہ چکے ہیں کہ ابھی مزید ڈپو خالی ہوگئے ہیں اور کچھ منسوخ بھی کر دیئے گئے ہیں کیونکہ ان پر پورا کنٹرول فوڈ ڈیپارٹمنٹ کا ہے ۔ تو اس کے لئے advertisement کریں اس کی لسٹ دیں ۔ تاکہ نئے سرے سے اس کی الاٹمنٹ ہو ۔ ابھی تین تین گاؤں کو ایک ایک ڈپو پر ، دس دس میل کے فاصلے پر attach کیا ہوا ہے ۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس اشتہار دینے کے لئے پیسے نہیں ہیں ۔

ملک محمد اکبر خان ۔ جناب والا یہ ایک ڈپو کیمبل پور سعیداں کینٹ کے اندر ہے ۔ یہ ضلع کونسل کی ذمہ داری میں ہے ۔ وہاں پر ایک ڈپو ہولڈر فوت ہوگیا۔ اس کی ایک بیوہ اور چھ بچے ہیں۔ بیوہ نے ڈپو چلانے کے لئے ایک منشی رکھا اس منشی نے 8 یا 6 ماہ قبل کوئی غلطی کی اس کو پکڑوا کر اس کا ڈپو کینسل کر دیا گیا اسکے خاندان کا کوئی اور ذریعہ معاش نہ ہے چنانچہ وہ لوگ میرے پاس وفدکی صورت میں آئے میں نے متعلقہ ڈی ۔ ایف ۔ سی ، محمد شریف ڈپٹی ڈائرکٹر راولپنڈی اور دیگر متعلقہ افسران ، سب سے بات کی ۔ سارے محلے کے آدمیوں نے اس کی ضمانت دی جن میں پڑھے لکھے بھی تھے ۔ ریٹائرڈ بھی تھے فوجی آفیسر بھی تھے اور افسران سے

کہا کہ ہم لوگ اس کے ذمہ دار ہیں ، یہ ایمانداری سے راشن تقسیم کرے گا ۔ میں نے بھی دستخط کر دئیے ۔ جناب والا ۔ ان لوگوں کی روزی کا اور کوئی ذریعہ معاش نہیں تھا ۔ بیوہ اور چھ بچے بے سہارا ہیں چنانچہ ڈپٹی ڈائرکٹر راولپنڈی محمد شریف نے میرے ساتھ وعدہ کیا کہ ٹھیک ہے میرے پاس ان کے کاغذات وغیرہ بھیج دیں لیکن کوئی ایک ماہ کے بعد ڈی ۔ ایف ۔ سی ۔ کے پاس ایک چٹھی آ گئی جس میں یہ لکھا تھا کہ تم اس کی انکوائری کرکے اس معاملے کی رپورٹ کرو ۔ جناب والا ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا تو پھر کوئی باقاعدہ رول نہ ہوا اور ہمارا کوئی فائدہ نہ ہوا میں یہ گزارش کروں گا کہ جناب وزیر خوراک صاحب کو اپنا محکمہ درست کرنے کی طرف توجہ دینا چاہئے ۔ یا تو ہمیں کوئی اختیارات نہیں دینے چاہئے محکمہ جس کو چاہے ڈپو الاٹ کرے جس کو چاہے نہ کرے ، پھر ہمیں کیوں بدنام کرتے ہیں ۔ یعنی جب ہم ایک بے سہارا کی مدد ہی نہیں کر سکتے ہیں ،

اس کی دو وقت کی روٹی کا ذریعہ بھی واپس نہیں دلا سکتے تو پھر ہمارا کیا فائدہ ہے ۔ تو جناب والا ۔ یہ حالات ہیں ۔

کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل (وائس چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی) ۔ جناب والا ۔ باتیں تو سبھی شکل میں ہو چکی ہیں تو میں صرف یہ عرض کروں گا کہ ہمارے وزیر خوراک صاحب نے یہ جو بتایا ہے کہ ہمارے 650 روپے تنخواہ پانے والے ملازمین نے بہت کام کیا ہے ۔ اور اتنی گندم خرید کی ہے ۔ جناب والا ۔ میں ساہیوال کا سکونتی ہوں ، میرے مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ وہاں پر محکمہ خوراک کا ہر ملازم کار رکھتا ہے ۔ وہ تنخواہ تو 650 روپے ماہانہ لیتے ہیں لیکن کس طرح maintain کرتے ہیں میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں ۔ جناب یہ دیکھیں کہ یہ کیسے کاریں رکھتے ہیں ۔

دوسری بات جناب والا گاؤں میں ڈپو الاٹ کرنے کی ہے ۔ جھگڑوں کے متعلق بات ہوئی ۔ ہم بھی الاٹ کرتے ہیں ۔ ساہیوال میں میرے خیال

میں جتنی سیاسی پارٹیاں ہیں اتنے ڈپوؤں کی اجازت دے دی جائے تو اس میں گورنمنٹ کا کیا حرج ہے ۔ نہ تو کوئی پارٹی بچے گی نہ کوئی جھگڑے والی بات ہو گی ۔ ایک گاؤں میں اگر چار پارٹیاں ہیں تو چاروں کو ڈپو الاٹ کر دیں اگر پانچ پارٹیاں ہیں تو پانچ کو ڈپو الاٹ کر دیں ۔ تو جھگڑے والی بات نہیں رہے گی ۔

سردار فضل احمد خان لنگاہ (چیئرمین ضلع کونسل بہاولنگر) ۔ جناب والا ۔ جہاں تک سردار صاحب کی کارکردگی کا تعلق ہے میں اس کا معترف ہوں اور اس کی تعریف کرتا ہوں ۔ میں صرف چند امور کی نشاندہی کروں گا جو کہ محکمہ کی بہتری کے لئے ہیں ۔ بہر حال اس سے تھوڑا سا ہٹ کر بھی عرض کروں گا ۔ کسی صاحب نے فرمایا ہے کہ ڈپو بند کر دیئے جائیں کیونکہ آٹا خراب ہے جہاں تک آٹے کی کوالٹی کا تعلق ہے تو اس سے میں کسی حد تک اتفاق کرتا ہوں لیکن ڈپو بند کر جانے والی تجویز سے میں اتفاق نہیں کرتا گو یہ سرکاری ڈپو بند کر دیئے گئے تو پھر یہ سب کچھ ایک مڈل مین کے پاس آ جائے گا ۔ competition (مقابلہ) نہیں رہے گا اور middle man اپنی مرضی کے rates مقرر کرے گا اور پھر کوئی گارنٹی نہیں کہ وہ آٹا اچھا بھی رہے یا نہ ۔ محکمہ کی کارکردگی کے متعلق جو تھوڑی سی عرض ہے اس کے متعلق مجھے امید ہے کہ سردار صاحب قابو پا لیں گے ۔ وہ یہ ہے کہ فوڈ گرین انسپکٹر کے پاس اتنے اختیارات ہیں کہ وہ لاکھوں روپے کی پے منٹ payment خود کر دیتا ہے ۔ اس ضمن میں میرے نوٹس میں جو چیز آئی ہے وہ میں Deputy Director Food, Bahawalpur کے نوٹس میں بھی لایا ہوں تاکہ اس کا بندوبست کیا جائے ۔ ہوتا یوں ہے کہ ان انسپکٹر صاحبان کے پاس powers ہوتی ہیں اور جتنا پیسہ وہ طلب کریں ان کو مل جاتا ہے ۔ تو یہ کچھ اس طریقہ پر کرتے ہیں کہ two rates پر یا damaged (خراب شدہ) گندم خرید لیتے ہیں اور سودا بازی کر کے اچھی گندم کی خرید کا سودا ظاہر کر دیتے

ہیں ۔ اور کچھ یہ بھی ہے کہ بوریوں کی شکل میں انسپکٹر تبدیل کر دیتے ہیں ۔ اس قسم کی کارکردگی انسپکٹر کرتے ہیں ۔ اس کے بعد جو بہاولپور میں ہو رہا ہے اس کی نشاندھی کروں گا ۔ یہ لوگ ریکارڈ maintain نہیں کرتے ۔ اس محکمہ کی حیثیت ایک تجارتی ادارے کی سی ہے ۔ تو اس میں ساکھ کی بات ہوتی ہے ۔ ساکھ کا اس کے ساتھ بہت تعلق ہے جیسے جناب والا ۔ اب پاسکو PASCO کے پاس کوئی نہیں جاتا ۔ خدا نخواستہ اگر محکمہ خوراک کی ساکھ تھوڑی سی بگڑ گئی تو محکمہ خوراک کے پاس بھی کوئی نہیں جائے گا ۔ ہوتا یہ ہے جناب والا ۔ کہ growers جو ہیں ۔ جہاں کہیں بھی ان کے centres سینٹرز ہیں وہاں پر جا کر ان کے پاس 100/200, یا 400/500 بوری رکھ دی ۔ وہاں پر جو چوکیدار ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ ٹھیک ہے آپ کی بوریاں آ گئیں ۔ یا انسپکٹر کہتا ہے اتنی بوری آ گئی ہے بعد میں وہ اس کو dispose of کر دیتا ہے ۔ بہاولپور میں ایسا ہوا ہے جو کہ میں ڈپٹی ڈائریکٹر کے نوٹس میں بھی لایا ہوں ۔ یہ حاصل پور کا واقعہ ہے جو کہ تقریباً 500/700 بوری کا ہے ۔ متعلقہ اہلکاروں کو ریکارڈ میں ھی نہیں لائے بلکہ دوسری جگہ اس کو dispose of کر دیا اور چند غلط نام اور فرضی ناموں پر payment کرا لی ۔ تو اس بارہ میں میری یہ submission ہے کہ اگر یہ مناسب سمجھیں تو رقم موقع پر نہ دی جائے بلکہ رقم کی ادائیگی کے اختیارات بڑے افسروں کے پاس ہوں ۔ گو اس طریق کار سے زمیندار کو تھوڑی سی تکلیف ہو گی لیکن حالات کی بہتری کے لئے ضروری ہے بہر حال یہ انہیں خود examine کریں ۔ میرے خیال میں یہ اختیارات .D. F. C یا کم از کم تحصیل لیولہ پر .A. F. C کے پاس ہونے چاہیئے تاکہ چیک ہو سکے ۔ کہ یہ لوگ پیسہ غلط طریقہ سے نہ کما سکیں ۔ اور لوگوں کے اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچے ۔

اس کے بعد جناب والا ۔ میجر صاحب نے جو ٹیوز کے متعلق بات کی ہے اس سلسلہ میں میں کچھ عرض کروں گا کہ میں خود ھی چیئرمین

ضلع کونسل ہوں اور میرا خیال ہے کہ ہمارے پاس powers اختیارات ہیں وزیر قانون صاحب جو یہاں تشریف فرما ہیں ، ان اختیارات کے متعلق مزید وضاحت فرما دیں گے ۔ بورڈز کے پاس الاٹمنٹ کی اور cancellation کی پاورز ہیں ۔ اس لحاظ سے آپ allot بھی کر سکتے ہیں اور cancel بھی کر سکتے ہیں ۔ اور جو ڈپو vacate ہو گئے ہیں ۔ آپ چیئرمین ہیں ان کے متعلق آپ آرڈر دے سکتے ہیں کہ مشتہر کرایہ جائے اور اس کے بعد آپ مزید اقدامات کر سکتے ہیں ۔

ایک تھوڑا سا مسئلہ اور ہے جناب والا اکثر یونٹ جو ہیں ان کی limit ہے مثلاً یہ کہ کم سے کم ایک ہزار یونٹ ہو اور زیادہ سے زیادہ چارہزار یونٹ سے کم نہ ہوں ۔ ورنہ ڈپو قائم نہیں ہو سکتا ہے ۔ اور نئے ڈپوز کی الاٹمنٹ کی جو پاورز ہیں وہ تو گورنمنٹ کے پاس ہے اور ہمیں تو خوشی ہے کہ نئے ڈپوز کی الاٹمنٹ کی پاورز گورنمنٹ کے پاس ہو ۔ بے شک یہ اختیارات ان کے پاس رہیں لیکن اتنا ضرور ہو جائے کہ مثال کے طور پر اگر چار چکوک کی آبادی چار ہزار یا تین ہزار یونٹ پر مشتمل ہو تو ان کو دو حصوں میں برابر تقسیم کر سکتے ہیں یعنی Bifurcation کر سکتے ہیں ۔ تو ہم ان کو تقسیم کر لیں ۔ اس سے جناب یہ فائدہ ہو گا کہ ڈپوؤں کی تعداد بڑھ جائے گی لیکن یونٹ زیادہ نہ ہوں گے بلکہ لوگوں کو راشننگ کی سہولت مل جائے گی اور اس طرح سے پارٹی بازی بھی ختم ہو جائے گی ۔ Distribution میں بھی فائدہ ہو گا ۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ bifurcation کی اجازت دے دینی چاہیئے ۔

جناب گورنر ۔ اب ذرا دو دو ، تین تین منٹ کا وقت محدود کر لیں کیونکہ ہم نے اس کو آج ختم کرنا ہے ۔

چوھدری ہارون الرشید تھہیم ۔ جناب والا ۔ میں یہ بحیثیت کاشتکاروں کے نمائندہ ، گندم ، چاول اور گنے کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں البتہ دالوں کے متعلق میں کچھ نہیں کیوں گا کیونکہ

ان پر پنجاب گورنمنٹ کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔ ان کا کنٹرول (PASCO) کے پاس ہے ۔ ان کی تو صرف منت کی جا سکتی ہے کہ جو کچھ ہے وہ باہر نکالیں ۔

جناب والا جہاں تک گندم اور مونجی وغیرہ کا تعلق ہے یہ ہماری 21 سال کی بگڑی ہوئی بات ہے تھوڑے عرصہ میں کیسے ٹھیک ہو سکتی ہے ۔ اور یہ جو آپ نے وزارتیں بنائی ہیں ان کو ابھی ڈیڑھ سو دن بھی پورے نہیں ہوئے اس کے متعلق گذارش یہ ہے کہ ہمارے جو مونجی اور گندم کے علاقہ ہیں وہاں پر اب یہ شہرت عام ہے کہ وزیر خوراک بہت سخت آ گئے ہیں ۔ یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ ہمارے علاقہ کے محکمہ خوراک کے جو بگڑے ہوئے اہل کار تھے اب وہ یہ کہتے سنے گئے ہیں کہ ہمارے اوپر بڑا سخت وقت آ گیا ہے کیونکہ ہمارا وزیر بہت سخت ہے ۔ اس ضمن میں ۔ میں آپکو یہ بھی بتادوں کہ میں وزیر صاحب کی شکل بھی نہیں جانتا تھا اور یہاں میں نے کسی اور صاحب سے بھول کر پوچھا کہ آپ وزیر خوراک ہیں ؟ مجھے تو اب پتہ چلا ہے کہ کون وزیر خوراک ہیں ؟ جو باتیں میں نے کی ہیں وہ اسلئے نہیں کہ میری ان سے کوئی واقفیت ہے یہ بات ہر گز نہیں ہے ۔ میں اس پر ان کا شکر گزار ہوں اور آپ کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ اب حالات ایک دم بدل رہے ہیں ۔ محکمہ خوف زدہ ہے اور اب وہ یہ کہتے ہیں کہ فوراً انفورسمنٹ والوں کو بھیج دیا جاتا ہے یہ کہ وہ تو مجبور ہو گئے ہیں ۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ جس قابلیت اور ہوش مندی کے ساتھ خوراک کے وزیر نے رپورٹ پیش کی ہے ، بڑا دل خوش ہوا ہے ان کو دعائیں دینی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو مزید بھاگ دوڑ کرنے کا موقع عطا فرمائے ۔

ایک معزز ممبر ۔ جناب والا زمینداروں کی اجناس پر کنٹرول ہے لیکن یہی زمیندار اگر بازار سے کپڑا خریدنے کے لئے جاتے ہیں تو اس پر

کوئی کنٹرل نہیں ہوتا تو جناب والا میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ گندم کپاس اور مونجی کی قیمت پر کنٹرول ہٹا کر بھی دیکھیں کہ اس کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

جناب لیاقت علی ملک (مظفر گڑھ) - جناب چیئرمین میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ہمیں بتایا ہے کہ پنجاب میں خوراک کی پیداوار خدا کے فضل و کرم سے کافی بڑھ گئی ہے لیکن میں ان سے یہ پوچھوں گا کہ کیا تقسیم کا طریقہ کار پر بھی کیا گیا ہے کیونکہ میرے علم کے مطابق ڈسٹرکٹ مظفر گڑھ کو ابھی 1972ء کی مردم شماری کے مطابق ہی چینی اور باقی چیزیں مل رہی ہیں۔

جناب گورنر - دوستو ابھی تو 1981 کی مردم شماری کے رزلٹ بھی نہیں آئے۔

جناب لیاقت علی ملک - جناب والا میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہمیں کوٹہ 1972ء کے مطابق بھی نہیں مل رہا اور اب آبادی مزید بڑھ گئی ہے۔

جناب گورنر - بھائی میں نے کل بھی آپ سے عرض کیا تھا اور آپ آج پھر دھرا رہے ہیں میں نے کہا ہے کہ ابھی تک 1981 کی مردم شماری کے رزلٹ نہیں نکلے ہیں ؟

جناب لیاقت علی ملک - جناب والا اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ چینی پورے لوگوں کو نہیں مل رہی ہے اسی وجہ سے میں گزارش کر رہا ہوں۔

جناب گورنر - ٹھیک ہے۔

جناب لیاقت علی ملک - اندازہ یہ ہے کہ آبادی بڑھ گئی ہو گی۔ اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف نے چینی کی کوالٹی کو بھی کبھی دیکھا ہے ؟ کیونکہ ہمارے ڈسٹرکٹ میں ڈھوون

پر جو چینی فراہم کی جا رہی ہے وہ سفید ہونے کی بجائے سیاہ ہے اس سلسلہ میں ہم میونسپل کمیٹی مظفرگڑھ کی طرف سے ایک قرار داد بھی پاس کر کے جناب وزیر موصوف کی خدمت میں بھیج چکے ہیں۔ یہ معلوم نہیں ہے کہ اس پر کس حد تک عمل درآمد ہو رہا ہے۔ تیسری گزارش یہ ہے کہ میں ان سے راشن کارڈوں کے سلسلہ میں پوچھنا چاہوں گا کہ ان کے بنانے پر کوئی پابندی عائد کی ہوئی ہے۔ کیونکہ مقامی انتظامیہ کے لوگ کہتے ہیں کہ راشن کارڈ پر پابندی ہے۔ پچھلے دنوں میں نے ڈائریکٹر فوڈ صاحب سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ کوئی پابندی نہیں ہے اس لئے میں جناب وزیر موصوف سے اس کی وضاحت چاہوں گا۔

چوہدری انور علی چیمہ (سرگودھا) ۔ جناب والا میں تو صرف اتنا ہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ راشننگ کی ضرورت تو اس وقت ہوتی ہے جب کسی چیز کی کمی ہو۔ اب وزیر موصوف صاحب نے فرمایا ہے کہ ہمارے پاس گندم وافر مقدار میں موجود ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب راشننگ کی کیا ضرورت رہ گئی ہے اور یہ بازار میں کھلی ہونی چاہیے۔ ایسا کرنے سے ڈپوں پر جھگڑا نہ ہو گا اور لوگ گندم لیکر اپنی مرضی سے پسوا لیا کریں گے یا آٹا پرائیویٹ ملوں سے لے لیا کریں گے۔ اگر آپ نے ڈپو رکھنے ہی ہیں تو پھر نواب زادہ صاحب کی بات پر مجھے بہت زیادہ افسوس ہوا ہے کہ چینی کے ڈپو ختم کر دیئے جائیں۔ ہمارے دیہاتیوں کے ساتھ پہلے کیا کم ظلم ہو رہے ہیں کیونکہ گڑ ہم ویسے ہی نہیں بنا سکتے جب کہ سارا سال ہم کماد پر محنت کرتے رہتے ہیں۔ چینی کے سلسلہ میں ہمارے دوہرا ظلم ہو رہا ہے ایک تو یہ کہ ہمیں پہلے ہی مہینہ میں ایک دفعہ کوٹہ ملتا ہے اور شہریوں کو دو دفعہ ملتا ہے اِدھر نواب صاحب کی یہ تجویز ہے کہ وہ بھی ختم کر دیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر کسی کے جسم میں پھوڑا نکل آئے تو یہ کبھی نہیں سنا کہ اس کا بازو ہی کاٹ دیا جانے چاہیے تو یہ تھا کہ اس کا علاج کیا جائے

کسی حکیم کے پاس جایا جائے تاکہ بازو ہی کاٹ دیا جائے ۔ تو اس بارے میں ہمیں تکلیف ہے نقصان ہو رہا ہے جھگڑے ہو رہے ہیں تو اس کا حل تلاش کیا جائے ۔ اگر ہمیں چینی تھوڑی ملتی ہے تو اسے زیادہ کر دیا جائے یا یہ کہ ہر دیہات کو علیحدہ ڈپو دے دیے جائیں تو اسطرح جھگڑے بڑی آسانی سے ختم ہو سکتے ہیں ۔ پچھلے ڈیڑھ سال سے سب سے زیادہ ظلم کاشت کار کے ساتھ ہو رہا ہے آپ دیکھ لیں کہ سارے ملک کے لئے غلہ کاشت کار اگاتے ہیں اور خود دانے دانے کے لیے ترستے ہیں - سارے ملک کے لیے کپڑا پیدا کرتے ہیں اور ہمارے کپڑے ہمیشہ پھٹے ہوئے ہوتے ہیں -

نوابزادہ مظفر علی خان (گجرات) : جناب والا ! فاضل ممبر آپ کی بات کو contradict کر رہے ہیں انہوں نے فرمایا ہے کہ جب چینی وافر ہے تو گندم وافر ہے تو راشننگ کی کیا ضرورت ہے ؟

چوہدری انور علی چیمہ - جناب والا وزیر موصوف کے الفاظ ہیں کہ چینی وافر مقدار میں موجود ہے میں تو کہتا ہوں کہ کم ہے اور ہمیں ملتی نہیں ہے ۔ میں تو وزیر موصوف سے درخواست کر رہا تھا کہ اگر چینی وافر مقدار میں موجود ہے تو ہمیں ملتی کیوں نہیں ؟ کھلے بازار میں چھوڑ دیں ، بازار سے لے لیا کریں گے ۔ میں تو نہیں کہتا کہ وافر مقدار میں ہے ، میں تو کہتا ہوں کہ تنگی ہے ۔ ہمیں تو گڑ نہیں ملتا ، چینی کہاں سے ملے گی ۔ اور یہ نواب زادہ صاحب خواہ مخواہ بیچ میں بول پڑتے ہیں ۔

جناب گورنر - آپ مجھ سے بات کریں ہم سے کوئی ناراضگی تو نہیں ہے ؟

چودھری انور علی چیمہ - جناب والا میں تقریر شروع کرنے سے پہلے یہ سوچ رہا تھا کہ ہم سوال کریں گے اور وزیر موصوف جواب دیں گے ۔ اور آج یہاں ہو یہ رہا ہے کہ ایک نے بات کی اور دوسرے نے

نے جواب دے دیا مجھے تو یوں لگ رہا ہے کہ آج آپس میں سوال جواب ہو رہے ہیں ۔

جناب گورنر ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔

چوہدری انور علی چیمہ ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جب ہم اتنے مظلوم ہیں تو اس کا کوئی حل کیوں نہیں نکالا جاتا ؟ یہ ہمارے ساتھ بہت ظلم ہو رہا ہے آپ دیکھیں ایک درزی کپڑا سیتا ہے تو اس کی قیمت اپنی مرضی سے مقرر کر لیتا ہے ، کوئی اور کاریگر ہے تو وہ بھی اپنی مرضی سے قیمت مقرر کر لیتا ہے ہم تو اپنی قیمت بھی مقرر نہیں کرسکتے ۔ ہم بھی تو اجناس خود پیدا کرتے ہیں ، جب سب لوگ اپنی قیمت خود مقرر کرتے ہیں ہمیں بھی تو کچھ نہ کچھ حق ملنا چاہیئے ۔

جناب گورنر ۔ کبھی کبھی سرجن کے پاس بھی تو جانا ہوتا ہے ۔

چوہدری انور علی چیمہ ۔ سرجن کے پاس جانا پڑتا ہے تو سرجن کی بات بھی میں کر دوں میں ایک چھوٹا سا واقعہ آپ کے سامنے پیش کر دیتا ہوں ۔ پندرہ بیس سال پہلے کا واقعہ ہے کہ ہمارے گاؤں کے نزدیک کوئی ہسپتال نہیں تھا ۔ ڈی ۔ ایچ ۔ او صاحب تشریف لائے اس وقت میں چھوٹا سا ہوتا تھا ، وہ پوچھنے لگے کہ "یہاں کوئی ہسپتال ہے ؟" ایک بزرگ تھے ، خدا انہیں جنت نصیب کرے ، تو وہ کہنے لگے " ہسپتال کیا ہوتا ہے ؟" ہیلتھ افیسر صاحب نے کہا "جب آپ بیمار ہوتے ہیں تو کیا کرتے ہیں ؟" تو اس بزرگ نے کہا کہ "جب کوئی بیمار ہوتا ہے تو ہم کسی پکڑتے ہیں اور قبرستان کی طرف چلے جاتے ہیں ۔ اس نے پوچھا "اس کا کیا مطلب ؟" تو انہوں نے جواب دیا "جب آدمی بیمار ہوتا ہے تو اس نے مرنا ہی ہوتا ہے ۔ دفن کر دیتے ہیں ہم وقت کیوں ضائع کریں ۔ یہ بالکل سچا واقعہ ہے اور یہ ہمارے ہاں بہت مشہور ہے ۔ آپ معلوم کر سکتے ہیں ، اس علاقہ کا نام شاہ غریب ہے ، تھانہ بھی یہاں بنا ہوا ہے ۔ تو جناب والا سرجن کا ہمیں تو پتہ ہی نہیں کیا ہوتا ہے ، وہ تو

یہاں کبھی لاہور میں آتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ کوئی سرجن بھی ہوتا ہے ۔ وہاں تو حالت یہ ہے ۔

چوھدری عبدالرشید (وائس چیرمین ضلع کونسل ، بہاولپور) ۔ جناب صدر ۔ میں آپ کے توسل سے وزیر خوراک کی خدمت میں ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ شوگر ملز کا ایک زون ایریا ہوتا ہے جس سے وہ شوگر کین حاصل کرتے ہیں تو ہوتا یہ ہے کہ شوگر ملز والے یا شوگر کمشنر بغیر لوٹس کے زون ایریا کو بڑھا دیتے ہیں ۔ جہاں تک زون ایریا کو بڑھانے کا تعلق ہے تو شاید اس کی ضرورت ہوتی ہوگی تو وہ بڑھتا ہے ۔ البتہ میرے علم میں ایک اور بات یہ ہے کہ جہاں ان کو شوگر کین کی ضرورت ہوتی ہے اور ان کا مطالبہ ہوتا ہے ۔ کہ شوگر کین ملز میں پہنچنی چاہیئے ۔ وہاں انہیں اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ شوگر کین حاصل کرنے کے لئے جو کاشتکاروں کو بنیادی سہولتیں درکار ہیں وہ مہیا کی جائیں ۔ مثلاً سب سے بنیادی سہولت کنڈے کی ہے ۔ لو ہوتا یہ ہے کہ تیس تیس چالیس چالیس میل کے فاصلے پر ملز کنڈا مہیا نہیں کرتی ۔ اس ضمن میں ضلع کونسل بہاولپور نے ایک مرتبہ نہیں بلکہ دو تین مرتبہ اپنی قراردادیں پاس کر کے متعلقہ حکام کے پاس بھجوائیں مگر آج تک اس کا کوئی جواب موصول نہیں ہو سکا ۔ میں یہ بہاولنگر شوگر ملز کے سلسلے میں بات کر رہا ہوں ۔ یہ شوگر ملز چشتیاں میں واقع ہے اور یہ بہاولنگر کی ایک تحصیل ہے اور یہ ایریا جس کا میں ذکر کرتا ہوں ضلع بہاولپور اور تحصیل حاصل پور کا ایریا ہے ۔ زون ایریا شوگر مل کے پوائنٹ سے 25 میل Radius میں ہے ۔ جس میں تحصیل حاصل پور کا کافی ایریا آتا ہے ۔ مگر بدقسمتی یہ ہے کہ کسان کو گنا دینے کے لیے وہاں پر کنڈا نہیں دیا جاتا ۔ ملز انتظامیہ اس بات میں Interested نہیں ہے کہ وہاں پر کنڈا لگایا جائے ۔ تو اس سلسلے میں گزارش وں گا کہ کسانوں کی تکلیف کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر غور فرمایا جائے ۔

بعض باتیں ایسی ہیں جن سے سب صاحبان آگاہ نہیں ہوتے ۔ اس لئے ایسی قیاس آرائی جس کے بارے میں علم ہی نہ ہو تو میرے خیال میں

مناسب ہی نہیں ہے ۔ چاہے وہ کسی لیول پر کیوں نہ ہو رہی ہو ۔

دوسری میری گزارش یہ ہے کہ فوڈ ایکٹ کے تحت غالباً جو ملز زون ایریا ہے اس میں جناب والا کاشتکار کو اپنی کاشت کا 02 فیصد حصہ اپنی ضرورت کے لیے رکھ کر باقی ملز کو دینا ہوتا ہے ۔ تو اس ضمن میں جناب والا ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ کاشتکار جس کی بہت تھوڑی Holding (تھوڑا رقبہ) ہے ۔ اور اس میں اس نے ایک ایکڑ تک گنا کاشت کیا ہوا ہے ۔ تو آپ اس سے اندازہ لگائیے کہ اس کا 20 فیصد تقریباً تیس یا بتیس مرلے کے قریب بنتا ہے تو اس تیس بتیس مرلے میں اس خاندان کی گزر اوقات کیا ممکن ہے اور بتایا ایسے compulsorily (لازمی طور پر) ملز کو دینا پڑتا ہے ۔ اس لیے اس سلسلہ میں میری یہ submission (گزارش) ہوگی کہ اگر از راہ کرم وزیر خوراک اس پر غور فرمالیں کہ ایسے کاشتکار جن کی کم از کم ایک ایکڑ تک کاشت ہو اس کو اس حد سے مستثنیٰ قرار دیا جائے ۔ اور آپ اپنا ایکٹ لاگو کیجئے ۔ مہربانی ہوگی ۔

مسٹر سراج قریشی (نامزد) ۔ جناب عالی ۔ محترم خورشید صاحب نے ذخیرہ اندوز اور ناجائز منافع خور تاجروں کی مذمت کی ہے ۔ میں بھی اس سے متفق ہوں لیکن تمام تاجر اس طرح کے نہیں ہیں ۔ صرف تاجروں میں ہی نہیں بلکہ معاشرے کے ہر طبقہ میں کالی بھیڑیں موجود ہیں ۔ محب وطن تاجروں نے ہمیشہ ناجائز منافع خور تاجروں کی مذمت کی ہے ۔ اور مہنگائی ختم کرنے کے لیے حکومت کے اقدامات کا ساتھ دیا ہے اور اب بھی دیں گے ۔ جناب والا ۔ میں محترم وزیر خوراک اور وزیر زراعت کا ممنون ہوں کہ انہوں نے مہنگائی سے تنگ آئے ہوئے عوام کی مشکلات کا احساس کرتے ہوئے تاجروں کے ساتھ طویل اجلاس کیا اور انہیں فوری طور پر دالوں کے نرخوں میں ایک روپیہ کلو کم کرنے کا ارادہ کیا اور ساتھ ہی ساتھ دالوں کی قیمت پر کنٹرول ختم کرکے اچھا فیصلہ کیا ۔ اس فیصلہ کی وجہ سے اور دالوں کی فری لسٹ پر درآمد کی وجہ سے چند روز میں

بعض دالوں کے نرخ میں سوا دو روپے فی کلو کی کمی ہوگئی ہے اور مارکیٹ میں دالوں کا ذخیرہ ظاہر ہو رہا ہے ۔

جناب گورنر ۔ یہ exprience والے بتا رہے ہیں کہ یہاں written speeches پڑھی نہیں جاتی ۔

مسٹر سراج قریشی ۔ ٹھیک ہے ۔ جناب والا ۔ میں جناب وزیر خوراک کا اس بات سے بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے جمعہ بازاروں میں محکمہ خوراک کے آٹے کی سپلائی کے آڈر دے دئیے ہیں ۔ اس سے بھی عوام کو سہولت ہو گی ۔ میں اس بات پر بھی شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

جناب گورنر ۔ آئیے جناب وزیر خوراک صاحب ۔

وزیر خوراک کی جانب سے محکمہ کی کارکردگی کے بارے میں بحث کا جواب

وزیر خوراک (سردار رفیق حیدر خان لغاری) میرے فاضل دوست صاحب نے فگرز کے بارے میں معلوم کرنا چاہا تھا کہ جو فگرز میں نے اپنی تقریر میں quote کی (بتلائی) گئی ہیں وہ کسی حد تک درست نہیں آپ کے خیال کے مطابق ، جبکہ ہمارے پاس صرف 15 لاکھ ٹن کی capacity (گنجائش تھی تو پھر 16 لاکھ اور کچھ ہزار ٹن والی بات درست نہیں ۔ تو اس ضمن میں ، میں شیخ صاحب کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرتا ہوں کہ جتنے (اعداد و شمار) فگرز میں نے اپنی تقریر میں دئے ہیں ۔ وہ سو فیصدی صحیح ہیں ۔ اور اس میں کسی قسم کا مغالطہ نہیں ہے ۔ جس طرح میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ ہم نے Bulk سٹوریج کی ہے اور Bulk سٹوریج میں یہ ہوتا ہے کہ capacity (گنجائش) سے کہیں زیادہ اس میں اجناس سما جاتی ہے ۔ کیونکہ یہ دھڑوں کے حساب سے کمروں میں بھر دی جاتی ہے اور بیچ میں سے Bags کو نکال لیا جاتا ہے ۔ صرف اس کو دھڑوں کے حساب سے dump کر دیا جاتا ہے ۔

ایک دوست نے wheat procurement کے بارے میں فرمایا

کہ اس میں کچھ بے ضابطگیاں ہوئیں اور کچھ mal practices بھی ہوئیں ۔ جس طرح میں نے پہلے بھی عرض کی تھی کہ اس کے بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا اور میرے اپنے علم میں ہے کہ بعض بے ضابطگیاں ہوئیں اور میں نے ان کا سخت محاسبہ کیا اور کافی لوگوں کے خلاف ایکشن لیا ۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے عوامی نمائندں کو یہ پاورز (اختیارات) دی تھیں اور ضلع کونسل کے چیئرمین حضرات کو نیز چیئرمین مرکز کونسل کو بھی ہم نے تحریری طور پر بھجوایا جس میں ان کو یہ درخواست کی کہ وہ اپنے ممبران کو ہمارے behalf پر کہیں کہ وہ ہمارے procurement centres چیک کریں اور اگر کسی قسم کی بھی بدعنوانی ہو وہ ہمارے علم میں لائیں تاکہ اس کا سد باب کر سکیں ۔ میں نے پورے پنجاب کا چکر لگایا تھا کیونکہ جہاں آفیسرز جاتے ہیں یہ ضروری نہیں کہ وہاں سے کوئی چیز trace-out ہو کیونکہ جس قدر آپ لوگ ہماری رہبری کر سکتے ہیں اور کوئی نہیں کر سکتا تو اس سارے procurement season میں سوائے اکا دکا کیس کے میرے پاس کسی صاحب کی کوئی شکایت نہیں آئی ۔ اس کے باوجود اگر ان کے پاس کوئی اس قسم کی معلومات ہیں تو میں انہیں خوش آمدید کہتا ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس سلسلے میں میری رہبری کریں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان (اٹک) جناب وہ لیٹر ہمیں نہیں ملے ۔

وزیر خوراک ۔ نہیں جناب ۔ وہ سب کو جا چکے ہیں اور یہ میرے علم میں ہیں کیونکہ جب میں چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل تھا تو یہ اس وقت بھی تھے ۔

جہاں تک ریٹ کا تعلق ہے تو میرے ایک دوست جنہوں نے Wheat Procurement کی بات کی تھی ، نے بتایا کہ کسانوں کو وہ ریٹ جیسے

گورنمنٹ کی طرف سے low rate کہا جاتا ہے اور جس کے بارے میں ہم نے assurance دی تھی کہ یہ ریٹ ہر کسان کو ملے گا ، وہ بعض جگہ پر نہیں ملا - میرے علم میں بھی یہ بات آئی اور جس طرح میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اس کی وجہ آپ صاحبان تھے اور اس میں کچھ کمزوری یوں رہی کہ ہمارے سنٹرز تھوڑے تھے اور لوگوں کو بیس بیس ، پچیس پچیس میل سے سفر کرکے ہمارے سنٹرز تک آنا پڑتا تھا اور جس طرح آپ کو معلوم ہے کہ چھوٹے زمینداروں کے پاس اتنے وسائل نہیں ہوتے کہ وہ اپنی پیداوار سنٹر تک لا سکیں - تو اس کے بارے میں ہم نے جناب گورنر صاحب کو رپورٹ Submit کی ہے کہ ہمیں اجازت دی جائے کہ اگلے سال آٹھ سے دس میل Radius کے اندر ایک سنٹر کو ہم لازمی قرار دیں تاکہ کسان بآسانی اپنی گندم وہاں تک پہنچا سکے اور ہم اس کو ریٹ کی گرنٹی دے سکیں - جب دورے پر جائیں تو کسانوں کو میری طرف سے یہ گزارش کریں کہ وہ اپنی پیداوار کو پانی کے بھاؤ مت بیچیں اور ہم ان کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ آخری دانے تک حکومت پنجاب خرید کرے گی - تو اس کا یہ نتیجہ ہے کہ آج تک ہماری Procurement چل رہی ہے -

ہم نے انہیں کہا تھا کہ براہ مہربانی آپ سستے داموں اپنی پیداوار نہ بیچیں کیونکہ اس وقت کپاس کی بوائی ہو رہی ہوتی ہے - انہوں نے اپنے rights کو سستے داموں بیچ دیا - آڑھتی کے پاس اپنا حق خود بیچا - اس میں میں کچھ نہیں کر سکتا - میری ابھی بھی ان سے یہی گزارش ہو گی کہ آئندہ کے لیے وہ ہمیں خدمت کا موقع دیں -

میرے ایک دوست نے راشن ڈپوؤں کی بات کی اور ان کی کچھ خرابیوں کی بات کی - کل ہماری سبجیکٹ کمیٹی میں بھی یہ مسئلہ اٹھا تھا - جتنے راشن کارڈ اسوقت دیہی علاقوں میں اور جتنے راشن کارڈ اس وقت شہری علاقوں میں جاری کر رکھے ہیں ان کی بنیاد پر آج جو ہم ان کو کمیشن دیتے ہیں اس کی بنیاد کے اوپر calculate (شمار) کرکے بتایا -

بحث کا جواب

اس کے اعداد و شمار میرے پاس ہیں ۔ اگر آپ کو بتانا شروع کروں تو کچھ وقت لگ جائے گا ۔ اس کا نتیجہ جو ہم نے نکالا ہے وہ یہ ہے کہ سرسری اندازہ کے مطابق 825 روپئے ایک شہری ڈپو کی الکم ہے ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ آج کے زمانے میں ایک کاروباری آدمی کے لیے 825 روپئے میں گزارہ کرنا مشکل ہے ۔ تو یہ بات آپ کو بتانے کی کوشش کر رہا تھا کہ کل جب یہ ایشو آیا کہ الاٹمنٹ بورڈ کو نئے ڈپو creates کرنے کی پاورز دی جائیں تو کل بھی میں نے وہاں یہ گزارش کی تھی اور آج پھر آپ کے سامنے یہ گزارش کر رہا ہوں کہ ان اعداد و شمار کے بتانے سے میری مراد یہ ہے کہ اس وقت اوسطاً فی ڈپو شہر میں ۳۲۵ یا ۳۳۰ راشن کارڈوں پر چل رہا ہے اور ۵۰۰ کارڈ ابھی تک کسی کے پاس نہیں ہیں ۔ یہ سب پنجاب کی اوسط آپ کو بتا رہا ہوں ۔ اگر اس سے مزید کم کر دیں یا اس میں مزید کوئی اور تبدیلی لے آئیں تو سوائے اس کے کہ جو راشن ڈپوؤں کا کام کرتے ہیں ان کو یہ اجازت دیں گے (غیر سرکاری طور پر یہ اجازت ہی ہو جائے گی) کہ وہ اس میں مزید Mal. Practice کریں ۔ درحقیقت ہمیں کرنا تو یہ چاہیئے کہ ان کو جائز منافع دیا جائے تاکہ وہ چینی اور آٹے میں خرد برد نہ کر سکیں ۔ اس کے باوجود جیسے پہلے بھی عرض کی تھی کہ الاٹمنٹ بورڈ بھی بن چکا ہے اور اس کو سپروائزری پاورز بھی دے دی گئیں ہیں تاکہ جہاں کہیں وہ محسوس کرتے ہیں کہ خرد برد ہوتی ہے تو وہ ڈپو کو منسوخ کر دے اور اس کی جگہ نیا ڈپو کسی اور کو الاٹ کردے اور اس کے علاوہ انکوائری کرکے اس کے متعلق ہمیں اطلاع دے تاکہ اس کو سزا دی جائے یہ سب پاورز آپ کے پاس ہیں اور آپ نے اور معاشرے نے مل کر ان کا احتساب کرنا ہے ۔ میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ آپ اس میں مزید دلچسپی لیں گے اور اس برائی کو آپ ہی بند کریں گے ۔ میرے یا میرے افسران کا ایک دفعہ چکر لگانے سے یہ کام

نہیں رکے گا جب تک عوام بیدار نہیں ہونگے اور ان کا احتساب نہیں کیا جائے گا۔

میرے ایک دوست نے دھان کی چھوٹی مشین بند کرنے کا ذکر کیا تھا میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کروں گا کہ چھوٹی مشینیں اس لئے بند کی جاتی ہیں ۔ ایک تو سٹینڈرڈ کوالٹی برقرار رکھنے کے لئے یہ بند کی جاتی ہیں وجہ یہ ہے کہ اگر باسمتی اور اری مکس کی چھوٹی مشینوں پر چھڑائی کی جائے تو ان کی کوالٹی خراب ہو جاتی ہے اس سے ٹوٹا زیادہ نکلتا ہے کونے بھی خراب ہو جاتے ہیں اور چاول اتنا پالش نہیں ہوتا جتنا مل سے ہو کر نکلتا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہاں پر جو ہم پروکیورمنٹ کی حد مقرر کرتے ہیں وہ متاثر ہوتی ہے کیونکہ چھوٹی مشینوں کے ذریعہ چاول صاف ہو کر بلیک مارکیٹنگ اور سمگلنگ کے چکر میں چلا جاتا ہے ۔ ہم انشا اللہ پالیسی بنا رہے ہیں کہ فی یونین کونسل ایک چکی کی اجازت دیں تاکہ اس علاقے کی ضروریات پوری کی جا سکیں اور اس طرح اس کا متبادل انتظام کریں تاکہ کسی کا کاروبار زیادہ متاثر نہ ہو پچھلی دفعہ کئی علاقوں میں ۔ چھوٹی مشینیں بند کر دی گئی تھیں لیکن اس دفعہ ہم یہ دیکھیں گے کہ فی یونین کونسل ایک چکی چلا دی جائے اگر اسکو کھلا کر دیا جائے تو پھر ہماری کوالٹی صحیح نہیں رہے گی ۔

جناب گورنر ۔ پوائنٹ نوٹ کر لیا ہے ۔ آپ اسکو قبل از وقت examine کر لیں ۔ آپ جلدی سے اسکو ختم کریں ۔ آپ main Points کو لیتے جائیں ۔

وزیر خوراک ۔ جناب والا جہاں تک گنے کی قیمت کا تعلق ہے اس کے بارے میں میں عرض کروں جیسا کہ میں پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں کہ گنے کی قیمت اس وقت ہم کافی اونچی دے رہے ہیں ۔ البتہ اس کو ہم بڑھا نہیں سکتے ۔ ہم نے in-direct ways سے زمینداروں کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کی ہے ۔ آئندہ سے جو شوگر کین کا کوٹا ملے گا وہ پانچ روپے کے حساب سے ملے گا اور ساتھ ہی

ساتھ ہم ملوں کو اس چیز کا پابند کر رہے ہیں (گو قانون میں پہلے بھی تھا اس دفعہ اس پابندی کو کافی واچ کریں گے) - پہلے زون ایریا کو declare کریں گے اور زون ایریا کے کسانوں سے پہلے گنا اٹھائیں گے اور اگر کسی کا گنا رہ گیا تو آفیشل (سرکاری) ریٹ پر اس علاقے کی اوسط کے حساب سے کھڑی فصل کی ادائیگی کریں گے - اور اس کے ساتھ ساتھ جو ہم نے ان کو سہولتیں دی ہیں اس سے جس حد تک منافع وہ کمائیں گے وہ 50 فیصد اسی زون پر خرچ کیا جائے گا - ان کی سڑکیں بنائی جائیں گی اور وہاں ریسرچ سنٹر بنائے جائیں گے گنے کی پیداوار بڑھانے اور زمینداروں کو راستے مہیا کرنے کے اوپر خرچ کیا جائے گا - اس دفعہ ہم نے ان کو اس چیز کا پابند کیا ہے -

جناب والا جہاں تک آٹے کی کوالٹی کا تعلق ہے میرے ایک دوست نے بڑا اچھا کیا ہے کہ ہمیں نمونہ مہیا کیا ہے اور اس کی لوکیشن بھی بتا دی تاکہ ہم اس کو تلاش کر سکیں - وہ آٹا کہاں سے آیا ہے - میں ان کو یقین دلاتا ہوں جب سے کم از کم میں آیا ہوں اس کے اوپر کافی محنت کی ہے - سپروائزری چیکنگ کی ہے - ابھی تین چار ملوں خلاف کیسز رجسٹر کئے ہیں - ان کے مارشل لا کے تحت مقدمے چل رہے ہیں - انشاءاللہ اس کو مزید بہتر کرنے کی کوشش کریں گے - اس میں آپ کا بھی ہم تعاون چاہتے ہیں کہ آپ بھی ہمیں بتاتے رہیں اور ہماری راہبری کرتے رہیں -

جہاں تک دالوں کی سپلائی کا تعلق ہے میرے ایک دوست نے آپکو خود ہی بتا دیا ہے کہ آج کے جو ریٹ ہیں وہ پچھلے تین چار دنوں سے سوا دو روپے کم ہیں - آج کے ریٹ جو اس وقت لاہور مارکیٹ میں دالوں کے چل رہے ہیں میں صرف ان کا مقابلہ کر کے تھوڑا سا آپ کو بتا دیتا ہوں - دال چنا کا نرخ آج ساڑھے نو روپے کلو ہے ۲۰ تاریخ کو سوا دس روپے تھا - دو ریٹ ہم

نے لئے ہیں اسکو ہم باقاعدہ نوٹ کر رہے ہیں کہ کتنا فرق آ رہا ہے ۔ اسی طرح دال مونگ آج آٹھ روپے پچھتر پیسے فی کلو ہے 20 تاریخ کو یہ ساڑھے نو روپے تھی اس سے پہلے یہ اس سے کہیں زیادہ ریٹ پر تھی ۔ یہ بارہ تیرہ روپے تک Touch کر چکی تھی اسی طریقے سے یہ آہستہ آہستہ نیچے آ رہی ہے ۔ جہاں تک سپلائی کا تعلق ہے میں آپکو پھر یقین دہانی کرواتا ہوں کہ پاسکو Pasco بھی اس کو جمعہ بازار میں متواتر سپلائی کرتے رہے گی ۔ یوٹیلٹی سٹور پر یوٹیلیٹی کارپوریشن والے سپلائی کرتے رہیں گے ۔ اور وہ اس وقت ساڑھے سات سے ساڑھے آٹھ روپے پر مختلف دالیں سپلائی کر رہے ہیں ۔

جہاں تک قیمت بڑھنے کا تعلق ہے ۔ ہمارے علم میں یہ بات چار پانچ روز پہلے بھی آئی تھی ۔ اخبار میں شاید آج آئی ہے ۔ میں نے اس سلسلے میں انہیں بلایا اور ان سے کافی ڈسکشن (بات چیت) ہوئی ۔ پہلے وہ ساڑھے چھ روپے پر دے رہے تھے ۔ پاسکو P:A.S.C.O. والوں کی ایک مشکل جو ہے (ان کے ڈپٹی منیجنگ ڈائریکٹر بھی بیٹھے ہوئے ہیں ۔ میں نے اس لیے انہیں بلایا تھا) ۔ کہ انہوں نے بنکوں سے قرضے لیے ہوئے ہیں ۔ جتنے سٹاک ہیں یہ بنک لمیٹڈ ہیں (Bank Limits) سے ہوئے ہیں اور اسی طرح ان کے اخراجات بھی اسی سے ہوتے ہیں ۔ مہینے دو مہینے کے بعد اگر ایک آدھ روپیہ بڑھ جائے تو وہ ان کے اپنے اخراجات کا ہوتا ہے ۔ لیکن ہم اس چیز کو ensure کریں گے کہ وہ ایک جگہ پر رکے رہیں گے ۔

جناب گورنر ۔ Excuse me پاسکو (P.A.S.C.O.) کے نمائندے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ؟

وزیر خوراک ۔ جی ہاں ۔

جناب گورنر ۔ کہاں ہیں ؟

وزیر خوراک ۔ وہ موجود ہیں ۔

جناب گورنر ۔ اس کی قیمت بڑھانے کی اس وقت کیا وجہ ہوئی ؟

ڈپٹی منیجنگ ڈائریکٹر پاسکو ۔ رمضان میں کم قیمت پر بیچ رہے ہیں ۔

جناب گورنر ۔ مگر اس پوائنٹ آف ٹائم پہ جب یہ shoot up کی ہیں ۔ ہم بھی اگلے دن تاجروں کے پاس گئے ۔ میں نے دو منسٹرز بھی وہاں بھیجے ۔ ان سے یہ تصفیہ ہوا کہ وہ چند ایک چیزیں اختیار کریں گے اور قیمتوں کو نیچے لے آئیں گے ۔ پھر انہوں نے ہمیں یہ کہا کہا آپ اس پر کنٹرول ہٹائیے گا ۔ ہم نے کہا کہ ہم آپ پر ٹریسٹ کرتے ہیں ۔ منیجنگ ڈائریکٹر صاحب آپ نے قیمتیں کیسے بڑھا دیں؟ کیا آپ نے حکومت پنجاب سے کنسلٹ (Consult) کیا تھا؟

ڈپٹی منیجنگ ڈائریکٹر پاسکو ۔ اب بھی ہماری قیمتیں ۔ ۔ ۔ ۔

جناب گورنر ۔ نہیں پوائنٹ یہ نہیں ۔ پوائنٹ یہ ہے کہ Why at this point of time. کیا آپ نے ہمیں کنسلٹ کیا تھا ۔

ڈپٹی منیجنگ ڈائریکٹر پاسکو ۔ نہیں ۔

جناب گورنر ۔ کیوں نہیں ۔

ڈپٹی منیجنگ ڈائریکٹر پاسکو ۔ یہ سینٹرل گورنمنٹ کے آرڈر تھے ۔

جناب گورنر ۔ No, Sir. But you must consult us. میں اس چیز پر بڑا clear ہوں ۔ آپ ہمیں یہاں کنسلٹ کریں ۔ سنٹر کی بڑی clear instructions ہیں یہ کیبنٹ decision ہے ۔ آپ یہاں ہمیں serve کر رہے ہیں ۔ ہمیں کنسلٹ کئے بغیر یہ کیسے کر رہے ہیں ۔

ڈپٹی منیجنگ ڈائریکٹر پاسکو ۔ آئندہ ایسا نہیں کریں گے ۔

جناب گورنر ۔ آئندہ آپ ضرور ہمیں کنسلٹ کریں گے ۔ ہم ایک چیز کو resolve کر رہے ہیں اور آپ اس کو aggravate کر رہے ہیں ۔

آپ پنجاب کو serve کر رہے ہیں ۔ آپ پنجاب کو کنسلٹ consult کئے بغیر کریں گے ہی نہیں ۔

ڈپٹی منیجنگ ڈائریکٹر پاسکو ۔ رائٹ سر ۔

جناب گورنر ۔ تھینک یو ۔

وزیر خوراک ۔ انڈر یور آرڈر سر ۔ میں نے انہیں کہہ دیا ہے کہ آئندہ سے یہ کچھ کریں گے تو .They will consult us

جناب گورنر ۔ وہ تو دوسری چیز ہے ۔ اس کی کئی وجوہات ہیں کہ فصل نہیں ہوئی ۔ یہ نہیں ہوا وہ نہیں ہوا ۔ قصہ کہانیاں In all that جیسے یہ کہہ رہے تھے ۔ ایک دفعہ قیمتیں اوپر چلی جائیں تو بڑی مشکل سے نیچے آتی ہیں اور میں یہ کہوں گا تاکہ تاجران ہمارے ساتھ تعاون کر رہے ہیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں ، اور یہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس (قیمت) کو نیچے لائیں ۔ اس لیے ہم نے انہیں چانس دیا ہے ۔ ہم ان پر ٹرسٹ کر رہے ہیں ۔ انھوں نے ہمیں یہ کہا کہ جناب ذرا کنٹرول ہٹا کر دیکھیے تو سہی میں کہتا ہوں کہ جناب I trust you تو ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ کچھ آپ کیجیے کا کچھ وہ کریں گے ۔ پھر اس کی قیمت خود بخود مستحکم ہو گی ۔ stabilize باقی یہ کہ چار لاکھ کی ہماری requirement دو لاکھ پیدا ہوتی ہے تو اس کے disturbance ہیں ۔ کچھ سپلائی ڈیمانڈ کے کچھ یہ کچھ وہ ۔ قصہ کہانیاں ۔ کوشش کر رہے ہیں کہ ہم قیمت نیچے سے نیچے لا سکیں ۔ اب آپ فرمائیے ۔

وزیر خوراک ۔ اگلا سوال تو جناب اس میں کچھ stapling تھی وہ میں نے cover کر دی ہیں ۔ ایک دو main سوال تھے ۔ جس طرح میرے ایک دوست نے کہا کہ ہم چھوٹے آفیسر سے procurement کے زمانے میں disbursement کرا رہے ہیں ۔ تو کیوں نہ اسے ایف سی یا ڈی ایف سی کو بلنک کے مالی کرنے کا اختیار دے دیا جائے ؟ تو ان کی اطلاع کے لیے میں عرض کرتا ہوں کہ فی تحصیل ہمارے پاس کم از

رکھ بیس پچیس سنٹر ہیں ۔ جس طرح ہم بڑھا رہے ہیں تو یہ اور بڑھ جائیں گے تو یہ بل جب تک سائن نہیں ہوں گے growers کو بنک ادائیگی نہیں کرے گا ۔ ایک آدمی کے لیے اتنے سنٹروں پر جا کر روزانہ بل سائن کرنا ناممکن ہو گا ۔ اب جب کہ ایک انسپکٹر اس وقت دو سنٹروں پر کام کر رہا ہے تو مجھے یہ بھی شکایات ملی ہیں کہ تین تین دن تک ادائیگی نہیں ہوئی اور دوسری طرف ہم نے growers کو اس چیز کی یقین دہانی کرائی ہے کہ صبح کی آئی ہوئی گندم کی شام کو ہر صورت ادائیگی ہو گی تو یہ میرے خیال میں بڑا مشکل ہو گا اور نہ وہ آفیسر پوری تحصیل لیول پر پہنچ سکے گا ۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ دس دس پندرہ پندرہ روز زمینداروں کو ادائیگی نہیں ہو گی ۔ بہر حال اس کی ہم ساتھ ساتھ چیکنگ ضرور کر سکتے ہیں اور وہ اس کی ذمہ داری ہے ۔ اور بنک بھی ذمہ دار ہے کہ جتنی ادائیگی ہم کر رہے ہیں ، وہ assure کرے کہ اتنا سٹاک ہے یا نہیں۔ جہاں تک دیر سے خریدنے کی بات ہوئی ، میں یہاں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہم نے اس دفعہ خصوصی طور پر کوالٹی پر زیادہ زور دیا تھا اور بعض دفعہ بعض جگہوں پر کوالٹی صحیح نہ آنے کی وجہ سے اس پر دوبارہ چھاننا لگوانا پڑتا تھا ، جس کی وجہ سے کچھ زمینداروں کو تکلیف ہوئی ۔ لیکن اس کے برعکس ہم انہیں دو روپے بطور ڈلیوری چارجز بھی دے رہے ہیں ۔ تو میرے خیال میں تھوڑی سی تکلیف کر کے آپ کوالٹی maintain کر لیں ، کیونکہ آج اللہ کے فضل سے ہم خود کفیل ہوئے ہیں اور انشاء اللہ اگلے تین چار سالوں میں یہ پوزیشن ہو سکتی ہے کہ اگلے سال ایکسپورٹ میں جائیں گے اور جس وقت ہم ایکسپورٹ میں جائیں گے تو ہماری یہ کوالٹی انٹرنیشنل کوالٹی سے بہت نیچے ہے ۔ تو ہمیں کوالٹی maintain کرنی چاہیے ۔ جہاں تک پاسکو کی corruption اور پاسکو کی malpratices کا تعلق ہے ۔ پہلے ہی کچھ کیس انہوں نے take up کیے ہوئے ہیں اور انشاء اللہ تعالے انہیں مثالی سزائیں دلوائیں گے ۔ اگر آپ کے پاس further کوئی کیس ہیں تو میں نے آج بھی ان کو یہ کہا ہے کہ وہ اس کو دیکھیں آپ براہ مہربانی اگر ہمیں تحریری طور پر دیں تو میں آپ کو یقین سے کہتا

ہوں کہ ہم پوری طرح اس کی تحقیقات کریں گے ۔

رانا نذیر احمد خان ۔ (گوجرانوالہ) ان حالات میں راشننگ کیوں ضروری ہے جب کہ ملک خود کفیل ہو گیا ہے ۔

وزیر خوراک ۔ جی میں اس کے بارے میں عرض کرتا ہوں ۔ گو ہم اس دفعہ خود کفیل ہو گئے ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود ہم نے راشننگ اس لیے جاری رکھنی ہے تا کہ عام آدمی کو یہ دستیاب رہے ۔ اگر آپ ایک چیز کو کھول دیں گے تو جیسے آپ دالوں کے بارے میں کچھ سن رہے ہیں ہو سکتا ہے کہ ہمارے کچھ دوست سٹاکنگ شروع کر لیں اور hoard کر لیں اور پھر عام آدمی کو دقت ہو ۔ میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ حکومت اس بارے میں سوچ رہی ہے ۔ جیسے ہی ہم نے محسوس کیا کہ ہمارے پاس اتنی وافر مقدار میں گندم ہے کہ اب اس کی قیمتوں کو کوئی اچھی چھیڑ سکتا ، ہم انشاءاللہ راشننگ ہٹانے کی کوشش کریں گے ۔

میرے کسی دوست نے فرمایا تھا کہ زون ایریا مقرر کرتے وقت لوگوں سے مشورہ نہیں لیا جاتا ۔ اس کے بارے میں میں عرض کرتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ آئندہ زون مقرر ہوتے وقت وہاں کے ڈسٹرکٹ چیئرمین کو ضرور کنسلٹ کیا جائے گا اور ان کے مشورے پر ایریاز مقرر کیے جائیں گے ۔ میں اس کے بارے میں وہاں کے ڈپٹی کمشنر صاحبان کو گذارش کروں گا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

جناب گورنر ۔ شکریہ ۔ میں صرف آدھا منٹ لوں گا ۔ یہ جو سیزن procurement کا ختم ہوا ہے ، اس کے بعد وہ جیسے کہہ رہے ہیں کہ سسٹمز کو درست کرنا ہے ۔ نمبر دو ، جو ان کے عملے میں ، والنٹ فرام منسٹر ز ، سیکریٹریز وغیرہ ہیں وہ باہر جائیں ، انسپکٹ inspect کریں ، دیکھیں اور اس چیز کو دور کریں ۔ لیکن اس سیزن کے بعد ، جیسا کہ ہم کہتے ہیں کہ ہم critique کر رہے ہیں critique کیا ہے ؟ کہ یہ

جو اب کی دفعہ ہم نے procurement کی ہے ، ہر کوئی بیٹھے گا ، یہ بیٹھیں گے ، آپ کے نمائندے بیٹھیں گے سکریٹریز اور دوسرے لوگ بیٹھیں گے ۔ اخباروں کی خبریں ، یہاں جو کچھ آپ لوگوں نے بتایا ، اس پر بیٹھکر ، غور کریں گے انہوں نے دیکھنا ہے کہ ہم نے اس procurement season میں یہ سبق حاصل کیے اور آئندہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے ۔

جناب گورنر ۔ تو مقصد یہ ہے کہ کسی چیز کو destroy نہیں کرنا ۔ اگر ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ جو چیز 1939ء میں یا 1945ء میں بنی تھی ، اب اس کی ضرورت نہیں ہے تو ہم اس کو ہٹا رہے ہیں ۔ چند چیزوں پر ہم نے کنٹرول ہٹا دیئے ہیں ۔ اب دیکھیں کیا حالات ہوتے ہیں اور کن چیزوں پر مزید کنٹرول ہٹ سکتا ہے ۔ بڑا سوال یہ پیدا ہو گا کہ اس محکمے کی ضرورت رہ گئی ہے یا نہیں یہ تمام چیزیں دیکھی جائیں گی اس پر criticism ہو رہی ہے ۔ آپ نے بہت اچھا کیا کیونکہ آپ نے بہت ساری چیزیں بتائیں ۔ اس میں ہماری مدد ہو گی ۔

اناؤنسر ۔ ارکان صوبائی کونسل کی خدمت میں بڑے افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ مشہور شیعہ لیڈر ، مغربی پاکستان کے سیاسی رہنما اور سابقہ جسٹس جمیل حسین رضوی آج شام 5 بجے حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے انتقال کر گئے ۔ ان کا جنازہ کل 8 بجے ، 11 فین روڈ سے اٹھایا جائے گا ۔ کل ساڑھے آٹھ بجے سبجیکٹ کمیٹیز کے اجلاس ہوں گے اور باقاعدہ اجلاس ساڑھے نو بجے شروع ہو گا ۔

(اجلاس کی کارروائی 25 اگست 1981ء ساڑھے نو بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گئی) ۔